اثبات وجود الاحدیة

فی

دفع تشویشات الخارجیة

مصنفہ

رموز خفی وجلی کاشف اسرار ابدی وازلی فیض عالم جناب مولوی سید احمد عایضا حسنی

بزمان نصرت توامان

اعلیحضرت قوی شوکت سکندر ورفریدون فر

کیوان ایوان خورشید پاسبان خاقان ابن خاقان

نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک

مظفر الممالک آصف جاہ سادس سلطان دکن

ادام اللہ ظلہ وخلد اللہ سلطنتہ

بابت ۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد للہ الاحد والصلوٰۃ والسلام علیٰ مظہر الصمد وعلیٰ آلہ وصحابہ الامجد

راقم حقیر نے جب کتاب (رفع الاشتباہ عن صفات الصوفیہ) جسکی نظام
رعایت یہی ہے کہ خصم کے نادانستہ حملون اور وارون کے لئے سپر کا کام دے اور
مخالفین و معترضین کے حق مین وہ تیز باڑ دار تلوار ہے جو ہر مقام اور موقع پر بیدریغ اپنا کام
کئے بغیر رہ نہ سکے - اور بالخصوص مبتدیان راہ سلوک کے استحکام عقاید اور استقلال کے لئے دری
پہلی کتاب بنے اور ملاحدین اور جلد بازون کے لئے نمونہ عبرت ہو اور مبصرون کے لئے پرکال
کے شناخت کا آلہ ہو - لکھہ چکا تو بعض خاص احباب نے یہہ فرمایش کی کہ آجکل مسئلہ وحدۃ الوجود
کثرت سے اعتراضات ہو رہے ہین - اور اسی مسئلہ کے باعث صوفیہ صافیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین پر تبرا ہو رہا ہے - لہٰذا مختصر طور پر اسبارہ مین کچھہ لکھا جاے تو احسن ہے مینے
ان سے عرض کیا کہ تالیف و تصنیف جب ہی مقبول عام ہوتی ہے یا تو رنگینی عبارت
ہو یا فصاحت بلاغت ہو - یا اعلیٰ مضامین - یا دلچسپ قصص ہون - مجھے ایسا علمی مادہ
کہان جو ناظرین کے دل کو خوش کر سکون - ہر ہر جملہ زبان حال سے میری لاعلمی
و کم علمی کا کھلی زبان اظہار کریگا - کسی مضمون کے تحریر کی جرأت کرنا گویا

ہئے ... ش کی کہ نشانہ ملامت نہ ہنون لیکن احباب نے ایسا بر
وی جیسے کوڑے سے ٹھیکریون کو جواہرات سمجھکر اوٹھاتے ہین اور ...
ہین نہ دیتے ہین بلکہ اس کم مایہ کی عزت اس سے بھی زیادہ بڑہائی۔ اور ہر
عذر کے راستے تنگ کر کے خاموش کر دیا بالآخر بڑے رد و قدح کے بعد م
مجبور ہی کیا کہ اپنا خیال ناقص توٹے پھوٹے جملون ہی مین ظاہر کرون۔ بھلا
ایسا امر اہم اور سترگ کام میرے سپرد کیا گیا جو میرے حوصلہ سے بہت بڑہا ہوا ہے کہ
ایک زمانہ دراز سے اسکی اولجھن چلی آرہی ہے جسکا سلجھانا کچھ آسان امر نہین۔
میرا منھ نہین کہ اسکو صاف طور پر ہدیہ ناظرین کرون۔ اور نہ مجھ مین ا...
سرمایہ ہے کہ ایسی باریک باتون کو واضح کردون۔ ہاں اگر یون کہنا چاہ...
اجناس مختلفہ ملا کر اندہے مادرزاد سے یہ فرمایش کیجائے کہ ہر ہر چیز جدی جدی
کر دیجاوے۔ پہلے تو وہ خود اندہا۔ دوسرے اوس بیچارے سے وہ کام لیا جائے
جو اوسکے امکان سے خارج۔ علاوہ اسکے آجکل کا زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جہالت و تعصب
خواہشونکی پیروی اور اپنی ناقص رایون پر ناز کرنا شایع ہو رہا ہے کیونکہ باہمی نفرت کی
وجہ سے ہر ہونا ہوا کرتا ہے اور اہل تصنیف تو ہمیشہ ملامت کا ہدف ہی رہتا ہے چونکہ
برون ہی سے اچھون کا تمیز ہوتا ہے۔ اور اچھے لوگ اپنی اعلی نظر خطا کی گرفت اور
خفیف باتون کے جانب معطوف نہین کرتے۔ پس مینے خیال کر لیا کہ میری برائی کی
عمدہ لوگون کی نظر ... اچھائی کا باعث ہے جیسے حبشی زنگی کا کالاپن زشت روئی کی
... ن کے حسن ... دو بالا کر دیتی ہے۔ جو کچھ ذہن ناقص مین آتا ہے اد...
... ن۔ مین ہرگز ہرگز اسکا دعوے نہین کرتا کہ اس مسئلہ کو عام فہم کر...

اگر یہ مسئلہ اس قابل ہوتا تو ہرگز آج تک پیچیدہ نہ رہتا۔ بڑے بڑے لوگ جنکی
عقل اور تیزی فہم نے دنیا کے اس کنارے سے اوس کنارے تک اپنی روشنی
پھیلا کر آیندہ آنیوالی نسلون کے لئے دلون کی آنکھون مین نور پیدا کر دیا وہ کب اسکو
گوارا کرتے کہ ایسے بزرگ مسئلہ کی تفہیم مین عالم کی آنکھین مثل چمگادڑ کور کے کور ہی
رہین مگر اس ہیچمدان نے باوجود لاعلمی اور بے بضاعتی کے بقول کسی شاعر کے۔ شعر

دارد ہزار در کہ صدف دم نمی زند ۔۔۔ مرغیکہ بیضہ دارد وفریاد می کند

جو کچھ ذہن مین آیا بید ریغ عرض کر دیا۔ جنکے سینون مین علوم کے دریا موج زن ہین اون
سے قوی امید ہے کہ وہ ہرگز گمندہ نالون کے شور وغل سے ذرا بھی جنبش نکرینگے۔
یہ معلوم رہے کہ مینے حتی المقدور اسکا التزام کیا ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بحث نکیجاوے۔ اور نہ اجماع امت کا خلاف ہو اور
نہ وہ امور بیان کئے گئے ہین جو صدر اول مین نہ تھے صحابہ تابعین تبع تابعین مین جسکا
رواج نہ تھا یا جسکو مسلمانونکی کثیر جماعت نے قبول نکیا ہو اگر کہین اسکے خلاف پایا جائے
تو وہ میری بالکل خطا ہے خدا کی رحمت ہو اوسپر جو مجھکو خواب غفلت سے جگا دیوے۔
واضح ہو کہ اس کتاب کو ایک مقدمہ۔ اور ایک ہدایت۔ اور ستائیس ۲۷ فصلون
اور ایک خاتمہ پر اتمام کر کے (**اثبات وجود الاحدیتہ**
فی دفع تشویشات النجار جبیتہ) نام رکھا۔ ناظرین سے اُمید ہی کہ مُصنف کتاب ہذا
یعنے عالم المعروف سید احمد علی ولد سید وزیر علی حسینی کے حق مین دعا خیر فرماوینگے۔

مُقدمہ کتاب

علوم مین افضل العلم علم رضائے الٰہی ہے۔ اور وہ طلب کرنا ہی صراط مستقیم کا

جسپر کہ اوسنے نعمت کی ہے اور اسی راہ کے پانیکے لئے قایم کرنا ہے دین کا۔ اور وہ
کیا ہے (اسلام) یعنے اسلام راہ نمائی کرتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنَ) کے جانب۔ اور یہی عبادت خالص زینہ ہے پروردگار عالم کی رضاجوئی
کا۔ اور اسکا حاصل کرنا بغیر معرفتِ کردگار کے محال ہے۔ اور حصولِ معرفت بغیر شوق
واشتیاق کے غیر ممکن۔ اور شوق واشتیاق بلا استقلال واستحکامِ عقاید کے
بیکار۔ اور عقاید بغیر توحید کے باطل۔ کیونکہ اوائل دنیا سے اسی منزلِ توحید کی تعمیر
کے لئے ایک لاکھہ اسّی ہزار پیغمبر نازل اور مامور اور مصروف بکار رہے۔ یعنے
حضرت آدم علیہ السّلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر کامل
ہوا۔ جیساکہ پہونچا حکم ربِ جلیل کا بجانب حبیبِ رب العالمین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم پر۔
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا
ترجمہ آج کے روز کامل کئے ہم واسطے تمہارے دین کو اور تمام کئے ہم اوپر تمہارے نعمت اپنی
خوش کیا میں واسطے تمہارے اسلام کو دین۔ پس بغیر معرفت توحیدِ کامل کے نہ عبادت
خالص نصیب ہوسکتی ہے اور نہ اصل حقیقتِ دین ہاتھہ آسکتی ہے۔ الحمد للہ
حضرات اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہایت اعلیٰ درجہ کی توحید بطفیل
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی ہے۔ اسلیئے اس کتاب میں علوم اہل عرفان
کے مسایل سے مسئلہ توحید کا بیان کیاگیا ہے اور وہ مسئلہ وجود ہے جو
توحید ہی توحید سے مملو ہے۔ خداوند عزوجل کی وحدتِ حقیقی کا ذکر ہے۔ ا
یکتا ہونا۔ بےمثل اور بے مانند ہونا۔ وحدہ لاشریک لہ ہونا بیان کیاگیا

عوام نے اسکے ظاہر مضمون یا اوسکے استعمال مین باوجود تنزیہ مطلق ہونیکے غلط فہمی کی ہو اسلیئے اون کے اشکال کا دفعیہ ہے۔ اوسکے اصلی مقاصد اور مطالب اور طرق اور اوسکے حصول کے ذرایع اور مدارج ہی اور ہین۔ ایعزیز حیوان خاص کیا گیا ہے حس وحرکت ارادی سے۔ مگر حضرت انسان کی یہہ کیفیت نہین ہے۔ کیونکہ اللہ مناحب ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کے خلعت سے سرفراز ہے اور عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا سے ممتاز ہوکر مسجود ملایک ہوا کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ رباعی۔

ہمسین آدم تو لی گر راز دانی ہمسین آدم تو لی گر باز دانی
بکرمنا ترا تشریف داده در معنی بروے تو گشاده

(فِیْ اَنْفُسِهِمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) کے تحت ملا حسین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ رباعی۔

نظری بسوے خود کن کہ تو جان دلربائی میفگن بخاک خود را کہ تو از بلند جائی
تو بچشم خود نہائی کمال خود ندانی چو در از صدف برون آئی کہ تو بس گران بہائی

اور مولانا حکیم ثنائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ شعر۔

تو ہی ہچو سیر در یک پوست بود تو است ہچو پیاز تو بر تو است

پس حضرت انسان مخصوص کیا گیا ہے اکتساب علوم اور اقتباس انوار سے طبیعت اشیاء کا جاننا کوئی بڑی بات نہین یہہ فعل تو حکما کا ہے۔ ہان اشیاء کی حقیقتون کا جاننا البتہ یہہ کام اعلی درجہ والون کا ہے۔ اور یہہ مراتب انبیا کو حاصل ہین۔ اشیاء کی حقیقت سمجھنا اولیاء اللہ کا کام ہے۔ ایسا ہی وجود کے

ایک جاننے سے کوئی نتیجہ نہین۔ کمال اسکو نہین کہتے یہہ تو [illegible] علاوہ ہی تقلید ہے۔ یہان سالکانِ راہ طریقت کو دعوت صدق حق کا سب سے اول دین اسلام کا پہلا نشان۔ شرک و نار سے بچانیوالا۔ ذنوب و خطایا کا مٹانیوالا احق الحسنات کلمۂ طیبہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) تقویٰ اور شہادت حق مع لاخلاص کے ساتھ تفہیم کرایا جاتا ہے۔ اہل ظاہر کے یہان تقلید ہے تو اہل باطن کے یہان تحقیق۔ یہان مُقلِّد ہے تو وہان مُحقّق۔ یہان ابتدائی سبق ہے تو وہان انتہائی تحصیل۔ یہان اسلام تازہ ہوتا ہے تو وہان سالک فنا پاتا ہے۔ یہان اقرار اور تصدیق قلبی ہے تو وہان کشف اور مُشاہدہ۔ رباعی۔

برذات مقدسش کسی را راہ نیست | وز عزّ و جلال او کسی آگاہ نیست
سرمایۂ رہ روان کہ راہش طلبند | جز معنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نیست

سچ تو یہ ہے کہ انسان کا کمالِ درجہ یہی ہے کہ اپنی ہستی موہوم کو خداوند تعالےٰ کی تقدّس مین فنا کرے۔ جیساکہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تو در و گم شو وصال اینست و بس | گم شدن گم کن کمال اینست و بس

ہدایت ضروری

العزیز۔ خدائے تعالےٰ نے تجھے اگر کچھہ بھی عقل سلیم دیا ہے تو ہماری اِس ہدایت کو سُن اور بجان و دل قبول کر خداوند کریم اِسکا ثمرہ وہ عطا فرمادیگا جسکی تمنا نیک لوگون نے کی اور اللہ صاحب نے اچھّا بدلہ دینیکا وعدہ فرمایا ہے۔ یہانپر مسائلِ صوفیہ کو معمولی اور آسان مت خیال کر یہہ مسائل ایسے نہین ہین

جو باتون سے حل ہون - اس راہ مین بڑی بڑی گہاٹیان ہین اسکا طے کرنا کچھہ آسان امر نہین - جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے -

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

ہزارون اس دریائے ناپیدا کنار مین غوطے لگائے الناادر کالمعدوم بعضون ہی نے حسب استعداد دُرِ مقصود کو پایا -

کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند — بلا احصے از تک فرو ماندہ اند

اسلئے ہم کہتے ہین کہ عام جلسون مین ایسے تذکرون سے ایسا پرہیز کر جیسے ایک یہودی یا نصرانی طبیب کے کہنے سے حالت مرض مین کرتا ہے اور پھر یاد رکھہ کہ امراضِ بدنی مین بدپرہیزی ہو بھی جائے تو اطبا دوسرا علاج کر سکتے ہین مگر امراضِ روحانی کا علاج نہایت ہی مشکل ہے - عام جلسونمین اسکا ذکر کرنا مہلک امراض کا پہیلانا ہے جسکی وجہ سے آخرت کی خرابی کا سامنا ہے - اور جُہال کے عقاید کی کشتی کو تو گردابِ بلا کے تلاطم مین پھنسا کر غوطے کہلانا ہے - ابدالآباد اس بربادی کے وبال کا بوجھہ اوسکے سر ہوگا جو الحاد کے راستے کو نااہلون پر کہولیگا - عاقبت کار جسوقت گردن پکڑی جائیگی اوسوقت سوائے مایوسی اور افسوس کے کچھہ ہاتہہ نہ آئیگا - اور میدان قیامت مین جہان بڑے بڑے الوالعزم نبیون کے ہوش ٹھکانے نہون گے وہان ماوشما کو بجز حسرت اور خسران کے اور کیا ہاتھ آئیگا - اور یہہ خوب سمجھے ہوئے رہو کہ یہہ اہم مسائل جو تیری سمجھہ سے بہت پرے ہین غیر کی تفہیم کا دعوے کرنا فعلِ عبث ہے - کیونکہ بڑے بڑے لوگ اسمین عاجز رہے ہین -

ہان شیخی اور آبروے ظاہری کے لئے اسکا ذکر وہ بھی بے سروپا فقط زبان سے
مزخرفات لگا لگر عظیم جرم و خطر مین محض بوالہوسی اور شیخت کی بدولت گرفتار ہونا
کسی عقلمند کا کام نہین۔ بھائیجان بات تو یہہ ہے کہ تجہے خداطلبی مقصود ہے
یا دنیاطلبی خداطلبی اگر مقصود ہے تو تو خدا کے جانب لگا رہو۔ دنیا اگر چاہتا ہے
تو وہ بھی تجھے نصیب ہوگی بیوقوف جاہل کہنے والے کثرت سے ہونگے
تو شاذونادر ہی کوئی تیرا شریک ہوگا تو پھر اس سے کیا پھل پائیگا۔ پس ہمارے
کہنے کو مان اور اداب صوفیا کو پیش نظر رکھہ اور خصم کے ساکت کرنے مین
کوشش نکر۔ خدا جسکو راہ بتلاتا ہے وہ خود راہ مستقیم پر رہیگا خبردار جو دائرہ
الحاد اور زندیقیت پھیلانے سے ہمیشہ بچار ہو۔ اور مین اسکی مطلق اجازت
نہین دیتا اور نہ یہہ میرا مطلب ہی اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون کہ نااہل جہال بھی
اس کتاب کو دیکھین اور خدا سے بھی میری یہی التجا ہے کہ خداوند اس کتاب کو
اونکی نظرون سے ہمیشہ بچار کہہ جو متعصب اور انصاف پسند نہون یا جنکو
علم تصوف سے کچہہ بہرہ نہین۔ آمین یارب العالمین۔

تمہید

بھائیجان اہل عرفان صاحبان راہ طریقت و معرفت جماعت صوفیہ صافیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین نے اپنے تابعین اور راہ روان راہ مستقیم کے خواہشات نفسانی
کے روکنے اور اخلاق ذمیمہ کے مہلک امراض سے نجات دلا کر اخلاق
فاضلہ کو حاصل کرکے روحانی قوت بڑہانیکے لئے بنظیر عمدہ جو جو وسائل

بہم پہونچائے ہین اونہین مین سے یہہ ایک مسئلہ وجود بھی ہے۔ نہایت لطافت وپاکیزگی سے اپنے اصول کے اظہار کا جو طریقہ اکابران سلف نے اختیار فرمایا ہے وہ کب اس قابل ہے کہ ہر کس وناکس اوسکے سمجھنے کا اپنے کو اہل قرار دے۔ اونکے اقوال اور اشعار نہایت سنجیدہ ہین ان ادق اور غامض اوزان کے لئے اعلےٰ میزان ہی چاہئے جو لطافت سے مملو ہو۔ بلکہ لطیف و الطف ہو۔ الغرض یہہ وہ مسئلہ ہے جسکا انکشاف مجرد الفاظ وعبارت کے ملبوسات کے معاینہ سے ہونا نہایت مشکل ہی نہین محال ہے بلکہ یہہ وہ حروف ہین جنکا ظرف استار ہے۔ اور الفاظ اسرار۔ یہہ وہ بیاض ہے جو چشم دل مین سبزہ سوادا وگاتا ہے۔ اور یہہ وہی سواد ہے جو روح ودماغ مین سودا اوٹھاتا ہے کہین نور دیدہ افروز ہے تو کہین نار پردہ سوز۔ (مَا شَجَرَ اَخْضَرَ طُوْ بِمَا هُمْ) یہہ اونہین محققون کا حصہ ہے جنکی قابلیت اور استعداد ایسے عظیم الشان بوجھ کے اوٹھانیکی متحمل ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے کا یہہ ادنی اثر ہے کہ اسکا (عالم) ناہل دنیا کے روبرو ذلیل وخوار مانا جاتا ہے۔ یہہ کیسا عجبہ ہوگا کہ محض ایک مسئلہ کے جاننے کے لئے جو وہ بھی ضروریات دین سے نہین زمانہ سے ناکارہ ہوکر نشانہ ملامت بنے۔ ناکارہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ اہل دنیا کی عقل اون سے سلب ہو جاتی ہے لوگ اونکو مجنون اور دیوانہ سے تعبیر کرتے ہین۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

کسی را درین بزم ساغر دہند ۔۔۔ کہ داروی بیہوشیش در دہند

بات یہہ ہے کہ وہ کمالات دین حاصل کرنے مین سعی بلیغ کرتے ہین۔ اسلئے

عاقلانہ نجات کی راست تدابیرین اونکی رگون مین برقی تاثیر پیدا کرا کے اخروی ودینی منازل مین تیز گام مستعد چست وچالاک بنادیتی ہین۔ اہل ایمان والقان امورات دنیوی سے بے بہرہ ہوکر فیضانِ بارگاہِ (لَمْ یَزَلی) کی امیدواری مین محویت پیدا کرنیکی کوشش مین اسباب عالم پر حقیر نگاہ ڈالنا بھی باعث خسران سمجھتے ہین۔ اپنے ذوق اور شوق وجدان حالتِ استغراقی مین لذاتِ دنیوی پر پشت پا تک مارنا عیب تو عیب گناہِ کبیرہ تصور کرتے ہین۔ اون کا تو یہہ قول ہے۔

از آخر کار عالم اندیشہ کنید ای سور گنان زماتم اندیشہ کنید

با قحبہ دنیا مکنید آمیزش عریان ہمہ تن شوید و شرمندہ کنید

دنیا مین اپنا کام یہی سمجھے ہوئے ہین کہ عبادات تہذیبِ نفس کے علوم حاصل کرکے تقربُ اِلَی اللہ پیدا کرین۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ ذکواۃ۔ تلاوت قران۔ ذکر۔ شغل۔ مین ہمہ تن مصروف امر و نواھی کے پورے پابند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل پیرو۔ کیونکہ وہ خوب سمجھے ہوئے ہین اس حدیث شریف کو جو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (الحدیث) (مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّۃِ) یعنے جو شخص میری سُنّت کو دوست رکھتا ہے پس تحقیق وہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور جس شخص نے مجھے دوست رکھا پس وہ ہوگا جنت مین میرے ساتھہ اِس موقع پر سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

درین بحر جز مرد داعی نرفت گم آنشد کہ دنبال راعی نرفت

پس انھین لوگون کے لئے (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ) واقعی دنیا انکے لیے آخرت کے سودا خریدنیکا بازار ہے۔ کسی شاعر نے اِس موقع پر کیا خوب کہا ہے۔

آنانکہ باصلِ کار نیکو بینند　　کار این سو برائے آنسو بینند
زان گونہ کہ روئے جامۂ را خیاطان　　زین رو دوزند وحسن زان رو بینند

اور یہہ خوبیان اوسوقت تک جمع نھین ہوتین جبتک علوم دینی سے کماینبغی بھرہ حاصل ہنوا اسلئے کہا گیا ہے کہ فقیہ تصوف نہ جانیوالا زاہد خشک ہے اور بے فقہ کے صوفی زندیق۔ جو لوگ کہ قرب خداوند عزوجل پیدا کرنے مین اپنے کو منہمک رکھتے ہین اونکا علوم دینی مین کامل اور اکمل ہونا شرط ہے۔ اسلئے علمائے باعمل اور محقق کہلائے جاتے ہین ورنہ ایسے دقیق مسائل کا حل ہونا جاہل اور عامی سے دشوار ہی نھین محالات سے ہے جھلا ہرگز ہادی اور رہبر نھین ہو سکتے جو باتین ان سے نکلین گی ضلالت اور گمراہی سے بھری ہونگی۔ کیونکہ جو علم سے عاری ہوگا وہ خدا اور رسول کے احکام کو کیا جانیگا۔ بقول سعدی صاحب کے۔ (کہ بی علم نتوان خدارا شناخت) پس جو احکام کو نہ سمجھے گا وہ تابعداری کیا خاک کریگا۔ اور جو تابعداری نکریگا وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو گمراہ ہوگا وہ (خسر الدنیا والآخرۃ) کا مصداق ہوگا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے بوستان کے دیباچہ مین فرمایا ہے۔

کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند　　برفتند و بسیار سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسی راہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مپسند ارسعدی کہ راہ صفا توان رفت جز بپئے مصطفےٰ

برخلاف ان بزرگان دین کے کہ جنکی ہدایت اور رہبری نے سارے عالم کو اپنے جانب مخاطب اور مطیع ومنقاد بنادیا۔ جنکی تصنیفات اون کے عالم متبحر ہونے پر سارے عالم کو منادیا پس یہی لوگ (اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ) کی تعریف مین داخل ہین۔ الغرض جب تو یہان تک مان لیا تو اب ہم یہہ کہتے ہین کہ ہمارا منہ نہین کہ اس مسئلہ کو صاف صاف تبلائین اسلیئے کہ اسکا مفہوم تیری سمجھ سے بہت پرے ہے۔ اسلیئے (تَكَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ) صاف حکم آچکا ہے پس ہم اشارتاً وکنایتاً بظاہر اتنا ہی تبلائینگے کہ جو لوگ بے سمجھے بوجھے اس مسئلہ کے عقیدے والون پر طعن کرتے ہین فی الجملہ بر موقع اونکو جواب ملجاے اور مبتدیان راہ سلوک کا ہیجان دور ہو۔ اگر خداوند کریم کو منظور ہے اور وہ اپنے خزانۂ غیب سے مدد دیگا۔ اور اوسکی بارگاہِ بے نیازی اور رحمتِ نامتناہی سے امید ہے کہ وہ ضرور مدد دیگا۔ کیونکہ ہر نیک کام اوسکی رضاجوئی کا باعث ہے بشرطیکہ مقبول ہو۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ اصل مسئلۂ وجود کی حقیقت اور اوسکے اسرارات اور رموزات اور حصول معرفت کو سلف کے طریقہ پر ہدیۂ ناظرین کرینگے اور ہم ناظرین سے اسکی معافی چاہتے ہین کہ اصل مطلب سمجھنے کے آسانی کے خیال سے جہان کہین تمہیداً بعض عبارتین لائی گئی ہین اگرچہ کہ وہ بظاہر غیر متعلق معلوم دینگی۔ مگر اسکا خیال رہے کہ مقتضاے بیان اور اصل جواب کے معلوم کرنیکو اوسکا ہونا ضرور تصور کیا گیا ہے جو خالی از مصلحت نہین پس اوسکے مطالعہ سے گرانی کو اپنے دلمین جگہہ نہ دین۔ تاوقتیکہ کتاب کو کامل نہ دیکھ لین

ہر ہر جگہ اپنے خیالات کو پریشانی مین نہ ڈالین اور یہہ یاد رہے کہ اِس کتاب کی ترتیب
مین زیادہ تر اسکا خیال رکھا ہے کہ اہل عرفان کے اصطلاحات نہ لکھے جائین اسلیے
کہ اونکے معنون کا مفہوم نہایت غامض ہے جسکو ہر شخص سمجھنے کی قوت نہین رکھہ سکتا
اس کتاب مین صرف ظواہر پر بحث ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ کے معارف و اسرار کی
نازک اور گہری باتین ہین جیسا کہ میرے چچا مولانا مولوی حضرت سید منور علی صاحب
حسینی المعروف غریب نے فرمایا ہے۔

نام شیرین سے مزہ نہ زبان پر آوے   جو چکھا ہو مزہ وہی حلاوت پاوے

فصل اوّل

ایعزیزا اکثر لوگ اس مسئلہ کے نسبت استدلال شرعی ڈھونڈنے مین بے فائدہ ناقابل
برداشت زحمت گوارا کرتے ہین۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ اگر مسئلہ وجود مین
نص صریح وارد ہوتی تو عام لوگ کب اِس عقیدہ کے پابند کراے جاتے بلکہ
کل مومنین اور مومنات پر فرض یا واجب۔ کا حکم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہین ہے
اور حکمت الٰہیہ بھی اسیکے مقتضی تھی کہ جسکا جیسا ظرف ہو حسب استعداد لے سکتا ہے
(لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا) اگر یہہ حکم عام ہو جاتا تو بارِ امانت سے
سر اوٹھانا مشکل پڑ جاتا۔ تفاوت مراتب رحمت عام و خاص کی تمیز مین مشکل واقع ہوتی
خاص لوگ ہی اِس حکم کے دایرہ مین گھرے ہوئے ہین۔

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے   پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے

ایسے باریک اور نازک باتون کی پابندی اونھین پر لازم ہوتی ہے جنکو مراتب

قرب مین سے کوئی حصہ نصیب ہوتا ہے۔ یہہ چشم دید بات ہے کہ امور
مملکت کے خاص احکام اور آداب شاہی جیسے وزرا اور مقربین کو معلوم ہوتے
ہین ایک ادنی پولیس کے سپاہی پر مراسم شاہی کا وتنا بار ہوتا ہے۔ اور نہ اون
خاص احکام سے وہ مُطّلع ہو سکتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ کسی کے دو لڑکے ہین
ایک طالب علم اور دوسرا شیر خوار۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ طالب علم پر تحصیل علم
کا ہی بار رہیگا خانہ داری کے بوجھ سے اوسکو کوئی تعلق نہین اور شیر خوار تو ہر طرح سے
آزاد ہی ہے۔ اور یہہ بات کسکو معلوم نہین ہے کہ جسکے قوائے معدہ ضعیف
ہون وہ ثقیل اور بطی الہضم غذا کو ہرگز گوارہ نہین کرسکتا اور اگر کہا لیا تو اوسکے
حق مین وہ غذا زہر ہلاہل ہے جان جوکہون مین پڑ جائیگا۔ بہائیجان یہہ یاد رکہنے
کی بات ہے کہ جتنا قرب شاہی ہوگا وتنا ہی خوف و رجا کی زیادتی ہے ذرا ذرا سی
بے اعتدالی اوسکے حق مین سمِ قاتل کی تاثیر رکہتی ہے۔ جیسے حضرت ذکریا علیہ السلام
کے سر پر آرا چلتے وقت حکم ہوا تہا کہ اگر اُف کروگے تو پیغمبرون کے زمرہ سے
تمہارا نام نکالا جاویگا۔ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے فراق مین نہ
رونے کی دہمکی دیگئی تہی۔ ذرا سی لغزش مین یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین رہنا
پڑا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوستی کے پیرایہ
مین امتحان صدق ہوا۔ یہی حالت اولیاء کرام کی بھی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر
اونکی نگاہ رہتی ہے۔ کہ کہین لغزش نہو اور دربار شاہی سے نکالے نہ جائین۔
باوجودیکہ زہد اور تقوے واخل شعار ہے۔ تسپر بھی خوف و رجا کے بار سے
دبے ہوئے رہتے ہین جب ہی تو (عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ) کی خلعت

سے ممتاز ہین - بہائیجان بعض لوگ بزرگان دین کے اشعار اور احوال واقوال پر جو
یہہ اتہام لگاتے ہین کہ یہہ لوگ شریعت مطہرہ کے پابند نہین ہین یہہ محض غلط ہے -
جن احکام کی وہ پابندی کرتے ہین بہلا انصاف سے سچ تو کہنا کہ عام لوگ کب ایسے
احکام کے مکلّف کئے گئے ہین - اگرچہ کہ یقینی طور پر سب جانتے ہین کہ ہر ادنیٰ
کی ذمہ داری سے اوساط اور اعلی کی ذمہ داری بدرجہا بڑی ہوئی ہے پس
جان تو ای طالب یہہ مسئلہ خاص لوگون کے لئے ہے نہ کہ عام کو اسکے سمجہنے کی
ضرورت داعی کرائی گئی - بلکہ تاکیداً بزرگان سلف نے یہہ کہدیا ہے کہ عام لوگون
مین ایسے مسائل کا ذکر کرنا ضلالت اور گمراہی کا پہیلانا ہے - عام جلسون مین اِن
باتون کے ذکر سے قطعاً ممانعت کردی ہے کیونکہ جب ایک عام حکم نہین اور
خاص لوگون کے لئے بھی معاملہ راز ہے تو اوسکے لئے عامیون کا استدلال
دہونڈنا محض زیادتی ہے - ہان اگر اس راز سے آگاہ ہونا غرض ہے تو تقرب
شاہی کے اسباب پیدا کئے جایئن تو ممکن ہے کہ دربارِ خاص کے امورات خاص
سے بعضے امور اوسپر منکشف ہوسکتے ہین - ایعزیز یہہ خوب یاد رکھ کہ جبتک
اون بزرگان دین کی ذلّہ برداری اختیار نکریگا اور وہ جس راہ پر چلاتے ہین
نہ چلے گا ہرگز ہرگز اپنے مقصود تک نہ پہونچیگا - بہائیجان تو جو استدلال چاہتا ہے
تو یہہ تیرے سمجہہ کی غلطی ہے - کیونکہ استدلال تو علم حصولی کے لئے ہوا کرتا
ہے عارفون کا علم علم حصولی نہین ہے - یہان تو علم حضوری ہے - اور علم
حضوری کی تعریف ہی یہہ ہے کہ وہ محتاج استدلال نہو - بقول کسی کے
(ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے) "ہمین گوئی وہمین میدان" یہہ تو ظاہر ہے

کہ ہر شخص کو اپنے وجود پر علم حضوری ہوتا ہے۔ اوسکو استدلال کی ضرورت ہی کہان رہتی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔ گر دلیلے بایدت ازوے رو متاب

پاے استدلالیان چوبین بود ۔ پاے چوبین سخت بے تمکین بود

پس اہل عرفان مسئلہ وحدۃ الوجود کو جو برحق کہتے ہین وہ حق پر ہین۔ انشاء اللہ آیندہ ہم اسکو کسی موقع پر بتلاینگے۔ یہان صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین اور وہ یہہ ہے۔ کہ کوئی شخص جاہل۔ یا نصرانی یا یہودی آفتاب سے نظر جمایا ہوا اور وہ یہہ کہے کہ چراغ اور سارا عالم ظلمت اور تاریک ہے تو لوگ اوسکو باور کر لینگے استدلال اوس سے ہرگز طلب نکیا جاویگا بغیر استدلال کے بھی اوسکی تکذیب نہین کیجاتی تو اولیاء اللہ کے قول کا کیون اعتبار نہین کیا جاتا اور کیون استدلال مانگا جاتا ہے۔ کیا انصاف اسیکا مقتضی ہے کہ اہل اسلام اور صاحب قبلہ تو جہوٹے۔ اور مشرک یہودی یا نصرانی سچے باور کئے جاین حالانکہ ازروئے شریعت کافر کی شہادت مقبول نہین۔ پس العیاذ باللہ اولیاء اللہ سے بدظن ہو اور رہو تو نیکوکارون سے شاید نازل ہو تجہپر دو جانب سے اللہ غالب و برتر کے۔

فصل دوم

بہائیجان۔ پہلے یہہ تو دیکھ لے کہ ازروئے لغت واجب اور ممکن کی مختصر تعریف کیا ہے۔ واجب کی معنی۔ دایم اور ہمیشہ۔ لازم۔ اور سزاوار ہونیکی ہین۔ اور حکما کی اصطلاح مین یہہ ہے کہ وجود بقا مین غیر کا محتاج ہو اور وہ حق تعالی

ہے۔ اور ممکن کی معنی دست دہندہ اور پیدا شوندہ کی ہین لغت ہی نے جب واجب
اور ممکن مین فرق بتلادیا کہ واجب کیلئے قدم ہے اور اولیت مین ایک ہی ذات
ہونا چاہیئے اور وہ حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل کی شان ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سی ہے
اور ہمیشہ رہیگا ممکن تو پیدا شوندہ اور حادث ہے۔ فنائیت اسکا لازمہ ہے۔
واجب اپنے بقائے وجود مین محتاج غیر نہین۔ اور کُل عالم کے حق مین معطی
ہے بہمہ وجوہ ساری عظمت اور استغنا اوسیکے لئے ہے۔ اور ممکن کے پیچھے
صدہا محتاجیان ہاتھ جھاڑ کر ساتھ لگی ہین۔ محتاجیون کے علاوہ ہزارہا اونکی آفات
اور قید کی مصیبتون مین مبتلا۔ بھوک۔ پیاس۔ مرض۔ موت۔ بول و براز
وغیرہ۔ الغرض باوجود لاگنتی محتاجیون کے کوئی اپنے ہی وجود ہونیکا دعوےٰ
کرے تو اوس سے بڑھکر کوئی ناوان نہین۔ عام محاورہ پر نظر ڈالی جائے تو
بالعموم کروڑ روپیہ رکھنے والے کے مقابل مین ایک روپیہ رکھنے والے کو کوئی
مالدار نہین کہتا۔ بقول کسیکے ننگا لُچّا۔ گٹھری نہ بقچہ کوئی متنفس کتنا ہی شاہ زور کیون
ہو پادشاہ سے مقابلہ کرنا چاہے تو اوسے پاگل اور مجنون کہتے ہین پہلوان
کے مقابل مین ضعیف کو کہتے ہین کہ کچھ مال نہین۔ حالانکہ نسبت روپیہ کی روپیہ
سے۔ پادشاہ کی شاہ زور سے۔ پہلوان کی ضعیف سے نسبت نوعی موجود
ہے۔ بہا ئیجان نسبت کے مساوی ہونے سے منسوب اور منسوب علیہ کا برابر
ہونا ضرور نہین۔ تساوی نوعی سے مراتب شخصی کا برابر ہونا لازم نہین آفتاب
کے مقابل شمع کا وجود نہین۔ جب عالم ہی مین نسبتون کے لحاظ سے ایکدوسرے
کی نفی کیجاتی ہے تو چہ جائے کہ ربّ العزت کے وجود کے مقابلہ مین

مخلوق کے وجود کی مساوات کیونکر جایز ہوگی۔ متکلمین کے نزدیک وجود کے مفہوم سے جو متبادر ہوتا ہے وہ صحیح نہین۔ صوفیار کرام کے نزدیک جو شئے اپنے وجود مین غیر کی محتاج ہے دراصل اوسکے لئے وجود ہی نہین کچھے کیونکہ اونکی نظرون مین سوائے واجب الوجود یعنے وحدۃ الوجود کے اور کوئی غیر نہین ہے۔ جیسا کہ نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

چو سلطان عزت علم بر کشد جہان سر بجیب علم (عدم) در کشد

اولیاء اللہ کے نزدیک جہان اللہ کا نام آیا ماسوا اوسکی ذات مطلق کے اور کچھہ باقی نہین رہتا۔ العزیز یہہ مسئلہ نہایت نازک اور ایک بہت بڑا بھید ہے حال قال مین نہین آتا۔ جو کچھہ بیان ہوا وہ سب اسباب ظاہری پر ہی اصل مطلب سمجھہ سے بہت دور ہے۔ بمصداق اسکے۔
(قلندر آنچہ گوید دید گوید) العزیز تو طلب کر راہ راست کو اللہ بزرگ و برتر سے شاید نازل ہو تجھپر اوسکے جانب سے رحمت۔

فصل سوم

اے میرے پیارے دوست۔ جب تو واجب اور ممکن کو معلوم کر لیا تو اب واجب الوجود اور ممکن الوجود کو بھی سمجھہ لے۔ واجب الوجود کی معنی از روے لغت (ذات از مقتضی وجود او باشد) چنانچہ (ذات بارے تعالیٰ) کہ ذات او محتاج غیر نیست۔ ممکن الوجود کی تعریف یہہ ہے کہ وجود اوسکا ضروری ہو نہ عدم اوسکا ضروری ہو اور یہہ بالواسطہ ہے جیسے مخلوقات۔ پس یہین سے ہم اپنے مطلب پر آتے ہین۔ صوفیار کرام نے

دیکھا کہ وجود عالم کی باگ خداوند عالم کے یدِ قدرت مین ہے۔ اوسکے ارادۂ ایجاد سے یہہ تمام کارخانہ پردۂ عدم سے جلوۂ شہود مین آیا۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

بامرش وجود از عدم نقش بست　　　که داند جز او کردن از نیست هست

دگر ره بکتم عدم در برد　　　وز آنجا بصحرای محشر برد

معہذا اوسکے ارادہ فنا سے عدم ہو جائیگا۔ پس جس شئے کا عدم اور شہود مساوی ہے وہ در اصل عدم ہے جو کچہہ شہود برائے نام ہے وہ عاریتاً ہے۔ دیا دیا۔ نہ دیا۔ نہ دیا۔

هر صورت دلکش که ترا روی نمود　　　خواهد فلکش زود ز دست تو ربود

رو دل بکسی ده که در اطوار وجود　　　بوداست همیشه با تو خواهد بود

اسلیئے وہ کہتے ہین کہ وجودِ عالم فانی اور نیست اور عدم محض ہے۔ اور اللہ باقی اور قایم اور دایم ہے۔ اے ظاہر بین ممکنات کے وجود کا فی الخارج ہونے پر جو تجھے استدلال ہے یہہ صحیح نہین اسوجہ سے کہ وہ بخود نہین محتاج بغیر ہین چونکہ وجود اور ہستی سارے عالم مین مشترک پاتا ہے اسلیئے تیرے ذہن مین یہہ بات جمگئی ہے کہ ممکنات کا بھی وجود ہے۔ اور یہ بات تونے سمجہہ لیا ہے کہ وجود اور حقیقت عالم دونون بھی ایک ہی ہین حالانکہ اوسکی حقیقت اوس سے علیحدہ ہے۔ اور حقیقت سے ہماری مراد وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے ہم آپسمین متمیز ہوتے ہین۔ الغرض کیا بظاہر وجود اور حقیقت ممکنات مین کوئی ایسا ارتباط پاتا ہے جیسے زوجیت مین عدد اثنین کا۔ زوجیت تو اوسی کو کہتے ہین کہ دو ٹکڑے مساوی

بلا کسر برابر نکلین اور یہہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ عدد مفروض چند اثنین کا مجموعہ ہو جیسے دو۔ چار۔ اتھ بات یہہ ہے کہ زوجیت سے اثنین کا پیچہا کسی صورت سے بہی ذہن مین ہو یا خارج مین چہوٹتا ہی نہین۔ یا نور اور حرارت آفتاب سے ربط یا پانی کی سردی کہ اوسکے وجود کیساتھ ساتھہ ہے تو کوئی دعوے کرسکتا ہے کہ اس قسم کا ارتباط اشیاے عالم کے وجود اور حقیقت مین ثابت کرے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو ممکن کی شرایط مین سے نہین ہے۔ جب یہہ نہین ہو سکتا ہے تو بیشک صوفیہ نہایت واجبی پر ہین کہ واجب الوجود کے سوا اور کسی کو موجود کی تعریف مین نہین لیتے اگرچیکہ مطالب حضرات صوفیہ کا نہایت نازک اور رادق ہے لیکن ظاہر بہی تو خلاف معلوم نہین ہوتا۔

ہان کسی کو اگر یہہ اعتراض ہو کہ عدم ہی کے جانب کیون جزم کیا گیا شہود کے جانب کیون نہین میلان کیا جاتا۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ وجود عالم کے دونون جانب فنا ہے یعنے اول و آخر عدم ہی عدم ہے تو غلبہ عدم ہی کے جانب ثابت ہے۔ بہائیجان۔ عقلاء اور حکماء جسکو کلی مشکک کہتے ہین جب اوسپر اعتراض نہین اور اونکے سمجہاے ہوے قاعدہ کو مان لیتے ہین۔ تو صوفیہ ولو بالفرض اگر اوسیکو وہم و تخیل کہین تو اوس قاعدہ سے تو وہ بہی قابل الاعتراض نہنگے۔ اصل مین بات یہہ ہے کہ اہل باطن نے جو شئے دراصل عدم محض ہے اوسکو عدم ہی سمجہا۔ کیونکہ بمقابلہ واجب الوجود کے ممکن بمنزلہ لاشئے کے ہے بمصداق اسکے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اصدق القول قول اللبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

صدق لبید خلا

ایعزیز معرفت الی اللہ مین فلسفہ کے عقاید کے تابع نہو۔ اور ڈہونڈ تو اون لوگون
کے سینون سے جو اللہ والے ہین۔ شاید کہلین دروازے رحمت اور بخشش کے
تجپر جانب سے تیرے رب کے۔

فصل چہارم

ایعزیز۔ اجماع کو اولہ شرعی سب اہل سنت جماعت مانتے ہین تو مسئلہ وحدۃ الوجود بھی
انکے نزدیک خارج از اجماع ہے۔ کیا یہہ سچ نہین ہے کہ ماہران فن نے اسرارات
دین کے علم کو اس حد سے نکالدیا ہے کہ اسمین کلام اجماع امت کے خلاف
سمجہا جاوے۔ سلف سے خلف تک اولوالعزم اولیاء کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا برابر اجماع چلا آرہا ہے۔ علمائے ظواہر کا مسائل ایمان
اور اعمال مین جسطرح اجماع ہے۔ ایساہی علمائے باطن کا بھی اس مسئلہ کے
حق ہونے مین اجماع ہے۔ کسی کو کلام ہے تو کتب ہائے صوفیہ اس مسئلہ کے
اجماع ہونے پر مملو ہین۔ ایعزیز۔ باوجود سواد اعظم ہونیکے اوس سے روگردانی
کرنا محض زیادتی ہے۔ ہان اگر کوئی سوال پیدا کرے کہ صرف صوفیہ کی ایک
جماعت نے اس مسئلہ کو مانا ہے۔ باقی خلاف مین ہین۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے
کہ سائل پر یہہ کہان سے کہلا کہ سبکو خلاف ہے ہان بعض متکلمین اور وہ بہی علمائے
متاخرین ہین جو اس مسئلہ مین ساکت ہین۔ اون کے سکوت کو خلاف سمجہہ
لینا یہہ تو نری غلطی ہے۔ علاوہ اسکے کوئی عالم ہرگز ایسا سوال نکریگا۔ کیونکہ وہ
خود جانتا ہے کہ شرعی مسائل بہی ایسے ہین جن مین اکثر علما کو اختلاف ہے۔ اور وہ

بھی اعمال ہین تب بھی ایک علماے متبحر کی معتد بہ ٹکڑی نے اون پہلوؤن کو عمیق نظر
سے غور کر کے مفتی بہ مسئلہ کر دیا ہے جسکو بڑی جماعت نے تسلیم کر لیا تو اب
جمہور کا اتفاق ہو گیا! وریہی سواد اعظم ہے۔ پس اب طالب ہو جا تو اون نجات
مانگنے والون سے شاید ہو جاویگا تو رستگاری پانے والا۔

فصل پنجم

ایعزیز۔ تجھے وحدۃ الوجود کے ہونے مین اشکال ہے شاید تو عالم موجودات کی
ماہیت ڈہونڈا چاہتا ہے تو یہہ جان لے کہ اس عالم مین بجز طبیعات یا فلکیات
کے اور کچھہ نہین ہے۔ اور طبیعات دو حال سے خالی نہین یا تو وہ بسیط
ہونگے یا مرکب اور مرکبات نباتات ہون گے یا حیوانات اور یہہ سب کے
سب صرف جسم ہی جسم ہین۔ مگر روح کی قوت نے اِن مین تحرک و فعل اور
انفعال پیدا کرا دیا۔ اسلئے ارواح اور اجسام یعنے جسم مع الرّوح کو بذات خود
قایم جانکر انکو جواہر کہا جاتا ہے۔ لیکن انصاف اسی کا مقتضی ہے کہ در حقیقت
روح جوہر ہے اور جسم عرض ہے۔ اور یہہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اعراض وہی
ہوتے ہین جو تابع وجود ہوتے ہین اور بذات خود قایم نہین ہوتے اور یہی
تشخصات ظاہری اور تعینات کہلائے جاتے ہین۔ المختصر موجودات عالم مین یا
تو اعراض ہونگے۔ یا جواہر۔ اور تمامی جواہر اعراض سے خالی نہین۔ اور اعراض
دراصل حادث ہین تو جواہر کا بھی حادث ہونا ثابت ہے۔ یہا نتکہ بات تو
یہہ ہے کہ سب سے پہلے انسان کو اپنی خبر ہوتی ہے تو بعد غیر کا علم۔ جو شخص

در تحقیق الوجود

اپنے کو نہین جانا وہ غیر کو کیا جانیگا - اسکی تو یہہ حالت ہے کہ وجود مین آنے
سے پہلے عدم تھا پیدا ہونے سے پہلے اسکو نہ کسی نے دیکھا اور نہ کسی کو اسکا علم
تھا - جب نطفہ تھا تو اسکو نہ کوئی عورت کہتا تھا نہ مرد - پیدا ہوا اور اگر عمر طبعی پاتا
ہے تو چندے شیر خوار بھی رہا - آگے بڑہکر جوان کہلایا نہ تھا کہ جٹ سے بڑہاپا
وارد ہوا اور ساتھہ ہی اجل کا شکار ہوکر پردۂ عالم سے صدہا حسرتون اور مایوسیون
کے ساتھہ پھر غیب ہو گیا - اور غیب بھی ایسا کہ پتا ہی نہین بقول کسی شاعر کے -

یاران و عزیزان یسر خاک من آیند — ور خاک بہ پرسند نشان واثر من
گر خاک جہان جملہ بغربال بہ بیز ند — حقا کہ نیابند نشان واثر من

یعنے کبھی عدم تھا - پھر ظہور ہوا - پھر عدم ہو گیا - گویا دو عدمون مین ایک قلیل زمانہ اسکے
ظہور کا ہے - اس انتصال اور انفصال آمد و شد وغیرہ کے معاینہ سے ہر ذیعقل تمیز
کریگا کہ عالم متغیر ہے - جو متغیر ہے وہ حادث ہے جو حادث ہے وہ فانی
ہے - اگرچہ کہ یہہ مسئلہ حکما کا ہے زمانے کے حدوث اور فانی کے قائل
ہین پہر بھی عالم کے وجود کا اقرار کر کے ممکن الوجود کہتے ہین یہہ اون کی
غلطی ہے - جب عالم حادث اور فانی ہے تو در اصل عالم عدم ہے کیونکہ فنا
عدم کی صفت ہے - اور یہہ بھی اونھین کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ معدوم کبھی کوئی صفت
مین داخل نہین ہو سکتا - شاید اسلئے صوفیۂ کرام نے وجود عالم کا وجود در اصل
عدم ہے نفی کر کے واجب الوجود کے وجود حقیقی کا یقینی طور پر اثبات کر لیا ہے
جو نہایت صحیح ہے - بمصداق اس آیۂ کریمہ کے (کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ)
ترجمہ - یعنے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر منہہ اوسکا یعنے مگر (اللہ) پس

اے طالب ہو جا تو نجات مانگنے والا اپنی جان کے لئے ۔

فصل ششم

العزیز ۔ فن حدیث کی تدوین مین ۔ یزید بن ہارون ۔ یحی بن سعید ۔ قطان ۔ احمد اسحاق ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ابوداؤد ۔ دارمی ۔ عبداللہ بن عبید ۔ ابن ماجہ ۔ ترمذی نسائی ۔ دارقطنی ۔ بیہقی خطیب ۔ دیلمی ۔ امام مالک ۔ محمد بن یحیی ۔ زہری علامہ زرقانی ۔ حافظ ابن عبدالبر ملا علی قادری ۔ ابواحمد بن عدی ۔ حافظ ابن حجر یحیی انصاری ۔ ابن صیح ۔ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم سے سند حدیث لینے مین بہت شوق سے دوڑتے ہین ۔ اور محدث کے شرط پر جسکو اونہون نے مفید یقین اور مفید ظن قرار دے لیا ہے بجان ودل قبول کرتے ہین ذرا بھی عذر نہین کرتے اگر کسی نے تحقیق پر کمر باندہی تو اس سے زیادہ اور کیا دیکھا جاتا ہے کہ متواتر احاد ۔ غریب ۔ عزیز ۔ مشہور ۔ وغیرہ اقسام مین غور کرینگے ۔ اس سے بھی زیادہ کوشش کرینگے تو یہی کرینگے کہ ہر زمانہ وہر طبقہ کے راویون کی تعداد پر نظر ڈالینگے ۔ کہ آیا ایک ہے یا دو ۔ یا تین ۔ یا اس سے زیادہ ۔ راویون کے ثقہ اور غیر ثقہ کی چھان بین کرینگے ۔ اور حدیث کے صحیح اور سقیم کا قیاس کرینگے ۔ مگر اونہین محدثون کے طریقہ پر جسکو کہ اونہون نے بتلا دیا ۔ اگرچہ کہ اون محدثون نے حدیث کے جمع کرنے مین صرف منصب خزانہ داری ہی اختیار کی ہو ۔ فن صرافی یا جوہری کا کام نفرمایا ہو ۔ اس بیان سے یہہ غرض نہین ہے کہ وہ لوگ مطلق فن جوہری سے ماہر ہی نہ تھے ۔ اگرچہ کہ اون محدثون کی گردن سے بھی تقلیدی طوق نہین نکلا

ولو بالفرض کوئی اسکے ثابت کرنے مین محنت بھی اوٹھائے تو بیکاری سے خالی نہوگا۔
تاہم دائرہ تقلید سے کسی محدث کا باہر آنا بشکل ظنی طور پر ثابت بھی کیا جاوے تو وہ محض
اوسی محدث کی ذات کے لئے ہوگا۔ کیونکہ اوسکی شرط پر اونکے یقین نے
اجتہادی قوت کو شخصی طور پر منحصر کر لیا ہوگا۔ شخصی اجتہاد کا حکم عام نہین ہوسکتا
گو وہ تقلید سے نکل بھی گیا ہو اور وہ خود بھی مجتہد ہو تو بھی یہی کہا جائیگا کہ مجتہد
فی المذہب ہے۔ اوسکے قواعد اجتہادی مجتہد مستقل ہی کے اصول پر ہونگے
ہان بات بہت دور جاتی ہے۔ جب کسی حدیث کے تسلیم کرنے مین محدثون کے
مقلد بنکر بھی اصول یقینی طور پر مان لیا گیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے
کہ مسئلہ وجود سے کیون انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی تصدیق مین کثرت
سے راوی موجود ہین۔ اور ہر طبقہ مین برابر اسکی تصدیق چلی آرہی ہے اور
راویون کا تقویٰ وغیرہ اصولی طور پر قانون رجال کے مطابق صحیح ہے۔ محدثون کا
اختلاف اونکی شرط پر حدیث لینے مین تو ظاہر ہے۔ باوجود اسکے کہ یہان
اختلاف کا شبہہ تک نہین پھر اس سے انکار کرنا محض زیادتی نہین تو اور کیا
ہے۔ جیسے ایک حدیث کے بیان کرنے مین راویون کا سلسلہ دایرہ مستقیم
(یعنے شارع علیہ السلام) تک پہونچایا جاتا ہے۔ ایسا ہی مسئلہ وحدۃ الوجود کے
حق کہنے والے بھی برابر اپنے سلسلہ کو بغیر تفاوت کسی زمانے کے حد مستقیم
تک پہونچاتے ہین۔ دیکھو شجرہ ہائے اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ فن
فقہ مین ایمہ اربع رحمت اللہ علیہ کے جانب بلا غل وغش رجوع ہوتے ہین
آیات قرآنی کی تفسیر سمجھنے مین مفسرون کے جانب مائل ہوتے ہین۔ تو بھائیجان

ایساہی اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جانب مسائل عرفان لینے مین کیون نھین اپنے کو رجوع کرتے جیسا علماء ئے ظواہر نے ایمان او ر اعمال مین قران اور حدیث سے اجتہاد کر کے ہمتک احکام پہونچاے ایساہی علماے باطن نے احسان اور اخلاص کے باب مین اپنے منصب کو ادا فرمایا - علمائے ظاہر نے تو ظاہر معنون پر اعتبار کر کے اجتہاد کیا اور اونہون نے اپنی قوت اجتہادی خرچ کرنے کے علاوہ مشاہدات اور مکاشفات کو قرآن اور حدیث پر عرض کر دینیکے بعد بتلادیا کہ فلان فلان مسائل تصوف قرآن اور حدیث کے فلان فلان آیات سے استنباط کئے گئے ہین - ایعزیز تو یہہ کھیگا کہ قرآن اور حدیث کا صرف نام ہی نام لیا جاتا ہے ایک آیت بھی تو نھین بتلائی گئی - بھائیجان - ہر شخص کا شبہہ اوسوقت تک رفع نھوگا جبتک کہ صوفیہ کرام کی تصنیفات کو کسی ماہر فن سے بلا تعصب دیکھے - ورنہ جھگڑنے کے لیئے تو ہزارہا اعتراض موجود ہین - پس ایعزیز حالت اضطرار کو ترک کر دے اور ہوجا تو صبر کرنے والون سے اور اللہ صابرون کے ساتھ ہے -

فصل ہفتم

بھائیجان - مجموعۂ اعراض اور جواہر کا نام عالم ہے - اسکی تقسیم دو طرح پر ہوئی ہے ایک تو عالم شہادت ہے جسکو عالم سفلی کھتے ہین - عالم محسوس - عالم ظلمانی - عالم خلق - وغیرہ بھی کہا جاتا ہے - دوسرے عالم غیب ہے جسکو عالم علوی - عالم ملک - عالم ملکوت - عالم معقول - عالم نورانی - عالم امر وغیرہ بھی کھتے ہین - عالم غیب عالم لطیف ہے - کمیت - کیفیت - مقدار وغیرہ اسمین پاے نھین جاتے اور

نہ یہہ لایق تجزی ہے۔ اور عالم شہادت اوسکو کھتے ہین جس مین جسم پایا جاوے کمیت کیفیت مقدار سب موجود ہون۔ اور لایق تجزی یہی عالم ہے۔ جہات فوق۔ تحت وغیرہ اسی جسم کے نسبت کہا جاتا ہے۔ وجود کا لفظ عالم پر بولا جاتا ہے اور عالم دو حال سے خالی نہین۔ یا عالم امر ہوگا۔ یا عالم خلق مگر چونکہ یہان ہمسکو صرف عالم اجسام سے گفتگو مقصود ہے یہہ یاد رہے کہ اجسام ہی مین اجسام لطیف بھی ہین۔ اسلیئے ہم کھتے ہین کہ عام طور پر وجود اوسکو کھتے ہین کہ خارج مین ایک شئے موجود ہو۔ اور عقل اوسکا ادراک کرے۔ جیسے زمین آسمان۔ حیوانات وغیرہ۔ اےعزیز جب تو یہہ جان لیا تو اب یہہ معلوم کر کہ جسمین کمیت۔ کیفیت۔ مقدار پائی جائیگی وہ محدود بالمکان بھی ہوگی۔ یعنے اپنے احاطہ وجود مین دوسرے کسی وجود کا حلول یا سریان قبول نکریگی۔ جو شئے ذو مقدار ہوگی وہ اپنے وجود مین غیر کے وجود سے کم و بیشی مین تفاوت بھی رکھیگی۔ چونکہ ترکیب جسم مین بعضے ضعیف اور کثیف پائیجاتے ہین اور بعضے لطیف اور قوی بھی پائیجاتے ہین۔ جو شئے ضعیف ہوگی قوی کے مقابلہ مین اوسکا شمار نہین کیا جاتا جیسے شیر کے مقابلہ مین لومڑی۔ اور ہاتی کے مقابلہ مین پشہ گو جسم دونونکا ہی مگر شیر کو لومڑی پر غلبہ ہے۔ اور ہاتی کو پشہ پر۔ اور یون بھی ہوتا ہے کہ ہاتی کا جسم اگر عارض ہو جائے تو پشہ کو خارج مین قوت باصرہ محسوس نکریگی۔ اور یون بھی ہوتا ہے کہ بندوق کے مقابلہ مین توپ قوی ہے۔ بندوق اور توپ وقت واحد مین چھوڑے جائین تو بندوق کا آواز بالکل محو ہو جائیگا اگرچہ کہ کان مین ہر آواز کے سُننے کی طاقت ہے۔ مگر چونکہ توپ کو بندوق پر غلبہ ہے اسلیئے توپ کے آواز کے مقابلہ مین بندوق کا

آواز کالعدم ہو گیا۔ حالانکہ صدور آواز مین دونون کا فعل تساوی ہے غلبۂ
دُہل مین آواز بربط کہان معلوم ہوتی ہے۔ لہسن کی بدبو کے مقابلہ مین عنبر مشک
عبیر کی خوشبو گم ہو جاتی ہے۔ اور یہہ تو مشہور مثل ہے کہ (نقار خانہ مین طوطی کا
آواز کہان) اور یون بھی ہو سکتا ہے کہ تم جغرافیہ دان سے کرۂ ارض کو پوچھو تو
وہ ایک دایرہ ہی کہینچ کر بتلائیگا۔ اور تقسیم چاہو تو صرف۔ ایشیا۔ یورپ افریقہ
امریکہ۔ ہی بتلادیگا حالانکہ ان حصّون مین بڑے بڑے ملک اور شہر۔ براعظم۔
اور بحیرہ۔ جزائر۔ سمندر۔ خلیجین۔ پہاڑون۔ انہاؤن کا ٹہکانہ نہین۔ دور کیون جاؤ
یانگشی کیانگ (۲۰۰۰) انڈس (۱۸۰۰) ایشیا مین۔ یا والگا (۲۲۰۰) یورپ مین۔
نیل (۴۰۰۰) افریقہ مین یا مسٹوری مسی سی پی (۴۳۸۰) میل امریکہ شمالی مین دریاءین
بہتی چلی گئی ہین۔ تو کیا انصاف یہہ نہین بتلاتا کہ اتنی طولانی دریاؤن مین ہزارہا
ندی نالہ شامل نہ ہوتے ہون گے۔ ضرور ہوتے ہین مگر کوئی اونکا نام تک نہین
لیتا۔ بات یہہ ہے کہ ایک حد معینہ اور حصّۂ محدود تک گو وہ ملنے بھی جاتی ہون
مگر جب اون نامی گرامی مشہور دریاؤن کا قرب ہو اسعا اونکا نام و نشان مٹ
جاتا ہی۔ سمندرونکو دیکہو تمام دنیا بہر کا پانی کہنچا ہوا دریاؤن مین گرتا ہی۔ مگر کہین
یہہ نہین سُنا گیا کہ فلان دریا کا یہہ سمندر ہے۔ اور یون بھی ہو سکتا ہی کہ جو شئے
محدود ہوگی وہ کسی کا جز ہوگی یا کسی مین سمائی ہوگی۔ ایک شئے محاط ہوگی تو دوسری
شئے اوسکی محیط۔ جو شئے محیط ہوگی شئے محاط کے وجود کو محسوس ہونے نہ دیگی گو
شئے محاط کا بھی وجود ہو۔ مگر عموماً شئے محیط کا ہی نام لیا جاتا ہے۔ شئے محاط کا
کوئی ذکر نہین کرتا جیسے مکان حالانکہ مکان مین صدہا اشیا موجود ہوتے ہین مگر

نام مکان ہی کا لیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ مکان کے کُل اشیاء اندرونی کو مکان کا جسم محیط ہو گیا ہے۔ دیکھنے والون کی نظرون مین صرف مکان ہی محسوس ہو گا معہذا کل مخلوقات یعنے نباتات حیوانات۔ زمین وغیرہ سبکو آسمان احاطہ کئے ہوئے ہے اور آسمان دوم آسمان اول پر محیط ہے علی التسلسل جمیع مخلوقات مخلوق اعظم یعنے عرش برین کے احاطہ مین ہے۔ اور یہہ قاعدہ ہے کہ محاط اور محیط کا تمیز اوس سے علحدہ ہونیکے بعد ہوا کرتا ہے۔ چونکہ ہم زمین سے علحدہ نہین ہین۔ اسلئے آسمان کا زمین پر محیط ہونا محسوس نہین ہوتا۔ ہان زمین اور آسمان سے جدا ہونیکی صورت مین قوت مدرکہ ضرور تمیز کریگی کہ زمین محاط ہے اور آسمان اوسکا محیط۔ یا خداوند عزوجل جسکو چشم بصیرت عنایت فرمایا ہے۔ ایغیر ہر شئے کے لئے اول ہے تو آخر بھی ہے ابتدا ہے تو انتہا بھی ہے۔ پس ہمارے اور تمہارے وجود کا سلسلہ ضرور کہین نہ کہین ختم ہونا چاہئے۔ ورنہ دور تسلسل لازم آیگا جو محال ہے۔ پس ایسے وجود پر سلسلہ ختم ہونا چاہئے جو واحد ہے۔ فصل خارجیہ۔ صورت حسی۔ جسم۔ اور عوارض جسمی سے منزہ ہو۔ جیسا وہ اپنے وجود مین وحدہ لاشریک لہ ہو ویسا ہی جمیع صفات مین بے مثل اور بے مانند ہو۔ یعنے کلیتاً اوسکے صفات غیر محدود ہون۔ پس ایسا وجود خداوند عزوجل جلشانہ کا ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ بلا وجود ایسے وجود کے کوئی شئے کبھی ظاہر نہین ہو سکتی۔ ہانجان جب اشیاء عالم مین یہہ قدرت ہے کہ غیر کے وجود کو اپنے احاطۂ وجود مین آنے نہین دیتے۔ اور ایک دوسرے کے لئے محیط ہوتے ہین تو بدرجۂ اولیٰ اوس بیچون وبیچگونہ مین یہہ صفات کمالیہ ہونی چاہئین۔ ورنہ اوسکی ذات پاک کے لئے عجز اور جہل لازم آیگا اور یہہ محال ہے۔

اےعزیز اس بات کے تسلیم کرنیکے بعد یہہ یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ ثانی وجود احاطہ وجود یا خارج از احاطہ وجود مین ہونا محال ہے۔ جب ایک ایسا وجود محیط مان لیا گیا تو اب اوسکے باہر کونسی جگہہ رہی جو اور کا وجود آسکے ورنہ اجتماع ضدین لازم آئیگا اور یہہ محال ہے۔ صوفیار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مفہوم نہایت غامض اور بہت نازک ہے۔ مگر بظاہر وجود صرف واجب الوجود واحد حقیقی کے لئے تسلیم کرتے ہین ماسوائے اوسکے دوسرا کوئی وجود اونکے نزدیک نہین ہے صحیح اور قابل قبول ہے اور ہونا ہی چاہئے۔ چونکہ جب اونہون نے اپنے نزدیک خداوند عزوجل ہی کے لئے وجود قرار دے لیا جو حقیقتاً وجود اوسیکی ذات لایدرک کے لئے سزاوار ہے تو پہر عالم کا وجود وجود ہی نہ رہا۔ اور آیت کریمہ بہی یہی بتلاتی ہے (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ) اےعزیز برادرانہ جان تو طریقہ کو اولیاء اللہ کے شاید مدد دیجائے تجہکو اپنے رب کے جانب سے۔

فصل ہشتم

اےعزیز۔ اہل دل نے مسئلۂ وجود سے نری توحید ہی توحید کا ثبوت کیا ہے یعنے توحید حقیقی کو کامل طور سے سمجہا ہے جو تنزیہہ ہی تنزیہہ سے مملو ہے۔ جن لوگون نے معتقدین مسئلہ وحدۃ الوجود پر شرک کا اتہام لگایا ہے۔ اور من گہڑت باتین اپنے ذہن کی تراش سے نکالکر کہتے ہین کہ وجودیہ کا یہہ مسلک ہے کہ لوگ جسکو خلق کہتے ہین وہی حق منزہ ہے۔ چونکہ ساری مخلوق ایک ہی چشمہ سے نکلی ہے بلکہ وہ خود عین واحد ہے۔ یہہ محض بغض ہے۔ افسوس ناحق بزرگان دین اولیاء اللہ پر

اتہام لگائے گیا اونکا دل شرم نہین کرتا۔ الغرض اہل وجود تو توحید اسلامی کو خوب سمجھے ہوئے ہین۔ مجرد زبان ہی سے اقرار نہین کرتے تصدیق بالقلب کے ساتھ ارکان سے عمل بھی کرتے ہین۔ فطرت الٰہی کے موافق صانع مطلق کے وجود حقیقی پر ایمان کامل رکھتے ہین۔ خداوند عزوجل کو اوسکے تمام صفات کمالیہ سے پہچانتے ہین طریقہ سلف کے موافق ایمان مجمل مع المفصل پر اعتقاد کلی رکھتے ہین۔ ادلہ عقلیہ سے استدلال یا براہین فلسفہ پر مطلق نظر نہین ڈالتے۔ اسباب اور وسائط اسباب پر شمہ برابر بھی التفات نہین کرتے۔ کل امور کو منجانب اللہ دیکھتے اور سمجھتے ہین۔ (قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) خیر و شر نفع و ضرر سب اوسیکے جانب سے جانتے ہین۔ اللہ کے دوستون کو دوست اور اوسکے مکروہ کو مکروہ رکھتے ہین (لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا) کے معنی سمجھکر عمل پیرا ہین۔ ذات اور صفات اور افعال مین کسیکو اوسکا شریک نہین سمجھتے۔ بات تو یہہ ہے کہ وہ کیون خلاف مرضی اپنے مولا کے کرنے چلے۔ وہ جاہل نادان تو ہین نہین جو ایسا کرینگے (حاشا و کلا) اور یہہ بھی تو نہین کہ وہ محض علمائے ظواہر سے ہون۔ بلکہ علمائے باطن بھی ہین۔ دونون علوم کے جامع ہونیکے علاوہ باعمل بھی ہین۔ اور اللہ صاحب کے اوس حکم سے (وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) یعنے اگر تم شرک کروگے تو تمھارے عمل اکارت جائینگے اور تم خاسر ہو جاوگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین اس حکم کو دیکھکر ہمیشہ خوف و رجا مین رہتے ہین۔ کیا معترضین یہہ بھی نہین جانتے کہ ولی کی معنی دوست کی ہین دوست جب ہی ہوتا ہے کہ دوست کا خلاف نکرے۔ شرک سے کوسون

دور بھاگنا اُنھین بزرگوارونکا کام ہے۔ ہان بحث دور جاپڑی)۔ شرک سے بڑھکر کوئی گناہ نھین۔ خداوندکریم اس بلائے بد سے کل مومنین اور مومنات کو بچائے آمین یارب العالمین۔ بھائیجان پہلے ہم تجھے شرک کی باتون سے ایک بات بتلاتے ہین تاکہ تو یہہ نہ سمجھ لینا کہ شرک کے اقسامون کا ہمنے اسی جملہ مین انحصار کردیا ہے۔ عقاید کی کتابون سے ضرور اپنے مقصود کو ٹٹول اور تشفی حاصل کر فرمایا رب العزت نے (قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ) **ترجمہ**۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے سورۂ لقمان مین۔ جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اوسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اوسکا بڑی بے انصافی ہے) العزیز اللہ کے حق کو اوسکے مخلوق کے حوالے کرنا اس سے بڑھکر کوئی ناانصافی نھین۔ یہان تک جب صحیح ہے تو ہم کہتے ہین کہ خداوند عزوجل کا وجود عین ذات ہے۔ اور ذات اُسکی عین صفات۔ وحدت حقیقی۔ اور وحدت اصلی اوسیکی ذات کے لئے سزاوار ہے۔ جو ازل سے ابد تک رہیگا۔ عجز اور نقصان کا اوسکی ذات مین احتمال تک نھین۔ بھائیجان اہل دل یہین سے اپنے مطلب کو نکالکر کہتے ہین کہ وجود جبکہ اوس بے پرواکی ذات ٹھہری تو عالم کے وجود کو وجود کہنا جو بحد نقصانات سے بھرا ہے صریح ناانصافی ہے بلکہ اِس سے بڑھکر اور کونسا شرک ہوگا کہ (رب العزت ذوالجلال والاکرام کی ذات مین مخلوق کو شریک یا ساجی کرنا) بعضے جو ظل کے قائل ہین اہل وجود کے نزدیک وہ بھی گونہ شبہہ مین ہین۔ کیونکہ ظل کے لئے کوئی اوصاف ثابت نھین۔ عدم اور امکان اوسکا دراصل اوصاف نھین بلکہ عکس کے کل اوصاف اپنے ثبوت مین وجود کے

محتاج ہین - چونکہ سایہ اصل مین عدم محض ہے ایسا ہی تمام عالم صفت ہو یا موصوف وجود
کے جانب محتاج ہین - پس سایہ کا عدم اور امکان بوجہ غلط فہمی اوصاف معلوم دیتے
ہین - اسلئے محقق سایہ کے وجود کا جسکا دراصل وجود نہین سرے ہی سے عالم کے
وجود کا اقرار ہی نہین کرتے - پس اے عزیز چل تو اونکی راہ پر جنکو وہ توحید نصیب ہوئی
ہے جسکی بو متکلمون کی مشام جان تک نہین پہونچی شاید پہونچے تو سعادت ابدی کو -

فصل نہم

اے عزیز - یہ تو بھی جانتا ہی ہوگا کہ موجد علم صرف نے افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ کی ہمکو
معرفت کرائی - اور نحویون نے جملہ فعلیہ اور حالیہ کو ترکیب دیگر لفظون کے اثر کو صاف
کر کے بتلا دیا - اسمین کچھہ شک نہین کہ یہ دونون علوم اپنے حدود عمل مین بے مثل اور ممتاز ہین
چونکہ اجسام کے افعال اور ہیئتون کو آواز سے نسبت ہے اور یہی لغت ہے - اور انصاف
بھی اسیکا مقتضی ہے کہ اگر فن لغت مدوّن نہوتا تو یہہ بیکار ہی ہین کیونکہ لفظ تو ایک
صوت کا پہکنا ہے مجرد لفظ کے پہکنے یا اوسکے ملاپ سے قائل کے مفہوم کو سامع
کچھہ سمجھہ نہین سکتا بغیر لغت کے وہ صوت محض مہمل اور فعل لغو ہے - پس اس سے
یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظون سے جو کلمہ بولا جاتا ہے وہ اسلئے ہے کہ مخاطب کہنے
والے کے مفہوم کو سمجھہ لے - اب اوسکے موضوعات کو دیکھا جائے تو نفس طریقہ
استدلال اور اصلاح اغلاط و ترتیب مقدمات کی خدمت کو منطق نے اچھے اصول
اور طریقہ سے ادا کیا - یہہ صحیح ہے کہ لفظ نہین تو جملہ نہین - جملہ یعنے کلمہ نہین تو
معنے نہین - یہہ ہر سہ علوم آپسمین ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہین

ایک کے بغیر دوسرا بیکار ہی ہے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ انمین سے
کسی ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دین۔ غایت
ہماری یہی ہے کہ جو لفظ کہ بنایا گیا ہے وہ خاص معنون ہی کے لیے موضوع ہوا ہے
لیکن اوسکی دلالتین مختلف واقع ہوئی ہین۔ کبھی تو مطابق وضع ہوتا ہے اور
اور کبھی سالم مدلول اور جزو مدلول۔ یا موضوع لہ۔ یا غیر موضوع لہ۔ یا جزو موضوع لہ پر
بولا جاتا ہے۔ اسلیے خواہ نخواہ امتیازات کے برتاو کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
دلائل التزامی اور الفاظ مشترکہ جنکی متعدد معنی ہوتی ہین۔ کہین تقدم استعمال لازم آتا ہی
اور کہین محض قراین ہی چاہیئن۔ جیسے کسی نے وار کہا تو یہ نہین معلوم ہوتا کہ لفظ
وار سے قایل کی مراد وہ پیمایشی گز ہے یا لکڑی پتھر تلوار کا ضرب ہے۔ مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ جامہ وار (۴) وار ہے۔ تو اوس سے وہی پیمایشی گز مراد ہے اور
جب یون کہا جاتا ہے کہ زید نے بکر پر (۴) وار کیا تو اوس سے زخمی کرنا مفہوم ہوگا
یا یون سمجھو کہ جان ایک لفظ واحد ہی اور متعدد معنی جیسے جان بھی ایک اسم ہی جسکو روح کہا کرتے ہین اور
جان وہ امر کا صیغہ متکلم ہی شناخت یا معلوم کرنیسے جسکی تعبیر ہوتی ہی یا یون سمجھو کہ لفظ حق کی معنی
خداوند کریم کی بھی ہوتی ہین۔ اور حق سے مراد راستی اور سچائی بھی لیتے ہین اور حق سے حصہ کا بھی معنی ہوتا ہی معہذا
دلالت التزامی کے لیے بھی تقدم استعمال کی ضرورت ہی جیسے کہ الفاظ مشترکہ مین
قراین کی ضرورت ہے پس وہی الفاظ ہین کہ ہر ہر موقع پر جدا جدا لباس سے
آراستہ رہتے ہین۔ افہام اور اعلام اونکا بغیر معلومات ضروری کے مراد قایل سے
دوسرا واقف نہین ہو سکتا۔ ہان بحث بہت دور جاتی ہے مختصر یہ کہ علمی قاعدہ سے
اجمالاً ہمنے جو بتلایا ہے اگر صحیح ہے تو ایسا ہی وجود کا بھی ایک لفظ ہی جو دلالت

مطابقی مین داخل ہے اسلئے کہ وہ لفظ جس خاص معنی کے لئے موضوع ہوا ہے
بلا قراین و تقدم استعمال فی البداہت سامع سمجھہ لے سکتا ہے۔ تو ایسے لفظ کو جو مطابق
وضع ہوا وسکو التزامی یا مشترکہ تصور کرنا اور بیوجہہ پیچیدہ کر کے مجازی معنون پر اڑے رہنا
تو علمی قاعدہ سے بھی صحیح نہوگا۔ پس ہم کہتے ہین کہ صوفیا ر کرامؒ وہی معنی کرتے
ہین جس لئے کہ لفظ موضوع ہوا ہے۔ ایک واضح اور بین بات سے انکار کر کے
اعتراض کرنا تو ٹھیک نہوگا۔ اور قطع نظر اسکے قوم کے محاورہ اور اصطلاح مین بھی
تو کسی کو تعرض نہین ہے اگر اہل دل کے محاورہ مین یہہ لفظ اور معنون مین
استعمال ہوتا ہے جبکا مفہوم اوس قوم مین بلا دریغ سمجھہ لیا جاسکتا ہے تو مخالف کو
کیا حق ہے جو اعتراض کو گنجایش ہو۔ جبکہ اسکو سب نے جایز کر رکھا ہے تو پھر
محل اعتراض ہی کیا ہے۔ سب جگہہ تو یہہ عمل جایز ہو اور جایز نہو تو کیا اولیاء اللہ کے
یہان۔ العزیز یہہ یاد رکھہ کہ ہر جگہہ اور ہر موقع پر صرف لغت ہی کام نہین دیتی بلکہ
اکثر جگہہ اور ہر علم مین مناسبت اور ما لحق اور ما سبق۔ سیاق و ربط عبارت وغیرہ کے
لحاظ سے اون الفاظ کا معنی مفہوم کیا جاتا ہے۔ اور یہہ ظاہر اور بدیہی بات ہے
کہ لغت اور ہے اور اصطلاح اور ہے۔ اسکے سمجھنے کے لئے ہم ایک مثال بتلاتے
ہین جس سے تیرا شبہہ دور ہو اور وہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ صاحب نے (صِبْغَةَ اللّٰهِ
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً) یعنے رنگ اللہ کا کسکے رنگ سے بہتر ہے۔ لغت
تو صبغہ کا معنی رنگ بتلایا ہے تو کیا خداوند عزوجل کے لئے رنگ ثابت کرتا ہے
حاشا و کلا ایسا نہین ہے۔ یہان مفسرین کے تابع ہو کر سمجھنا چاہیئے ورنہ استحالہ
ہوگا۔ اونہون نے رنگ سے مراد دین لئے ہین۔ یعنے سبکے دین سے دین اللہ کا

بہتر ہے) اِن معنوں سے سمجھنے والونکا اضطرار رفع ہوگیا ہوگا۔ یا یون سمجھو کہ شریعت
مین ازروئے فقہ فرض کے معنی اللہ صاحب کا وہ حکم ہے جو آیات محکم اور حدیث تواتر
سے ثابت ہو۔ اور علم ترکہ یعنے فرایض مین فرض کی معنی سہام یعنے حصّہ کی ہین۔ الغرض
ایسے مواقعات پر جو شخص محض لغت ہی کے تابع رہکر معنی کریگا تو وہ نہایت غلطی مین رہکر مطلب کو
ہرگز نہ پائیگا۔ بہانیجان اشیاء کے لئے جو وجود کا معنی استعمال ہوتا ہے یہہ اسوجہ سے
ہے کہ ذہن مین یا خارج مین) وجود سے اوپر کوئی چیز نہین ہے اسکے بعد جو کچہہ بھی ہے
وہ اوسی وجود کے اوصاف ہین کیونکہ جو موجود نہوگا وہ معدوم ہی ہوگا۔ اور جو موجود ہوگا
بلا وجود اوسکو موجود ہی نہ کہینگے۔ پس موجود اسلئے کہا جاتا ہے کہ خارج مین یا ذہن مین
اوسکا وجود ہے۔ اور یہی وجود اور ہستی کل ممکنات مین مشترک ہے۔ اسکے سوائے
کوئی دوسرا معنی اونکے نزدیک معروف نہین ہے۔ الغرض پہلے یہہ تو معلوم کرلے کہ مخلوق
کسکو کہتے ہین۔ مخلوق کی تعریف تو یہی ہے کہ وہ پہلے سے تو نہو اور بعد مین موجود ہو۔
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہہ انقلاب وجود عدم ہے حرکت وجودی عدمی ثابت ہے
ہر عاقل کو تمامی کائنات مین حرکت وجودی کا اقرار خواہ نخواہی کئے بغیر مفر ہی نہین۔
جب یہہ صحیح ہے تو وجود اشیاء خارجی اپنے آپ موجود نہین بلکہ اوس موجود حقیقی
کے صفات ہین جو اپنے آپ موجود ہے وہ خدا وند تعالیٰ و تقدس کی ذات وحدہٗ
لاشریک لہٗ ہے۔ موجودات خارجی کے وجود کو جو اوسکے صفات خلاقیت مین ہے
ہے یعنے صفات وصفی کو صفات ذاتی کہنا اہل بصیرت کے یہان جواز نہین۔ اور
عوام کے اقوال کا تو اعتبار ہی نہین۔ پس عوام کا اپنے محاورہ کے موافق دوسرون کی نسبت
طعن کرنا ہرگز روا نہین ہوسکتا۔ ہان اگر یہہ سوال ہو کہ وجود کا جو لفظ اولیاء کرام کے یہان

استعمال ہوتا ہے وہ عقیدتاً ہے حالانکہ وہ عقاید کے لئے قرآن اور حدیث مین کہین
یہ لفظ آیا نہین ناحق تاویلات سے دین کی بربادی کرنا ہے۔ ایعزیز ایسا سوال سوائے
جاہل کے اور کوئی نکرے گا۔ کیونکہ وہ دین اور قواعد دین سے محض لاعلم جاہل مطلق
ہے۔ استحکام عقاید الفاظون کے چُننے پر منحصر نہین ہے۔ وہ احکام اور اوسکے
قواعد ہی جُدہے ہین جنکو اہل علم خوب جانتے ہین طوالت کا خوف نہوتا تو ہم اسکو واضح
مثال مین بطریق مُدلّل بیان کرتے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہمارا مقصود ایسے
نابلد جہّال سے گفتگو کرنا ہی نہین ہے جبکو اپنے دین کے قواعد تک معلوم نہون
کیونکہ ایسے جُہّال سے رموزات علم کا اظہار کرنا گویا علم کو ضایع یعنے برباد کرنا ہے
المختصر مخالفین اور معترضین کی بڑی بھاری غفلت تو یہی ہے کہ ایک علم کے مسائل
دوسرے علوم مین معلوم کیا چاہتے ہین۔ اور خاصکر علم عرفان جو تمام علوم سے
زیادہ نازک اور دقیق اور غامض ہے۔ فرض کرو کہ یہ علم دوسرے اور علوم
کے مانند ہوتا تو اسکا نام علم باطن ہی نہ ہوتا۔ ہان اس علم مین آنکے بعد لفظ وجود اور
معنی وجود اور مقاصد وجود کو مفہوم کر سکتا ہے۔ ہان اس سے قطع نظر کر بھی کیجاوے
تو ایک لفظ کے استعمال مین تمہارے مفہوم اور غیر کے مفہوم مین کچھ مطابق نہو تو
نزاع لفظی سے ایسا دہبہ نہین آسکتا جیسا کہ معترضین اپنے زعم بیجا مین لگا رہے ہین
جب نزاع لفظی ہے تو کیون نہین چھوڑ دیتے اونکے حال پر۔ العزیز ظاہری الفاظ
کے زنجیرون مین اپنے کو مقیّد نکر اور بخشش مانگ تو اپنی جان کے لئے اپنے
رب سے جو رب ہے تمامی عالم کا۔

فصل دہم

الیغرض پہلے سے یہہ مسئلہ نہایت ہی نازک ہے اور علمی طور پر اور بھی پیچیدہ ہو گیا
اہل حکمت ۔فلسفہ ۔دہریہ ۔متکلمین وغیرہ سب کے سب اس جانب دوڑے
اور جسکی عقل نے اسباب ظاہری پر جسطرح فتویٰ دیا اوسی پر اڑ رہے ۔ہر شخص اپنے اجتہاد
کو صحیح سمجھکر اپنے مخالف پر کفر کا ایسا دہبہ لگا دیا کہ اوسکے خلاف پر اوبہرنا ہی مشکل ہو گیا
یعنی اونکے باندہے ہوئے ذہنی دایرہ سے جو باہر ہوا وہ کفر کے خار دار جنگل
مین پہنسا ۔اونکو اپنے ادلہ عقلیہ پر زعم اور ناز بھی ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ
کے (ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال) مگر ذرا غور اور تعمق سے دیکھا جائے
تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کل خصومتین محض اختلاف الرائے کی وجہ سے ہین
اور اختلاف آرا ہونیکی بڑی دلیل یہی معلوم ہوتی ہے کہ جتنے فریق کے درمیان
آپس مین اس مسئلہ کے نسبت اولجھن ہے یہہ سبکے سب اصل حقیقت کے
مفہوم تک نہین پہونچے ورنہ کُل کے کُل آپس مین ہمزبان ہوکر نہ تو نزاع باقی
رہتی اور نہ کوئی کسیکی تکفیر کرتا ۔یہہ وہی مثل ہے کہ اندہون نے ہاتہی تو دیکھا
مگر جسنے ہاتہی کے جس جز و بدن کو چہوا اوسیکو ہاتہی سمجھہ بیٹھا ۔اور دوسرے کی تکذیب
اپنے عقل ناقص اور فہم نارسا سے بہت دلیری کے ساتھہ کرنے پر مستعد ہو گیا ۔اگر کسی
محقق نے اصل حقیقت کہولا تو وہ سبکے نزدیک جاہل اور نادان ٹہیرا ۔اگر وہ ذرا بھی عقل
سے کام لین تو واضح طور پر اونکو یہہ معلوم ہو جاویگا کہ پہلے تو ہمکو قوت باصرہ ہی نہین
مجبوراً قوت لامسہ سے شئے کی حقیقت کیسے کہل سکتی ہے ۔ہان ٹٹول لینے سے
جسم ہی معلوم ہوگا وہ بھی جہانتک ٹٹولا گیا ۔یعنے جہانتک ہاتہہ نے مس کیا ۔رنگ
روپ ۔صورت ۔شکل ۔قد و قامت ۔جسامت وغیرہ وغیرہ کیونکر معلوم ہو سکتی ہے

ان باتون کے معلوم کرنیکے لئے بصارت ہی کی ضرورت ہے کیونکہ ہر کام کے
کرنیکے لئے رب العزت نے جدا جدا آلے عنایت فرمایا ہے۔ سونگنے کا کام کان کا
نہین اسکے لئے ناک ہی موزون ہے۔ زبان چکنے کے لئے ہے۔ دیکھنے کے
لئے نہین آنکھ دیکھنے کے لئے ہے۔ سننے کے لئے نہین۔ اگر کوئی کام تسبولہ
سے لیگا تو یہ اوسکی سمجھ کی غلطی ہے۔ گو وہ اپنی دانست مین نفع اوٹھانا چاہتا ہی
در اصل وہ اپنے نقصان کا خواہان ہے۔ فلسفہ۔ وہریہ۔ علمائے ظواہر حکما
کُل فرقہائے معترضین مسئلہ وحدۃ الوجود کے سمجھنے مین بڑی غلطی مین پڑے ہوئے
ہین۔ اپنے عقول ناقصہ کے زعم مین مطلب سے کوسون دور ہین۔ کیونکہ اونھون نے
جس سے کام لیا اوسیکا وجود معرض خطر مین ہے۔ اوس سے جو کام لیا جائیگا وہ تو بالکل
ہی بے اصل ثابت ہوگا جیسے مجنون کا خیال جتنے خیال اونکے ہونگے گو اون مین سے
بعض قریب الفہم ہی کیون نہون مگر عام خیال کے ساتھ اوسکی بھی تعبیر کرینگے۔ اے
میرے پیارے دوست اس اجمال کی تفصیل کو ہم چھے جز مین اسلئے بتلاتے ہین کہ
تجھے سمجھنے مین گرانی نہو۔ **جزو اولیٰ**۔ جان تو ایطالب ایسا ہی ان سب نے
مسئلہ وجود کے سمجھنے مین قوت مدرکہ سے کام لیا۔ وہ بیچاری تو حواس ظاہری
سامعہ۔ باصرہ۔ شامہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ حواس باطنی۔ وہم۔ خیال۔ متصرفہ۔ حافظہ
حس مشترکہ کے بغیر بیکار محض ہے۔ اور حواس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ کُل اقسام
حس و حرکت ارادی کے تابع ہین۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قوت مدرکہ عطائے
روح نفسانی ہے اور روح نفسانی کو دیکھو تو وہ دستنگر روح حیوانی ہے۔
یعنی جب روح حیوانی اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو اوسکے خلاصہ کو دماغ جذب

کرتا ہے - ہر چند روح حیوانی زندہ کن اور حیات بخش اعضا ہے - مگر وہ بھی مثل
روح طبعی - روح نباتی کی محتاج ہے - تاوقتیکہ جگر سے جو سیدہے جانب پہلو مین
واقع ہے کچھ عطا نہو دل جو بائین پہلو مین ہے ہرگز قوت نہین پکڑ سکتا بارگاہ قسام
قدرت سے روح نباتی کو ایک بہت بڑے معدن سے مدد نہ ملتی تو روح حیوانی اور
روح نفسانی دونون بھی معطل محض تھے - معدان جسکو کہتے ہین وہ بڑا خزانہ ہے جسمین سے
اعضاے بیرونی مثل - ہاتھہ - پاؤن - سر - پیٹ - آنکھہ - ناک - کان وغیرہ
اور اعضاے اندرونی - دماغ - شش - دل - جگر - گردہ - انتین وغیرہ نکلتے ہین
اور ساتھہ ہی قوت - جاذبہ - ماسکہ - ہاضمہ - دافعہ - مولدہ - غاذیہ - نامیہ - وغیرہ
پیدا ہوجاتے ہین - ادہر اعضا اور جوارح کمال کو پہونچے اودہر معدہ غذا طلب
کرکے اوسکا اصل جوہر دل کو دینا شروع کرتا ہے - اس کارخانہ کی اصل حقیقت پر
نظر ڈالی جاے تو (فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن
بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ) و (مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ) ترجمہ ایک بوند سے
جسوقت ڈالی جاتی ہے - یعنے ایک اوچھلتا ہوا پانی کا قطرہ ہے جو بشکل مُدوّر باپ کے
صلب اور مان کے ترایب سے نکلکر رحم مین داخل ہوتے ہی اپنی حرارت ذاتی اور
رحم کی گرمی سے جوش کہاتا ہوا نیچے اوپر ہوکر اپنی ہیئت ہی بدل ڈالتا ہے - پہلے تو
نطفہ ہی تھا - چندے علقہ رہا بعدہ مضغہ ہوکر ایک قلیل زمانے یعنے چار ہی مہینے کے
اندر جسم و روح وغیرہ تمام اعضا اور جوارح سے تیار ہوکر حرکت ارادی پیدا کرلیتا ہے
اور وہ خون مجتمع جو رحم کے اندر ہوتا ہے ناف کی راہ سے غذا لینا شروع کردیتا ہے
نطفہ کو دیکھو تو چار عنصر اور چار طبایع سے مرکب ہے - سوداچونکہ سرد و خشک ہے

خاک سے اوسکی تعبیر کیجاتی ہے۔ بلغم سرد و تر ہے پانی سے اوسکی تعبیر ہوئی۔ خون گرم و تر ہے ہوا سے اسکی تعبیر ہوئی۔ صفرا گرم و خشک ہے تعبیر اسکی آگ سے لیگئی ان اربع عناصر مین باہم اختلاف مزاجی اور دشمنی اسقدر ہے کہ اگر ذرا بھی کسیکو غلبہ ہو تو مزاج مین فساد ہو جائے اور حالت متوسط زایل ہو کر جسکا نام صحت ہے وہ باقی نہین رہتی۔ آگ کا غلبہ ہو تو بخار آجائے۔ پانی کا غلبہ ہو تو فالج اور زکام مین مبتلا ہو۔ خاک کا غلبہ ہو تو خارش وغیرہ کے امراض مین مبتلا ہو۔ ہوا کی زیادتی ہو تو اورام وغیرہ کے مرض مین پھنس جائے۔ چونکہ عناصر آپسمین ایک دوسرے سے بالکل مخالف اور متباین ہین علی ہذا اونکے تاثیرات بھی جداگانہ ہین اسیوجہ سے صدہا امراض مختلفہ پیدا ہو جاتے ہین۔ جیسے عناصر مختلف ہین امراض بھی مختلف ہین۔ نطفہ کی اصل ترکیب پر نظر ڈالی جائے تو غذا اوسکی پیدایش کا سبب معلوم ہوتی ہے جو ہر طبقہ مین بذریعہ ماسلیقا وغیرہ چھنتی چھنتاتی فضلات مخلط سے پاک وصاف ہو کر خون بنتی ہے۔ اور اُس خون کا کیموس یعنے لب لباب جوہر لطیف آوردہ اور شرائین کی راہ سے اپنے اپنے مقام پر پہونچکر روح و تغذیہ و تنمیہ کے بعد مزاج اور رنگ جداگانہ ہی پیدا کر لیتا ہے بلکہ غذا کی ترکیب مین بھی لاکھون سامان کی ضرورت ہے۔ آگ ہی ہو زمین بھی ہو پانی بھی ہو۔ زمین نہین تو بیج بویا نہین جاتا بیج بویا گیا تو پانی کی ضرورت ہے۔ ہوا اور گرمی نہو تو درخت کی بالیدگی نہین ہوتی۔ حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔ سب کا اعتدالی درجہ مین رہنا بیج کے حق مین صحت کی علامت ہے۔ اسکے لئے زمین سے آسمان تک ہزارہا لاکھوکہا لا گنتی اشیاء مختلف الصور۔ مختلف المزاج۔ مختلف التاثیر کا باہمی ارتباط نتیجہ ثمرہ یعنے وہی غذا ہے۔ ہان مجھے اسوقت کہنا کیا تھا کہا تکا ذکر کہان لیگیا

مطلب کچھہ تھا بیان کچھہ کا کچھہ کر گیا۔ ابھی پورا عالم صغیر تبلایا نہ تھا کہ چٹ سے عالم کبیر کے جانب چلدیا۔ چونکہ یہہ رسالہ تفصیل کا متحمل نہین ہر شئے کی ترکیب اور تاثیر دریافت کرنیکے لئے اِس فن کی بہت ساری کتابین موجود ہین طوالت کے خوف سے پھر اپنے مطلب کے جانب عود کرتا ہون۔ شکر ہے کہ ہمارا اوپر کا بیان محض بیکار ہی نہین مطلب تو اسمین بھی حاصل ہے۔

جزو ثانی۔ ہان اگرچہ کہ عقل آلۂ تمیز ہے مگر بے اوزار کیا کر سکتی ہے۔ اور اوزار و نکی تو ایسی مثال ہے کہ ایک ڈوری ہے کہ زمین سے آسمان تک صدہا قلفین پڑتی ہوئی چلی گئین ہین۔ ایسی صورت مین عقل بیچاری بجز ٹھوکرین کھانیکے اور کیا کر سکتی ہے۔ کیونکہ جب ہم عالم اور اسباب عالم پر نظر ڈالتے ہین تو ہر شئے جدی۔ رنگت جدی۔ طبیعت جدی۔ تاثیر جدی۔ اگرچہ کہ بعض بعض مین نسبت نوعی پائی بھی جاتی ہے مگر کوئی کسی مین ملتا نظر نہین آتا۔ باوجود صدہا اختلافات۔ اور کروڑہا امراضات و عوارضات کے عقل کے صحیح اور سالم رہنیکا دعوے کوئی بیوقوف بھی نکرے گا ولو بالفرض عقل کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح مان بھی لین تو عقل کو خود اپنی معلومات پر کب اطمینان ہے جب وہ خود تردُّدمین رہتی ہے تو بھلا اوسپر غیر کو کیونکر اطمنان ہو سکتا ہے۔ علاوہ بران ایکصورت سے تو وہ گرفتار بلا بھی معلوم ہوتی ہے بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے (عقل در دست نفس چنان گرفتار است کہ مرد عاجز در دست زن گربز) پس سلامتی عقل کے لئے پنجہ مکاید نفس سے رہائی پانا شرط لازمی ہے۔ با این ہمہ۔ چاند۔ سورج۔ ستارہ۔ مشعل۔ چراغ۔ ذرّے مین جیسا فرق پایا جاتا ہے ایسا ہی عقول انسانی مین بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اور اِس تفاوت کی وجھہ

زیادہ تر وہی معلوم ہوتی ہے جو عناصر اور اشیاء عالم کے ارتباط اور غیر ارتباط مین
نفع و ضرر کا ظہور ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اچھی زمین مین وقت پر پانی دیا جاتا ہے
اور ہوا اور گرمی بھی اعتدال کے درجہ پر پہونچتی ہے تو درخت نہایت ہی باردار ہوتا
ہے برخلاف اسکے کہ زمین شور مین ہزار سر مارو پہل پھول کے عوض اصل بیج بھی ضایع
ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برخلاف اچھی زمین کے امراض عوارض ہونے
سے زمین شور کی طبیعت مین فتور آکر اوسکی قوت اصلی زائل ہو گئی۔ اختلاف مذاہب کا
باعث بھی یہی ہے کہ حکماء کے بیشتر اختلاف نے مذاہب کی کثرت کو بڑہا دیا۔ یعنے
ہر شخص اپنی عقل ناقصہ پر اڑ رہا۔ انشاءاللہ کسی موقع پر ہم یہہ بتلا دینگے کہ مثل آفتاب کے
کسکی عقل کامل ہوتی ہے جسکے طرف رجوع کرنے اور اتباع سے فلاح کی امید ہے۔

جزو ثالث ۔ ایعزیز یہ بات مسلمہ ہے کہ انسان کو جسکی محبت زیادہ ہوتی ہے
اوسکا میلان طبع بالکلیہ اوسی جانب ہوتا ہے۔ نیک و بد اور اوسکی درستی اور اصلاح
کے جانب اور طرق دریافت کرنے مین ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ دوسرے
جانب مطلقاً التفات نہین کرتا جب ایک جانب اپنے کو لگا لیتا ہے تو اوس فن مین
اوسکو عبور بھی زیادہ ہوتا ہے جو دوسرے مین وہ بات پائی نہین جاتی۔ جب ہم
قدیم زمانے کی کتابون اور تاریخون کو پیش نظر رکھکر دیکھتے ہین تو اسکا یقین ہوتا ہی
کہ دنیا کی محبت حکماء مین زیادہ تھی اور بالکلیہ اونکی رغبت اوسیکے جانب رہی اسلیئے
اونہون نے اپنی عقل کو بھی اوسی جانب رجوع کیا تدبیر منزل مین زیادہ تر مشہور ہوے
اور ظاہر پر اپنے عقل کے نتایج ترتیب دینے لگے۔ افلاک۔ اور انجم۔ اور کل اشیاے
عالم کے حرکات ارادی اور اثر ارادی اور خاصیتون کے قایل ہوے اس مین بھی

حکماء کے کئی فرقے ہوئے اور ہر فرقہ اپنے عقاید کے لیے جداگانہ ہی دلیل رکھتا ہے۔ عقل کے اندھون کو اتنی بھی تمیز نہین۔ شعر

سیر سپہر و دور قمر را چہ اعتبار　　　　در گردش اند بر حسب اختیار دوست

انہون نے جب حقیقت اشیاء پر نظر ڈالی تو صانع حقیقی کی حکمت بالغہ کا کوئی اندازہ ہی نملا۔ ہر شئے کی ترکیب مین صدہا صفتین پانے لگے۔ چونکہ انہون نے محض عقل نارسا سے کام لیا تھا اور دیکھی ہوئی اشیاء کے صفات اور تاثیرات کے قایل ہوئے۔ مثلاً آگ کمال درجہ گرم ہے۔ جب آگ کی گرمی کے سبب کو معلوم کرنا چاہا تو یہان عقل چکرائی اور اندھون کے مانند کبھی کوئین اور کبھی کہائی کے جانب جلنے لگے جب دیکھا کہ یہان عقل مجبور ہے تو عالم کے قدیم ہونیکے قایل ہوئے اور بعضون نے تاثیرات اشیاء کو مسبوق بالعدم کہا۔ اور بعضون نے مقارن بالذات کہا۔ بعضون نے ہیولے کو قدیم بالذات کہا۔ اور بعضون نے قدیم بالزمان کہا۔ اور بعضون نے مسبوق بالمادہ کہا۔ اور بعضون نے سبب کو مسبب اور صنعت کو صانع کے جانب لیگئے۔ اور اونکو اسکا اقرار کرنا پڑا کہ خالق مطلق نے یون ہی آگ مین گرمی رکھدی ہے۔ چونکہ اونکی عقل نے پہلے ہی سے آگ اور اوسکی تاثیرات کو تسلیم کر لی تھی تو آگ کے وجود کے قایل ہوسئے اور ماسوائے اسکے اوس وجود کے بھی قایل ہونا پڑا جسنے آگ کو گرمی کی تاثیر کے ساتھ پیدا کیا۔ ایک آگ ہی پر کیا موقوف ہے کل عالم کی ہر شئے کے وجود اور صانع مطلق کے وجود کے قایل ہوئے۔ اور اہل شریعت نے لفظ وجود کی تقسیم دو طرح پر کی۔ اشیائے عالم کو ممکن الوجود اور صانع حقیقی کو واجب الوجود کہا۔ اور اسیکے قریب قریب سبھون نے حکم لگایا واقعی

سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار   ہر ورقِ دفتریست معرفتِ کردگار

جزو رابع۔ العزیز۔ ہمکو یہان یہ بتلانا مقصود نہین ہے کہ عالم کے پیدا کرنے
مین کیا حکمت تھی کب اور کیون کس لئے پیدا کیا۔ غرض ہماری صرف اتنی ہی ہے
کہ وجودِ عالم سے بحث کیجائے جسکا اجمالی طریقہ پر ہمنے اوپر ذکر کر دیا ہے۔
شکر ہے خداوندِ جلیل کا اس بیان سے ایک بہت بڑی بات ہاتھ لگی۔ وہ یہہ ہے
کہ حضرتِ انسان جو اپنے بھی وجود ہونیکا دعوے کرتا ہے محض اسیکا وجود نہین
بلکہ سارے عالم کا وجود سرے ہی سے ثابت ہونا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ شروع
سے آخر تک کوئی بات ایسی پائی نہین جاتی جو بالذات اوس مین موجود ہو اور
وہ اوسکے حق مین خانہ زاد ہو عطائے غیر نہو۔ جیسے پانی مین سردی اوسکی خانہ زاد
ہے۔ اگرچہ کہ عارضی طور پر اوسمین گرمی آبھی جائے تو یہہ وصف اضافی جو حقیقت
مین مستعار ہے تہوڑی دیر کے بعد زایل ہو کر پہر وہی سردی جو اوسکی اصلی
اور خانہ زاد ہے اوسمین عود کرتی ہے حالانکہ یہہ بھی عطائے غیر ہے۔ برخلاف
اِسکے جدہر نظر ڈالو ہر طرف سے انسان مین دنیا بہر کی محتاجیان دکہلائی دیتی ہین
جسکی پیدایش مین صدہا عوارضات حایل ہین۔ اسبابِ پیدایش مین اگر ایک بات
مین بھی فرق آجائے تو عدم سے شہود مین آنا ہی ممکن نہین شہود مین آنیکے لئے
کوئی جو اوثات عارض نہون تو تب بھی ہم دیکھتے ہین کہ باوجود کان موجود ہونیکے
قوت سامعہ نہو تو اوسکو بہرہ کہتے ہین۔ زبان موجود ہو قوت کلامیہ نہو تو گونگا
کہلاتا ہے۔ آنکہین ہین بصارت نہو تو اندہا بولتے ہین۔ ہاتھ پیر ہین حرکت ارادی

نہو تو اوسکو معذور کہتے ہین۔ دماغ مین فتور آجائے پاگل کہلاتا ہے۔ غرض باوجود
جسم اور وجود ہونیکے بھی کسی ایک صفت کے نہونیسے اوس جزو جسم کا کوئی نام تک
نہین لیتا حالانکہ۔ کان۔ ناک۔ آنکھ۔ وغیرہ موجود ہین۔ مگر گونگا۔ بہرہ۔ اندھا
کہلاتا ہے۔ اِسکا سبب بجز اِسکے اور کیا ہے۔ کہ مخلوق کے صفات زاید از ذات
ہین چونکہ باوجود قیام ذات صفات پائے نہین جاتے۔ پس جو کچھ صفات
ہین وہ اضافی ہین۔ عارضی ہین مستعار ہین۔ کوئی چیز اسکے پاس اسکی
ذاتی نہین بقول کسی کے۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست — تو دادی ہمہ چیز ما وہن چیز تست

اور سب سے پیاری اور ضروری چیز اوسکے بقا وجود کیلئے وہ روح ہے (قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ) جسکے
جانب اشارہ ہے جسکا دار و مدار محض سانس پر ہے بقول کسی کے۔

قیام جسم خاکی ہے نفس پر — ہوا پر ہے بنا اپنے مکان کی

اور یہہ سب کے سب بھی عاریتاً ہین۔ اوسکی ذاتی ملک کوئی نظر نہین آتی
اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔
(اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا) یعنے مستعار شے چھن جانیکے بعد وہ
اوس شے سے خالی رہیگا جیسے کسینے کہین سے مانگ تانگ کر نہایت عمدہ بیش قیمت لباس
سے آراستہ اور پیراستہ ہوا ہو۔ اور اصل مالک اپنا دیا ہوا لباس اوسکے بدن
سے اچانک اوتار لے تو ایسی صورت مین وہ اپنے کو برہنہ ہی پائیگا۔ اسی واسطے
اولیا اللہ اپنے کو اور کل عالم کو ظاہری جامعیت سے خالی تصور کرکے کہتے ہین
(لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ) اور یہ کوئی تعجب خیز کلمہ نہین ہے۔ اب طالب کیا تو یہہ

نہین جانتا کہ عشق وہ چیز ہے کہ غیر محبوب نظر محب مین مفقود ہو کر ہر سو صورت
معشوق ہی مشہود ہوتی ہے ہان یہ تو ضمنی بات تھی مطلب ہمارا کہا جاتا ہے
اے عزیز کل عالم کی بھی یہی حالت ہے۔ جیسا کہ ہمارے اوپر کے بیان سے ظاہر ہے
تو باوجود اِن ساری خرابیون اور نقصانات اور محتاجیون کے اپنے بھی وجود
ہونیکا دعوے کرنا صریح فعل عبث ہے۔ برایں ہم کسکے وجود کے ساتھ مقابلہ کیا
جاتا ہے جسکی ذات عجز اور نقصانات سے پاک اور مستغنی اور لاپرواہ ہے۔ اوسکے
وجود کے ساتھ اِس وجود عالم کی مساوات کرنا گو وہ بے نقصان ہے اور یہہ
از سر تا پا نقصان سے بھرا ہوا گو امتیازی درمیانی لفظ کیون نہ بولا جاوے۔
سخت نازیبا اور ظلم صریح ہے۔ کہان وجود خداوندی اور کہان وجود عالم۔
یہ خاکی وہ تیز ہے مملو۔ یہ بندہ وہ خالق۔ یہ عاجز وہ بے پروا۔ یہ محتاج وہ غنی۔
یہ حادث۔ وہ قدیم۔ یہ فانی وہ باقی۔ وائے ہے نادانی پر ظاہر بینون کے باوجود
(خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ) ترجمہ پیدا کیا آدمی کو بجنے والی
مٹی سے مانند ٹھیکری کے بقول کسی کے۔

من من چہ میکنی کہ تو یک قطرۂ منی ۔۔۔ پاسنگ ہم نئی کہ زنی صد لاف منی
اول تو خاک بودی آخر شوی تو خاک ۔۔۔ پس خاک را نشاید کہ چندان کند منی

پس ایسی صورت مین خدا کا بھی وجود ہے تو ہمارا بھی وجود ہے کہنا اور اپنی عقل پر
نازان ہونا صرف حیرت ہی نہین ایک بڑے بھاری جرم مین پھنسنا ہے۔
(کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ)

ندارم روا با تو از خویشتن ۔۔۔ کہ گویم تو ئی باز گویم کہ من

دنیا کے دربار و نمین کوئی بادشاہ کو بادشاہ نکھے اور او سکے ایک ادنی غلام کو پادشاہ کہی
یا پادشاہ کے ہم پلہ سمجھے اِن معنون کر کہ پادشاہ بھی تو انسان ہے اور غلام بھی انسان
ہے تو ایسی صورت مین وہ شخص پادشاہ کے نزدیک باغی اور مفسد قرار دیا جاکر
اوسیوقت سزائے قتل پاتا ہے چہ جائے کہ خداوند عزّ وجلّ کے مقابلہ مین انسان کے
وجود کا اقرار کرنا کتنا بڑا ظلم اور شرک ہے گویا ممتنع محال کو ثابت کرنا ہے۔ حالانکہ پادشاہ
کی غلام کے ساتھ نسبت نوعی موجود ہے۔ اور یہان تو کوئی نسبت بھی نہین ہے

جزو خامس - الغرض جب تو یہہ جان لیا کہ خدا کے وجود کے مقابلہ مین کسی عالم کا
وجود نہین اور خلق کے لئے وجود ثابت کرنا محض طبیعتون کا غلو ہے جو افراط اور تفریط
سے بھرا ہوا ہے ایطالب اگر تجھے پیدایشِ عالم مین خلجان ہے تو یہہ جان لے
کہ خداوند کریم کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ کا وہ گہرا اور غامض راز ہی (وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ) ترجمہ - ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے - خبردار ظاہر پرستی اڑا
نہ ہوا اور اس آیہ کریمہ کا مصداق نہ بن جیسا کہ فرمایا ربُّ العزت نے (يَعْلَمُونَ
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ) ترجمہ - جانتے
ہین ظاہر کو زندگانی پر دنیا کی سی اور وہ آخرت سے وہی ہین غافل) الغرض قرآن شریف
ہمکو کھلے کھلے طور پر یہہ تبلاتا ہے کہ یہہ عالم کیا ہے یعنے یہہ نشانیان ہین اللہ کی جیسا کہ
سورہ روم مین خداوند کریم فرماتا ہے (وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ
إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَا
جًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ

اَلسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً
مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ - اور نشانیون اوسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا تمکو مٹی سے پہر ناگہان تم انسان
ہو چلتے پہرتے - نشانیون اوسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا واسطے تمہارے آپس تمہارے
سے جوڑا تو کہ آرام پکڑو تم طرف اوسکے اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی
تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ فکر کرتے ہین - اور نشانیون
اوسکی سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا اور اختلاف بولیون تمہارے کا
اور رنگون تمہارے کا تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے عالمون کے - اور نشانیون
اوسکی سے ہے سونا تمہارا بیچ رات کے اور دن کے اور ڈہونڈنا تمہارا فضل
اوسکے سے تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ سنتے ہین اور
نشانیون اوسکی سے ہے دکہلاتا ہے تجکو بجلی ڈر سے اور امید سے اور اوتارتا ہے
آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے ساتھ اوسکے زمین کو پیچھے مرنے اوسکے کے
تحقیق بیچ اوسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ عقل پکڑتی ہین - اور

نشانیون اوسکی سے سے ہے یہہ کہ قایم ہین آسمان اور زمین ساتھ حکم اوسکے کے پہر جب پکاریگا تمکو ایکبار پکارنا زمین مین سے ناگہان تم نکل آوگے۔ اور واسطے اوسکے ہے جو کچہہ بیچ آسمانون اور زمین کے ہے سب واسطے اوسکے فرمان بردار ہین اور وہ ہے جو پہلے بار کرتا ہے پیدایش کو پہر دوبارہ کریگا اوسکو اور وہ بہت آسان ہے اوپر اوسکے اور واسطے اوسکے ہے صفت بلند بیچ آسمانون کے اور زمین کے اور وہ ہے غالب حکمت والا۔ الخ۔ اور آگے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ترجمہ۔ رجوع کرنے والے ہو طرف اوسکے اور ڈرو اوس سے اور برپا رکہو نماز کو اور مت ہو شریک لانے والون سے۔ اور اوسی رکوع مین ربُّ العزت کا ارشاد ہے (بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ) یعنے بلکہ پیروی کی اون لوگون نے کہ ظلم کیا اونہون نے خواہشون اپنے کی بغیر علم کے پس کون ہدایت کرتا ہے اوس شخص کو کہ گمراہ کرے اوسکو اللہ اور نہین واسطے اونکے کوئی مدد دینوالا۔

جزو سادس۔ العزیز اب ہم اولیا اللہ کے جانب رجوع ہوتے ہین صرف الفاظ ظاہری سے بھی اونکے مسلک پر کچہہ الزام نہین آتا ہے پہلے تو یہ امت ہی پاکیزہ اور عمدہ ہے جیسا کہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے۔ (وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) اور پہر یہہ قوم خاص کیگئی ہے فضیلتون اور برکتون سے سے تو اونہون نے ظاہری عالم کو دیکہا۔ اور ہر شئے مُفردہ کی جُدا جُدا تاثیر اور ایک دوسرے کو آپسمین سخت مخالف اور دشمن پایا۔ اور ایسی مخالفت اور دشمنی پر ہی آپسمین ایک

ایسا ارتباط دیکھا کہ کل مخالف اشیاء آپس مین ملکر ایک مزاج ہی جداگانہ پیدا کئے ہین اسلئے
مراتب کا پورا لحاظ رکھکر صدا ے (ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم
ھدی کالمی) یعنے خدا وہ ہے جسنے ہر شئے کو حال مناسب پر اوسکے پیدا کیا پہر اوس
شئے کو اونکے کمال مطلوبہ حاصل کرنیکے لیئے راہ بتلائی - بلند کر کے (وان الی
ربک المنتھی) یعنے تمام سلسلے تیرے رب پر ختم ہوتے ہین - اسکا پورا اعتقاد
کر کے سچے دل سے (لیس کمثلہ شیء فلا تضربوا للہ الامثال) یعنے
خدا کی ذات اور صفات مین اوسکا شریک نہین اوسکے لئے مخلوق سے مثالین
مت دو - یقین اور اقرار کر کے اون اشیاء کے پیدا کنندہ و تاثیر دہندہ اور ربط
دینے والے کے جانب وہ بھی باتباع رہبر کامل رجوع ہوگئے اور حسب تعلیم یہ بھی
یقین کر لیا کہ مختلف اشیائے عالم کا اجتماع اجتماع اتفاقی ہے - اور اتفاقی اجتماع
دوام لازم نہین جسکو دوام لازم نہین اوسکا وجود محض اعتباری ہے پس وجود اعتباری وجود نہین
اسلئے اونکے نزدیک عالم کا وجود وجود نہین ماسوائے موجود اصلی کے سبکے
وجود کا عارضی ہونا یقین کلی کر لیا بمصداق اس آیہ کریمہ کے - سنریھم آیاتنا
فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق یعنے شتاب ہو کہ دکھلاوینگے
ہم اونکو نشانیان اپنی عالم مین اور ذاتون مین اونکے یہانتک کہ ظاہر ہوگا اونپر حق -
العزیز خبردار ہیہ نہ سمجھ لینا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے یہی معنی ہین اور صوفیہ کا
مطلب اسکے آگے نہین اور علوم باطنہ کا انحصار ان لفظی اور ظاہری بحث مین مقید
ہو گیا ہے حاشا و کلا ہرگز اسکا خیال مت کر - ہمنے جو کچھہ اجمالاً و اشارتاً اوسمین سے
بتلایا ہے وہ قدرے قلیل بتلایا ہے اور وہ بھی صرف ظاہر پر - یہانتک لفظی اور

ظاہری معنون ہی پر تو اڑا ہے تو کیا خیال کرتا ہے تو اس آیت شریف کے معنون کو کہ فرمایا اللہ تعالے نے (عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ) کیونکہ قلم کا تو ظاہری معنی ایک جسم ہے جس سے لکھتے ہین اور وہ ایک لکڑی کا ٹکڑا ہے اگر تو اسکو قلم سمجھا ہے تو یہ تیری سمجھ کی غلطی ہے - قلم کی حقیقت اور روح معلوم کر یہ قلم روحانی ہے جسمانی نہین ہے - کیونکہ اس مین حقیقت روح قلم موجود ہے مگر قالب اور صورت نہین - دنیا مین ہر شئے کی ایک تعریف ہوا کرتی ہے لیکن جو اوسکی روح ہے وہی اوسکی حقیقت ہے - جب تو عالم ارواح کی راہ پائیگا تو تو روحانی بنیگا اور ابواب ملکوت تجپر مفتوح ہونگے اور ملاء اعلی کی رفاقت کا اہل اور لایق ہوگا (وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا) العزیز اس مسئلہ مین مشاہدات صوفیاء کے جو باریک اور نہایت ادق اور غامض رموز ہین اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین ہے اور نہ وہ احاطہ تحریر اور تقریر مین آسکتے ہین وہ امور ہی جدے ہین اسلیے ہم اپنے قلم کو روک لیتے ہین - العزیز جو لوگ تیری عقل کے ہی طابع ہین وہ محض جہل کے گرداب مین ہین - پس ہو جا تو ڈھونڈنیوالا ایسی سعادت کا جسکو زوال نہین -

فصل یازدہم

العزیز - یہ کیون یقین نہین کر لیا جاتا کہ علم تصوف دوسرے لفظون مین یون کہیے کہ علم عرفان کا تعلق علوم غیبیہ سے ہے جسکا صدور اونہین پاک دلون پر ہوتا ہے جو غبار ماسوی اللہ سے صاف رہتا ہے (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى

وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی) یعنی بیشک مراد کو پہونچا وہ شخص جو دل کو پاک کیا
اور ذکر الٰہی مین لگا رہا اور نماز پڑھی - اور مسئلہ وجود علم عرفان کے مسائل مین سے
ایک مسئلہ ہے جو اولیاء اللہ کے الہامات - اور مکاشفات - اور مشاہدات نے
مسئلہ وجود کے حق اور واقعی ہونے مین اونکے اجتہادات و استنباطات کو مطابق
آیات و حدیث مرتبہ حق الیقین تک پہونچا دیا - وحی متلو اور غیر متلو - الہام - اور
القا اور کشف وغیرہ کے اسرارات اور اوسکو حق جانیوالا ضرور یہ اعتقاد کریگا کہ
بیشک یہ مسائل بھی غیب ہی سے تعلق رکھتے ہین بمصداق اس آیۂ کریمہ کے -
(وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا) اور علوم غیبی کے اسرارات اونھین پر منکشف ہونگے
جو اوسکی قابلیت رکھتے ہون - جیسے آفتاب کا نور سب پر مساوی ہے اور کل اشیائے
عالم اوسکے نور سے استفادہ لیتے اور منور ہوتے ہین - مگر چونکہ آئینہ مین قابلیت
اور استعداد نور آفتاب کے لینے کی زیادہ ہے اسلیئے وہ خود بھی منور ہوتا ہے
اور دوسرے کو بھی روشن کرتا ہے بشرطیکہ مقابلہ ہو - یہی حال اولیاء عظام کا
ہے کہ بارگاہ خداوندی سے فیضان رحمت نامتناہی کے تجلیات اونپر ورود
پاتے ہین تو وہ خود بخود ہو جاتے ہین دنیا و مافیہا کی مطلق اونکو خبر نھین ہوتی اوس
ہجوم تجلیات خداوندی مین محویت ہی نھین بلکہ فنائیت نصیب ہوتی ہے - ہان
اگر کسی کو علوم غیبی سے انکار ہے تو اوس سے بڑھکر کوئی نادان اور جاہل نھین جیسے
فلسفی کی وہ ٹکڑی جنکو ملائکہ اور معراج - اور عذاب قبر - جنت - دوزخ - حشر -
نشر وغیرہ کے وجود سے صریح انکار ہے - بلکہ اونکو تو خدا ہی کے وجود سے
انکار ہے - کیونکہ اونکے اصولی قواعد کے موافق شہادت یقینی اور برہان قطعی وجود

شئے کے لئے چاہتے ہین - عالم مجافوات ہین اونہون نے افراط و تفریط کو کام
مین لایاہے - ظاہری حواس سے جس شئے پر کہلی کہلی دلیل نہو تو اوسکو بے اصل
تصور کرتے ہین - کیونکہ اون کے عقول ناقصہ مین ان امور پر کوئی برہان اون کے
نزدیک قایم نہین ہوسکتی ہے - یہ اون کی نری گمرہی اور ضلالت ہے - ایمان
کی خوشبو سے وہ منزلون دور ہین - دہوئین کو دیکہکر تو آگ کا یقین کرلیتے ہین -
حالانکہ بظاہر آنکہہ نے آگ کو محسوس نہین کیا ہے - صرف اسباب اور آثار ہی سے
آگ کا ہونا معلوم کرلیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ روزانہ اور بالمرہ غیب سے
وہ وہ حالات مشاہدہ مین آتے ہین جو اونکے حاشیہ خیال مین بہی نہین رہتے -
الغرض علوم غیبی کے اسرار کا اظہار کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مادر زاد اندہا بہرے
کے روبرو معشوق کے حسن و جمال خط و خال کی تعریف کرکے داد چاہے یعنی
دونون جانب جہل - نہ اندہے کا معشوق کے حسن و جمال کا دیکہنا صحیح ہوسکتا ہی
اور نہ بہرہ اوسکے بیان سے استفادہ لیکر اوسکا جواب دیسکتا ہے - یہی وجہ ہے
کہ بڑے بڑے متکلمون نے سکوت اختیار کرلیا ہے اور اس مسئلہ کو اون ہین
محققون کے اجتہاد کشفی پر چہوڑ دیا جنہون نے عبادتاً تہذیب نفس کے علوم
حاصل کئے ہین - جسکی وجہ سے اونکی قوت ملکیہ بلند پروازیان کرتی ہے - دل
سے حجابات جسمانی صاف ہوکر عالم ملکوت کے عجایب اسرارات دیکہنے لگتے
ہین اخلاق صورت - سیرت مین آراستہ و پیراستہ بنجاتے ہین - الہامی فیوضات سے
اون کے دل آفتاب سے بہی زیادہ روشن تر ہوجاتے ہین - جب ہی تو عالم کی آنکہون
مین وقعت اور بزرگی جم جاتی ہے - روحی امراض کے ہادی اور رہبر کہلاتے ہین اور

یہ عمدہ صفات اونکے مستقل ایمانداری کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ ایسے بزرگوار بغیر عقلی ثبوت اور کشفی صورت کے محض غیب پر حسن ظن سے اعتقاد کرتے ہین اور یہی ایمان ہے۔ مسئلہ وحدۃ الوجود کے حق ہونے مین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جو مکتوب لکھا ہے بجنسہ ہم اوسکی نقل کرتے ہین دیکھو فتاوی عزیزیہ مکتوب وحدۃ الوجود حق و مطابق واقع است۔ چراکہ دلایل عقلیہ و نقلیہ بران قایم است چنانچہ در رسالۂ اولتہ التوحید شیخ علی بہائی گجراتی مشروع و مبسوط است۔ علمای متکلمین را در انکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است۔ اوّل آنکہ براین مسئلہ بسبب کمال وقت و باریکی شبہات عقلیہ و نقلیہ بسیار وارد میشوند۔ در نظر آنہا حلِ آن شبہات میسر نشد ناچار بہ انکارش آمدند۔ اینست حال شطحیان از متکلمین۔ دوم۔ آنکہ این مسئلہ از اہم ارات شرایع و ادیان موقوف بر دانستن این مسئلہ نیست۔ بلکہ عوام را تلقین این مسئلہ موجب افتتاح باب الحاد است و اباحتہ شر و فساد است۔ و بدایت در امثال تکلفات می گردد۔ پس بیان این مسئلہ در کتب عقاید بنا بر باریکی و وقت آن ممنوع و محذور است و امساک لسان واجب دانند۔ چنانچہ در حدیث شریف است (اذا ذکر القدر فامسکو و اذا ذکر اصحابی فامسکو و اذا ذکر النجوم فامسکو) پس معلوم شد کہ تفصیل و تفتیش و تحقیق در امثال این مسئلہ وقیق منجر بضلال و اضلال است این است حال محققان متکلمین۔ و معہذا این جماعتہ اجمالاً در تصانیف خود ہا ایما را جمالی این مسئلہ دادہ اند۔ (کالغزالی والرازی وغیرہما من ائمتہ فی ھذا الفن۔ اگر تفتیش منظور باشد در کتاب تنبیہ الحجوبین مطالعہ باید کرد۔ و بالجملہ انکشاف این مسئلہ بر تحقیل و کتب در سمیات

بنوده است بلکه محض بمواهب و معرفت است و انکشاف این مسئله بر تحصیل کتب
نیست بلکه بر ورود حالات باید داشت - آری اگر کسی را بقا حسن ظن بر اولیاء الله که
باین مسئله متکلم شده اند منظور افتد خواهد که در جناب ایشان بد اعتقاد نشود و در مسائل توحید
نظر کند تا بر دلایل عقلیه و نقلیه وقوف یافته اعتقاد فاسد در جناب اولیاء الله بهم نرساند
مضایقه ندارد - الا مسلک دریافت این مسئله نظر بفکر و عقل نیست و همین گفته اند که
(هو طور وراء طور العقل) و نیز گفته اند - قلندر را آنچه گوید دید گوید) که عامی هنوز
باین مرتبه نرسیده است و نه عالم متکلم شده مکلف است باید که اجمالاً داند که صوفیهٔ
صافیه آنچه گویند حق است و فهم من بر آن نمیرسد مثل ایمان به متشابهات قرآن مجید
و نیز بداند که علمای متکلمین که اعتماد بر قول آنها است انکار صریحش نکرده اند بلکه سکوت
ورزیده اند و از بیان آن دم در کشیده اند (لوجه الذی ذکرناه) آری
مقتدان علمای متکلمین سکوت ایشان را انکار گمان کرده اند مثل تفتازانی و
قاضی عضد و دیگر متاخرین - لیکن معلوم است که درین باب مقتدایان غزالی و
امام رازی و امثال آنها اند نه متاخرین) الخ -
العزیز جو لوگ ظاہر دلیل ڈہونڈتے ہین کیا وہ اس امر کو نہین جانتے کہ عالم خواب
مین لوح محفوظ سے ایک امر غیبی نازل ہوتا ہے تو وہ صورت مثالی کس لئے
لیتا ہے - وہان جیسا ہے ویسا ہی صاف و صریح کیون نظر نہین آتا - بہائیجان یہ
ایک راز ہے ان بہیدونکو تو وہی شخص جان سکتا ہے جسکو یہہ معلوم ہو کہ عالم
ملکوت اور عالم ملک مین کیا نسبت ہے اور اسمین مخفی علامتین کیا ہین - اوسوقت
یہ شخص خود پہچان لیگا کہ اگرچہ کہ وہ عالم دنیا مین نظاہر جاگتا ہے لیکن فی الحقیقت

خواب غفلت مین بے خبر سوتا ہے جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہے (الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا) یعنی لوگ سوتے ہین جب مرینگے ہشیار ہونگے جب موت کے سبب سے کل پردے حس وخیال کے اٹھ جاینگے۔ دنیا مین ہر ایک حقیقت وعمل اور ہر ایک معنی وروح کو جو مثال مین صورتون سے سُنتے اور دیکھتے تھے سب بغیر لباس وصورت مثالی کے جیسے ہین ویسے ہی بے پردہ صاف وصریح نظر آنے لگین گے۔ کشف صریح ہوجائیگا تب سمجھینگے کہ وے مثالین انھین ارواح وحقایق کی صورتین تھین اور وہ آیتین اور حدیثین جو ان حقایق کی مثال کے لفظون سے وارد ہوئین ہین تب اونکے صدق اور راستی کا یقین کرینگے پس جو لوگ خدا اور رسول کے منکر اور آخرت سے غافل تھے وہان وسوقت کہینگے۔ (یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا) اور کہینگے (اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) کوئی کہیگا (وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا) اور کوئی کہیگا (یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا) اور کوئی کہیگا (اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ) اور کوئی کہیگا (وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ)۵

جسدن کہ پھیرے جاینگے منھ اونکے بیچ آگ کے کہینگے اے کاشکے ہمنے فرمانبرداری کی ہوتی اللہ کی اور فرمان برداری کی ہوتی رسول کی۔

یا پھر جاوین پس عمل کرین سواے اوسکے جو تھے ہم عمل کرتے تحقیق توڑ دیا اونہون نے جانون اپنے کو اور کہویا گیا اونسے جو کچھہ تھے باندہ لیتے - اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا ظالم اوپر دونون ہاتون اپنے کے کہیگا اے کاش کے پکڑتا مین ساتھ رسول کے راہ اے والے ہے مجھکو کاشکے نہ پکڑتا فلانے کو دوست) اے کاش کے ہم مٹی ہوتے - ایسا نہو کہ کہے کوئی جی اے افسوس اوپر اوسکے تقصیر کی ہمنے بیچ حق خدا کے اور تحقیق تھا مین البتہ ٹھٹھا کرنیوالون سے - اے کاشکے دیکھے تو کہ جسوقت - کہ کہیگا گنہگار نیچے ڈالے ہوئے سر اپنا نزدیک رب اپنے کے اے رب ہمارے دیکھا ہمنے اور سنا ہمنے پس پہر بھیج ہمکو کہ عمل کرین اچھے تحقیق ہم یقین لانیوالے ہین) یعنے اللہ کے مقابلہ مین زیادتی کرنے اور اپنے عملون کے روح اور ہر شئے کی حقیقت بچشم خود دیکھنے اور سُننے کا اقرار کر کے کف افسوس ملنا اور دنیا مین لوٹ آنیکی آرزو کرنا فائدہ نہ بخشیگا -

افسوس ہے اونکے حال پر جنکو اپنی خام عقلی پر زعم ہے بلکہ پتھر پڑے ہین اون ظاہر پرستونکی عقلون پر جو دین کو محدود کر کے اعلی مراتب حاصل کرنے سے غافل ہو بیٹھے ہین - ایعزیز ہو جا تو اون صادق الایمان والون سے جنھون نے غیب پر سچے دل سے ایمان لایا ہے اور یہ امر شاید تیرے لیے باعث کشود کار ہو دارین مین -

فصل دوازدہم

ایعزیز - کیا تو یہ نہین جانتا کہ ہر جسم ذیروح متحرک ہوگا یا ساکن - اور کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ حرکت اور سکون دونون وقت واحد مین جمع نہین ہوا کرتے - چونکہ اجتماع

(از نفیس الموجود)

اضداد و محال ہے۔ اس سے یہہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ ایک عرض متقدم
ہوگا تو دوسرا موخر۔ ایک ساکن ہوگا تو دوسرا متحرک اور یہہ بالکل کھلی بات ہے
کہ یہہ حالات ایکدوسرے کے عدم کے بعد ہی ہوا کرتے ہین اور یہ سب شرایط
نشانیان ہین۔ حادث کی۔ تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ ہر حادث اس تقسیم ثلاثہ سے
باہر نہین ہے اگرچہ کہ عالم ممکنات تیری نظرون مین نامحدود لباسون اور گوناگون پیرایون
اور بے شمار تشخصات و تعینات و تاثیرات و صفاتات و تشکلات سے آرہا ہے
وہ یا تو حیوانات ہین۔ یا نباتات۔ یا جمادات۔ اور یہہ سب مقومہ ہین۔ یا متممہ۔
یا جوہر ہین یا عرض۔ اور ہر جوہر یا جسم ہے۔ یا روح۔ اور ہر جسم فلکی ہے۔ یا طبعی اور
ہر طبعی بسیط ہے۔ یا مرکب اور ہر مرکب نامی ہے یا غیر نامی۔ اور ہر نامی حیوانات
ہین یا نباتات۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیوانات اور نباتات یہ دونون حقیقت۔
نامیہ کے مفہوم مین داخل ہین۔ اب باقی رہا ایک غیر نامی تو وہ جمادات ہین۔
اس لحاظ سے تو موجودات کی تقسیم دو ہی طرح کی ہوئی یعنے نامی اور غیر نامی نامی
مین حیوانات اور نباتات آگئے اور غیر نامی مین جمادات۔ اور نامی غیر نامی جسم کے
مفہوم مین شامل ہین تو اب صاف یہ نتیجہ نکل آیا کہ کل موجودات کی تعریف صرف
ایک جسم ہی ٹھہری تو اب اس کہنے مین کیا تامل ہوسکتا ہے کہ تمامی موجودات
عالم بلا تقسیم (شئے واحد ہے) ایطالب اس بات کو جان کہ یہ امر سبکا مسلمہ ہے
کہ ہر حادث کا حدوث بغیر پیدا کرنیوالے کے نہین ہوسکتا ممکنات جب حادث
ہین تو ممکن کی علت تو ممکن نہین ہوسکتی تو یہ ضرور ہوا کہ اوسکی علت واجب
ہونا چاہیے۔ کیونکہ وجود جس شئے کا محتاج ہے وہی علت ہے اور یہہ یاد رکھو

کہ جو حادث نہین ہے وہ قدیم ہے۔ پس واجب الوجود علت ہے تو ممکن الوجود معلول۔ الغرض وجود کا تصور اگرچہ کہ سب افراد مین شامل ہے مگر اون مین مابہ الامتیاز صرف خواص مخصصہ اور تشخصات وتعینات ظاہری بھی ہین اور درحقیقت تمامی ذوات عین واحد حقیقت وجود ہے یعنے ممکنات گویا اعراض ہین واجب الوجود کے اور ذات وجود ہر فرد کی تعریف مین جو شامل ہے وہ بطور مبہم ملحوظ ہے۔ اور حقیقت دیکھی جائے تو وہی عین وجود ہے۔ اور وہی اعراض کا مفہوم ہے اسلئے کہ بذات خود قایم ہے۔ الغرض مسئلہ وحدۃ الوجود ایک ایسا باریک اور نازک اور ادق مسئلہ ہے جو حروف اور اصوات مین محیط نہین ہوسکتا کیونکہ ذات بحت کی شان ہر حالت مین مستغنی اور لاپرواہ ہے جس پہلو پر بیان ہوگا وہ سب تقیدات کی قید کے اطلاق مین شامل ہوگا۔ محض تنزیہہ بھی دوائر تقیدات سے باہر نہین ہے۔ کثرت مین تنزیہہ ہو اور تنزیہہ مین کثرت تب بھی کثرت اور تنزیہہ سے اوسکی شان علیٰ حالہ ہے کثرت سے گھٹتی نہین اور تنزیہہ سے بڑھتی نہین۔ (الآن کما کان) اوسکی وحدت جیسی تھی ویسی ہی ہے۔ خبردار خبردار ہمارے اوپر کے بیان سے جو اجمالی طور پر ہے اوس سے یہ خیال نکر لینا کہ ذوات عالم مین اوس ذات پاک کا حلول یا سریان ہے۔ یا اوسکی ذات عین ذوات ممکنات کا۔ اور یہ جو کچھ بیان ہوا وہ اسلئے تھا کہ معلول ہی سے علت کا استنباط کیا جاتا ہے۔ اور مخلوق سے خالق کا۔ یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ شئے اعتباری اعتبار کرنیوالے کے ذہن مین متحقق ہوا کرتی ہے اگر اعتبار کرنیوالا ہی معدوم سمجھا جاوے تو عدم محض کے سوا اور کیا باقی رہتا ہے۔ جب یہہ اصولی

قاعدہ صحیح ہے تو عدم محض سے شئے اعتباری ہرگز تحقق نہین ہو سکتی۔ تو اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن الوجود اور واجب الوجود سے مابہ الامتیاز قطع نظر کر لیجاوے تو سب کچھہ (موجود مطلق) ہی رہ جاتا ہے۔ اور وہی درحقیقت عین حقیقت وجود ہے۔ کیونکہ بذات خود موجود ہے۔ مراتب پر اگر تیرا خیال ہے تو یہ جان لے کہ وجوب اوسکی حقیقت ظاہری ہے اور امکان اوسکی صفت باطنی۔ اور تمامی تشخصات و تعینات اور خواص مخصصہ جو مابہ الامتیاز ہین وہ سبکے سب شئون ذاتیہ واجب الوجود ہین جو وحدت ذات پاک مین مندمج و مندرج ہین۔ علت ممکنات کا فی الخارج وجود جو ضروری ہے وہ ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ وجود کے لئے تحقق و حصول یعنے معنی مصدری جو کیا جاتا ہے وہ ایک اعتباری مفہوم ہے۔ صوفیا رکرام کا مقصود (وجود حقیقی) ہے اور وجود حقیقی کیا ہے یہ اپنے موقع پر طے ہو لیا ہے وجود سے مقصود وجود مصدری اعتباری نہین ہے۔ بلکہ حقیقی وجود کا مصداق وجود اعتباری وجود مصدری ہو سکتا ہے۔ العزیز ہمنے یہہ جو کہا ہے کہ علت ممکنات کا فی الخارج وجود ضروری ہے اور وہ ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ اس سے ضرور تیرا خیال پریشان ہوا ہوگا۔ اور اندراج شئے فی الشئے کے جانب تیرے نفس نے رہبری کی ہوگی خدارا ہرگز ایسا خیال نکر یہہ اندراج ایسا اندراج نہین جیسے جزو مین کل کا یا ظرف مین مظروف کا بلکہ تمثیلاً یون کہنا کسیقدر ٹھیک ہوگا کہ یہ اندراج ایسا اندراج ہے جیساکہ موصوف مین اوصاف کا۔ یا ملزوم مین لوازم کا۔ یا عدد کی ذات واحد مین نصفیت و ثلثیت و ربعیت۔ و خمسیت وغیرہ کا اندراج باوجود ایک ہونیکے

یہ سب نسبتین مندرج ہین مگر ذرا بھی ظاہر نہین ہین جبتک کہ مراتب خیریت مین واقع نہو۔ پس اس سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک عدد کا دوسرے اعداد مین سریان ایسا ہے گویا عین واحد کثرت مین ظاہر ہے۔ پس اس کثرت کا فی ذاتہا وجود نہین جو کہا جاتا ہے بہت صحیح ہے۔ ایعزیز ہمارے بیان نے تقریری لباس مین وحدۃ الوجود کا جو عکس کھینچا ہے۔ اگرچہ کہ اپنا نتیجہ نکال لیا ہے۔ مگر معترضین کے شکوکات کا موج زن پرجوش دریا۔ الحق اوسوقت تک ساکن نہوگا تاوقتیکہ وہ اوسکی کسیقدر لذت ضروری حاصل نکرے اور یہ مذاق ہے بالخصوص اون برگزیدہ لوگونکا جنہون نے عاقبت کو مقدم رکھا ہے دنیا پر اور یہہ بھاری ہے کام۔

پس ایطالب اگر تیرا مقصود پانا ہے اس مسئلہ کی حقیقت کو تو کوشش کر تو اسکی کہ چلے تو راہ پر اولیاء کرام کے اور پہونچے تو اپنے مقصد کو اور ہووے حشر تیرا مثل اون لوگون کے جنپر رحمت نازل کی رب العزت نے بیحد اور بیشمار۔

فصل سیزدہم

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر جاہل نادانون کے اغوا سے پریشان نہو اونکے شور و غوغا کو صدائے دہل جان۔ کیونکہ اون کے سینے سرمایۂ علمی سے نپٹ خالی ہین۔ اونکی آنکھون نے علم کی چمکدار روشن سطح کو دیکھا نہین جہل کے پورے سارے ظلمات مین گھرے ہوئے ہین۔ اسکے علاوہ طبیعت کا حجاب رسم و رواج کا حجاب۔ نافہمی کا حجاب اونکو اوبھرنے نہین دیتا۔ آفتاب اور

گرمی کو علت بیماری سمجھے ہوئے ہین درحقیقت اخلاط کا گرم ہونا بیماری کی علت ہی۔ دواکے
پینے کو آرام کی علت جانتے ہین ۔ حالانکہ اخلاط کا پختہ ہوکر نکلنا صحت کی علت ہی ۔
انکی کج فہمی نے خلط یعنے اندراین کو سبب کا قیاس جما دیا ہے ۔ ایسیون کو توصفات خداوندی
مین غور کرنیکی اجازت دینا اور خاص کر مسئلہ وجود مین گویا گمراہ کرانا ہے یعنی علم کو ضایع
کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ نااہلون کے روبرو لیسے ذکر سے نبی کریم سردار دوعالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ۔ اسمین ذرا بھی شبہہ کو دخل نہین کہ احادیث نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسرار دین کے اصول و فروع کو ثابت کردیا ہے ۔ اور آثار صحابہ اور تابعین
نے اونکے اجمال اور تفصیل کو صاف بیان کردیا ہے ۔ مجتہدین کبار کا غور نظر بھی اون
مقاصدون کے دریافت کرنے مین جو شریعت کے ہر ہر بات مین ملحوظ رکھی گئین ہین امتیاز
کو پہونچ گیا ہے ۔ اور اون کے پیروون نے بہی بڑے بڑے نکات ظاہر کیے ہین
اور اون کے گروہ کے علماے دقیق نظر نے نہایت ہی عمدہ عمدہ مضامین پیدا کردیے
ہین ۔ حیرت اور ابہام ہی کو نہین اوٹھایا بلکہ اونہون نے اونکے بنیادون کے استحکام
مین پورا غور کیا ہے اصول و فروع کو نہایت عمدگی سے مرتب کیا ہے ۔ بزرگان دین نے
علوم اسرار دین مین جو جو مبادی قرار دیے ہین اگرچہ کہ وہ چودہوین رات کے تاب
ناک چاند کے مانند ہین بلکہ اوس سے بھی زیادہ روشن تر مثل آفتاب کے منور ہین مگر کور
چشم کے روبرو آفتاب سیاہ ۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈہونڈنے والون کے لیے صرف خواہش
گرسنگی ہی کو دفع نہین کیا بلکہ کامل طرح پر سیر کردیا ہے ۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس
فن کے راز تو اوسی پر ظاہر ہونگے جسکو تمام علوم شریعت مین پورا استعداد ملکہ ہو۔ تمام فنون
دین مین یگانہ ہو۔ اس علم کا چشمہ نوری تو اوسی شخص کے لیے صاف ہوتا ہے جسکا ول

خداوند جلیل نے علم لدنی سے کہولدیا ہو۔ بہائیجان ان احکام ظاہری ہی کے مقاصد کا معلوم
کرنا جنپر احکام کی بنیاد ہوا کرتی ہے نہایت دقیق علم ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ احادیث کے
طبقے اور درجے مختلف ہین۔ پہر اونکا امتیاز گویا مشکل مطالب کا رام کرنا اور وحشی مضامین
کا شکار کرنا ہے یہ واقعی کچہہ آسان نہین۔ حدیث کے معنی۔ اور مشکل حدیث کا پورا انضباط
حدیث کے شرعی معنی اور فرعی احکام۔ احکام منصوص۔ اشارات۔ اور رموز احکام کا قیاس
منسوخ۔ اور محکم۔ ضعیف۔ اور قوی کا حکم۔ نقیض۔ مباحات۔ اور اوسکے شواہد۔ صحیح۔
حسن۔ ضعیف۔ معروف۔ غریب۔ شاذ۔ منکر۔ خطا۔ موقوف۔ مرفوع۔ موصل۔ مرسل
انکی صرف تحقیق ہی نہین بلکہ تطبیق۔ تضاد۔ و تناقض کا اوٹہانا۔ اسی پر اکتفا نہین یہ بہی
تو دیکہنا ضرور ہے کہ حکم عام سے کیون یہ امور خاص کئے گئے۔ نظایر کیون معین نہین
ہوئے۔ مقادیر سے بحث بہی تو کرنا ہے۔ اور یہ معلوم کرنا کہ اصول کو باہم کیسے ملاتے
ہین۔ فروع کو اوسپر کسطرح قایم کرنا چاہئے۔ قاعدون سے پہلے تمہیدات کیونکر لایا کرتی
ہین۔ قاعدون کے لئے عقلی اور نقلی دلایل کیسے بیان کرنا چاہئے۔ مصنف حجۃ اللہ
البالغہ نے ان امور کا۔ نہایت وضاحت اور خوبی سے ذکر فرمایا ہے۔ ولو بالفرض
یہ سب حاصل بہی ہو جائے تو روشنضمیری کہان سے لائینگے۔ دل کے مانجہنے کے
علوم۔ زہد۔ تقوے۔ ورع۔ یہہ وہ بسیط علم ہے کہ آگے چلکر محض فیضان الہی سے کا ہی
منتظر رہنا درکار ہے۔ یہہ اتنا بڑا بیش بہا ذخیرہ اونہین بزرگوارون کے ظرف ہین
جو لولو اور لالہ سے مملو ہین۔ صدقہ ہے یہہ اونہین روشنضمیر بزرگوارون کا جو
تحریر اور تقریر مین فرزانہ تہے۔ ہر بات کی تصویر کہینچنا اونہین کا حصہ اور حصہ تہا جو
ہر بات مین تفوق رکہتے تہے۔ خود راے بہی نہ تہے۔ اونکی طبیعتون مین انتقال

بھی تھا۔ یہ اونکی محض راست بازی کی دلیل ہے۔ اخبار شریعت سے۔ ایجاب۔ استحباب۔ اباحت۔ کراہت۔ تحریم۔ رزایل سے منع خوبیونکا حکم۔ درکات کا خوف۔ درجات کی بشارت سے ہم آگاہ ہوئے۔ اونکی بار منت سے ہمارے ہی پر کیا موقوف ہے آینوالی نسلونکی گردنین جھکی رہینگے افسوس ہے اونکے حال پر جو اونپر اعتراضات کا جھوٹا ٹیکہ لگایا چاہتے ہین۔ کیا وہ محسن کش احسان فراموش نااہل اونکی تقلید کے دایرہ سے باہر آسکتے ہین۔ یہ اونکے محقق کہلانیکی موہوم امید دہٹائی کی حد تک پہونچا کر ذلیل وخوار کرتی رہیگی۔ جہالت اور حماقت کے کوچہ مین ہمیشہ ٹکراتے رہینگے۔ گلِ مقصود سے اون کے دامن پر ہونا تو درکنار خار مغیلان سے اون کے دل وجگر زخمون سے لالے رہینگے۔ ہان ہم نفس معاملہ سے بہت دور رہے۔ ایعزیز احکام ظاہری مین جب یہ دقیقین ہین تو رموزاتِ باطنی کا سمجھنا تو اور بھی زیادہ تر مشکل ہونا چاہئے۔ پس ایطالب اسبات کو جان کہ خدا کے صفات اور اسمار توفیقی ہین۔ ہان صوفیا رکرام نے جہان تشبیہات مین گفتگو کی ہے وہان تیرے شبہات کو وسعت ہوگئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تیرے ظن باطل نے بزرگان دین سے بہت پیچھے ہٹا دیا ہے۔ یہہ تیرا گمان صحیح نہین ہے۔ اوہنون نے خالق مین مخلوق کے صفات کا اعتقاد نہین کیا ہے۔ صرف غائب کے حال کو کسی حاضر پر قیاس ہے۔ اور اگر یہہ تیرا گمان ہے کہ مخلوق کے اوصاف واجب ثابت کرتے ہین یعنے مخلوق مین عادات اور اثرون کو دیکھکر یہہ گمان کرنا کہ اوسیکی ذات سے ہے۔ اسکو تو وہ شرک سمجھتے ہین۔ اب رہی یہ بات کہ نفس مسئلہ لفظ وجود پر بحث تو یہانتک حقیقتِ موضوع لہ کے لیے لفظ ہوتے

ہین۔ یہہ بات تو واضح ہے کہ حقیقت خارجی کے نسبت تو صورت ذہنی ہی ہوا کرتی
ہے۔ جو اوسی صورتِ خارجی سے مُنتزع اور حاصل کیجاتی ہے۔ جیسے تصویر کی
صورت اصل شئے کے لیے منظر ہوا کرتی ہے۔ ایسا ہی الفاظ موضوع لہ کے لئے
یہہ صورت خطی ہوتی ہے۔ یعنے ایسے کُل امور مین دال اور مدلول مین باہم
ایسا قوی تعلق اور باہمی لزوم اور گرفت ہے۔ اسلئے اپنے موقع پر یہہ طے
ہو چکا ہے کہ وہ دونون شئے واحد ہین اور وجود شبہی للمدلول اسیکا نام ہے
العزیز یہہ یاد رکھہ کہ ہماری تقریر کوئی دوسرا پہلو چاہتی ہے تو یہہ سمجھ لے کہ تیری
فہم کا قصور ہے تو اپنے اعتقاد کے یاد باتون کو خوب مضبوط تہامے رہو ورنہ
نافہمی اور کج عقلی کے ایک ہی جہونکے مین تیرے ایمان کا جہاز غارت ہی ہو جائیگا
خبردار خبردار ایسے نازک مضامین کا ایسا استعمال کر کہ مقتضی عقل کو مقتضی طبعی پر ترجیح ہو
کیونکہ امراض اور ہین۔ اور اعراض خارجیہ اور ہین۔ اور یہہ دونون ہرگز مساوی نہین
ہو سکتے۔ تشخیص کے لئے نہایت غور نظر اور صلاحیت درکار ہے۔ پس مامور بہ کو ترک
کرنا اور منہیات کا اقدام کرنا ہے اور یہہ امر خدا کے مقابلہ مین دلیری اور خدا کی
شان مین کوتاہی کا باعث ہے۔ وہ بے پرواذات (سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُونَ ط) یعنے پاک اور منزہ ذات خدا کی کسی شئے کے شریک ہونے یا
مثال لانے یا نسبت دینے سے۔ بھائیجان مسئلہ کی تفہیم یا تعلیم یا اوسکے اسرارات
کا انکشاف یہان بخین ہے۔ مگر خداوند کریم عقل کے پردون کو اٹھا دے۔
یہان مقصود صرف سدِ لسان غالیان ہے۔ جو کج فہمی سے ذات وصفات
خداوندی مین زبان کہولتے ہین۔ رب العزت کا ارشاد ہے (وَمِنَ النَّاسِ

مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ) یعنے بعضے لوگ وہ شخص ہین کہ جھگڑتے ہین بیچ توحید خدا کے بغیر علم کے اور پیروی کرتے ہین ہر شیطان سرکش کی۔ اےطالب یہ نہایت نازک مقام ہے بہت ہی سنبھلکر گفتگو کرنا چاہے۔ تیرا یہ خیال کہ اسلاف یعنے وجودیہ کا طریقہ ٹھیک نہین محض غلط ہے جنہون نے دریاے وحدت مین غوطے لگاے ہین اونمین سے کسی نے بھی الحاد کے راستے کو کہولا نہین ہے۔ شاید تو اون نادانون کی باتونکو لیا پھرتا ہے جو کچے صوفی اور پکے ملحد کہلاتے ہین یہہ اونہین موحدین کا صدقہ ہے جو ہمکو الحاد اور زندقہ کا تمیز ہوا۔ ان بدبختون کی صحبت سے بچنے کے لیے بزرگان دین نے ہدایتین بھی دی ہین جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا ہی اے بسا ابلیس آدم رو کہ ہست ÷ پس بہر دستے نباید داد دست۔ پس اےطالب اولیاء اللہ سے جو تجھے سوئے ظن ہے اسکو دل سے دور کر اور خدا سے دعا مانگ کہ تیرا خاتمہ اون موحدون کا ساہو جنکے نسبت اللہ صاحب کا ارشاد ہے (اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ) اےعزیز پیرو ہو جا تو اون اولیاء اللہ کا جنکو اللہ نے اپنی رحمت نامتناہی مین گہیر لیا ہے۔ شاید ہو جاے تو بھی بے خوف اور حاصل ہو تجہے رضائے الٰہی موجب رحمت۔

فصل چہاردہم

اےعزیز مسئلہ وجود کا مفہوم نہایت غامض اور ادق ہے۔ ادراو سکے معنونین بہت بڑا گہراؤ در گہراؤ ہے کیونکہ یہان ذات اور صفات خداوندی کے تجلیات اور مشاہدات کا سامنا ہے۔ جسکے رموز اور اسرارات کا جاننا کچہہ آسان امر نہین۔

بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

توان در بلاغت بہ سحبان رسید نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

سالک کا اس مقام مین دم بخود رہنا ہی اوسکے حسب حال ہی بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے

اگر ایک سرموے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

عاشقان راہ خدا کی تو یہہ حالت ہے بقول کسی صاحب دل کے۔

شہ طیست کہ بر بساط عشقش آن پاے نہند کہ سر ندارد

رہمیست کہ در ہواے وصلش آن مرغ پرد کہ پر ندارد

کسی صاحب دل نے اس منزل کے چلنے والون کے لئے کیا اچھا سمجھایا ہے۔

اے دل بیدل نزد آن دلبر رو در بارگاہ وصال او بے سر رو

پنہان ز ہمہ خلق رفتی چو بدرش خود را بدرش دان و آنگہ در رو

سالکان راہ طریقت اس منزل مین جب اپنے کو پہونچاتے ہین تو اونکو ماسوا سے کوئی تعلق نہین رہتا۔ مشاہدہ دوست کے تجلی انوار مین سوائے اپنے مقصود کے اونکی آنکھون کے آگے کچھہ نظر نہین آتا۔ مگر جو لوگ ایسے اہم اور سنگ مسئلہ مین نادانستہ بزرگان دین کی تضحیک کرتے ہین گویا اپنے کو بڑے منطقی و متکلم ظاہر کرکے جہالون کو اپنا شریک بناکر عام جلسون مین انا پ شناب جو منہہ مین آتا ہے خرافات بکتے ہین۔ اور وہ طائفہ جہال جو مشائخین کے پردہ مین اگر اس مسئلہ سے ماہر ہونیکا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ اور وہ گروہ ملاحدین بیچارے بے گناہ عامیون اور خوش عقیدے والون پر ضلالت اور الحاد کے راستے کو کھولتی ہے۔ (خدا انکو سمجھے) یہ سچ ہے تو کس قطار اور شمار مین بڑے بڑے عقلا جو موجد علم

فلسفہ ہین ذات خداوندی کی بحث مین حیران و پریشان سر ٹکرا کر رہگئے ہین ہائے
افسوس خداوند عزوجل تو اولیاء اللہ کی تعریف فرمائے ۔ اور یہ اونکو برا کہین اور پہر اپنے
عقول ضعیفہ پر ناز کرین ۔ بات تو یہ ہے کہ کوئی ذی عقل ہرگز ایسا نکریگا ۔ ہان بات بہت
دور رگئی ۔ ایعزیز معترضین جو غلطی مین پڑے ہوئے ہین اوسکی وجہ یہہ ہے کہ اونہون نے
اپنے کو بھی ایک شئے قرار دے رکہا ہے ۔ اور اوسکے ثابت کرنے مین نہایت ہی
جد وجہد کرتے ہین ۔ بہائیجان جب تو شئے کی معنی سمجھ لے گا تو تیرے اشکال دور
ہو جاوینگے ۔ ایمیرے پیارے دوست شئے کی معنی موجود کی ہین اور موجود کے
لئے وجود کی شرط ہے اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہین کہ موجود کے لئے تمام صفات
کمالیہ اوسکے ذاتی اور خانہ زاد ہون ۔ عطائے غیر نہو ۔ حضرت انسان ہی پر کیا
موقوف ہے جمیع مخلوقات مین کان لم یکن سارے صفات عطائے غیر ہین اور
بڑی بات تو یہہ ہے کہ فنائیت اور عدمیت اظہر من الشمس انمین پائی جاتی ہی
جب انکی موجودیت کلیۃً صورت ہے تو شئے حقیقی کی صفت مین کسی پہلو آہی نہین
سکتے ۔ ایعزیز اسبات پر برہان چاہتا ہے تو ہم تجھے قران تبلاتے ہین ۔ فرمایا
رب العزت نے (قل ای شی اکبر شھادۃ) جب شئے خداوند عالم
نے اپنے کو فرمایا اور اکبر سے تعبیر کی تو دوسری شئے کہان رہی ۔ اور اگر یہہ
کہا جائے کہ خدا بھی شئے ہے اور عالم بھی شئے ہے ۔ تو پہر شرک کیا ہوتا ہی
ایعزیز قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے جب ملجائے تو معاملہ بہت صاف اور واضح
تسلیم کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اس آیت شریفہ کی تصدیق اس آیت شریفہ سے
ہوتی ہے ۔ جیسا کہ فرمایا رب العزت نے (لیس کمثلہ شئ) فلا تضربوا للہ

الامثال) یعنی خدا کی ذات اور صفات مین کوئی اوسکا شریک نہین اوسکے لئے مخلوق سے مثالین مت دو اور یہ ارشاد اسبات کو تبلاتا ہے کہ ناسمجہ کہین دہوکہ نکھائین اور بیجا تاویلون کے درپے نہون - یہہ بھی اللہ ہی کا فضل اور احسان ہے جو ہمکو سکھلایا اور سمجھایا - اسپر بھی نہ ماننا صریح گمراہی ہے - کیونکہ مثل شئے کی تو واضح طور پر نفی فرمادی - کہ شئے تو مین ہون مگر وہ شئے غیر اصلی اور مجازی نہین ہون جسکو تم اپنے ذہنون مین شئے سمجھے ہوئے ہو - یعنے تم جسکو سواے میرے موجود سمجھتے ہو - یہ تمھاری غلطی ہے - اے میرے پیارے دوست تو یہہ سمجھا ہوگا کہ شئے کی معنی موجود کی جو کی گئی ہے غلط ہے - ہرگز ہرگز تو ایسا گمان نکر شئے کی معنی جو ہمنے کئے ہین اگلے زمانے کے بڑے بڑے لوگ بھی یہی معنی کئے ہین چنانچہ شرح سبع الدہر مین ہے کہ (فانہ سبحانہ تعالیٰ شیءٌ ای موجود) ترجمہ پس تحقیق وہ سبحانہ تعالےٰ شئے ہے یعنے موجود - صحیح بخاری کے ارشاد الساری مین ہے کہ (وھذا لان الشئے اسم للموجود لاینطق علی العدم) ترجمہ اور یہ اسلئے ہے کہ تحقیق شئے ہے نام موجود کا اور نہین کہا جاتا ہے معدوم - اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ کہا ہے -

ھو شیٔ لا کالاشیاء بمعنی الشیٔ اثباتہ بلا جسم وجوھر وعرض) ترجمہ یعنے پروردگار عالم شئے ہے یعنے موجود ہے نہ مانند دوسرے اشیاء کے اور معنی اوسکے پروردگار کے شئے ہونیکا ثابت کرنا ہے اوسکی ذات کی ہستی کا بغیر جسم وجوہر اور عرض کے - اب غیر زجب تو یہہ سمجہ گیا تو صوفیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عالم کو شئے یعنے موجود نہین سمجھتے تو کچہہ بیجا نہین کرتے

بلکہ یہ اونکا عقیدہ صحیح اور قابل قبول ہے موجود اصلی کے سوائے اورکسیکو وہ موجود ہی نہین کہتے۔ ورنہ خدا کے ساتھ شریک پیدا کرنا ہے جو نہایت شرک اور گمراہی ہے۔ العزیز سمجھنے والا ہوجاتو ہر قسم کے شریک لانے سے تاکہ پاوے تو نجات فضل سے اللہ غالب اور حکمت والے کے۔

فصل پانزدہم

العزیز اِس مسئلہ کو ہم ایک اور دوسرے طریق سے (پچھے) جزدُن پر بتلاتے ہین جس سے تیرے اکثر شبہات کا دفیعہ ہوگا بشرطیکہ بنظر استفادہ سُن کیونکہ قرآن عظیم اور حدیث شریف سے بڑھکر کوئی کتاب ہدایت پر لانیوالی نہین۔ مگر وہ بھی اُنہین کے حق مین عمدہ ثمرہ پیدا کرتی ہے جسکے لئے سعادت ازلی مقسوم ہے۔ ازلی شقی اوس نعمت عظمےٰ سے بے نصیب ہین۔ بھائیجان۔ ترمذی مین حدیث شریف ہے۔ (حدیث)

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا درانحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے صحابہ مین کہ ناگاہ آیا ابر پس تحقیق فرمایا آپ نے کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہے یہ کہا اونہون نے اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا آپنے یہ عنان ہے بادل پہونچاتا ہے زمین کو اور اللہ تعالے چلاتا ہے اوسکو طرف اوس قوم کے جو نہین شکر کرتے ہین اوسکا اور نہین پکارتے اوسکو۔ پھر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر تمہارے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا آپنے تحقیق وہ چیز آسمان دنیا ہے سقف محفوظ

اور معرج مکشوف - پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کسقدر مسافت ہے درمیان تمہارے
اور درمیان آسمان کے کہا اونہون نے خدائے تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہے
فرمایا آپنے درمیان تمہارے اور درمیان اوسکے پانسو برس کی راہ ہے - فرمایا آپنے
آیا جانتے ہو اوپر اوس آسمان کے کیا ہے - کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول
بہتر جانتا ہے - فرمایا آپنے اوپر اوسکے دو آسمان دوسرے ہین درمیان مسافت ان
ہر دو کے پانصد سالہ راہ ہے - پہر فرمایا اسیطرح یہانتک کہ گن دیا ساتہہ آسمانون کو جو
ایک دوسرے پر ہین - اور درمیان ہر ایک کے مسافت ہے بقدر زمین اور آسمان
کے - پہر فرمایا آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر اوسکے - کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا
رسول بہتر جانتا ہے فرمایا آپنے اونکے اوپر عرش ہے اور درمیان اوسکے اور آسمانون کے فاصلہ ہے بمقدار دوری دو آسمانون کے
پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے نیچے تمہارے - کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا آپنے
تحقیق وہ زمین ہے - پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے نیچے زمین کے - کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے
فرمایا آپنے نیچے اوسکے زمین ہے دوسری درمیان ان ہر دو زمین کے
پانصد سالہ راہ ہے - یہانتک کہ گن دیا آپنے ساتہہ زمین کو درمیان ہر دو زمین کے
پانصد سالہ راہ کو - پہر فرمایا آپنے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتہہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے
اگر تحقیق چہوڑ دو رسی کو طرف زمین کے آخر البتہ پڑیگی وہ رسی اللہ تعالے پر پہر فرمایا
آپنے آیہ کریمہ (ہو الاول والاخر الخ) الغرض اس حدیث طویل مین جو مضمون
کے لحاظ سے اسرار ہے تحقیق اوسمین صرف دو ہی امر کی حسن تعلیم پائیجاتی ہے -
یعنی اول فوق کی انتہا - اور آخر تحت کی انتہا - اور فوق کی انتہا عرش ٹہرایا اور تحت
منتہائے ارض السفلی فرمایا جس سے مقصود اظہار ارتباط مراتب درمیان تحت

و فوق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اولاً آپ نے کے بعد دیگرے فوقیت واحاطت عرش کو

ظاہر فرمایا۔ مگر فوق عرش کا ذکر نہ کیا کیونکہ (الرحمٰن علی العرش استویٰ سے) ظاہر ہے

اور اوسی مضمون کی دوسری حدیث مین جسکو ترمذی اور ابو داؤد نے عباس بن عبد المطلب

رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ بعد ذکر فوقیت عرش کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (ثم اللہ فوق ذالک) پس اللہ اوپر ہے اوسکے چونکہ

اس حدیث مین صرف ظاہر کر دیا تھا کہ فوق عرش اللہ تعالے ہے تو تحت کا حال باطن

رہگیا۔ لہذا آپنے پھر فوق سے سرِ تحت کے اظہار کیطرف رجوع فرمایا۔ بلکہ اوسی فوقیت

اولی یعنے عرش علی کو تحت اخری یعنے ارض السفلی تک پہونچا دیا یعنے فرمایا کہ اللہ

تعالی تحت ارض السفلی بھی ہے اور ان ہر دو بیانات اول وآخر کی تصدیق پر آیہ

کریمہ (ھو الاول والاخرہ الخ) کی تلاوت فرمائی جس سے اول وآخر ہی کا قلابہ

نھین ملا بلکہ یہی وحدت کا سلسلہ جو مسلسل ہو گیا **جزو اول**۔ بھائیجان اس

حدیث شریف کے جملہ آخر مین اصل مفہوم کے استنباط مین دو احتمال ہین یعنے

معنی ظاہر الفاظ پر حمل کرین یا اوس مین تاویل کرین۔ در صورت اول اللہ تعالے کا

فی الارض ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ علی العرش ہے جبکہ عرش فوق ارض وسماہی

جیساکہ (ثم فوق ذالک) الرحمن علی العرش استوا سے تحقیق ہو گیا۔ پس

باوجود تحقیق فوقیت کے اوسی کی تحتیت غیر متحقق ہے۔ کیونکہ فوق وتحت

جہات مختلف اور باہمدیگر اضداد ہین۔ جس سے تحت کا فوق بنا یا فوق کا تحت بنا

لازم آتا ہے جسکے باعث ارض کی احاطت اللہ تعالے پر لازم آتی ہے پس

محیط کا محاط ہونا خلاف عقل ونقل ہے۔ لہذا بعضون نے (لھبط علی علم اللہ

مراد لی ہے جس سے تناقض الفاظ ظاہری کا مرتفع ہو جاتا ہے۔ جو موافق نقل کے بھی ہے
ابوطالب کیا تو یہ یقین جاننا کہ (علم اللہ) نہایت وسیع اور محیط جمیع اشیاء سے ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے فلہٰذا (قال اللہ تعالیٰ ان اللہ قد
احاط بکل شیء علما) اسواسطے آپنے اس حدیث کو آیہ کریمہ (ھو بکل شیء
علیم) پر ختم کیا تاکہ علم کے ساتھ موافق ہو جائے۔ یعنے ثابت ہو کہ از عرش تا فرش
علم اللہ کا محیط ہے۔ (اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ) لہذا وہ بعلم
مخلوق کے ساتھ بے نزاہت ذاتی خود حاضر ہے۔ یا آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ فوق عرش ہے
اور عرش محیط کرہ ارض ہے تو اللہ تعالے تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ لہذا آپنے آیہ
کریمہ (ھو الاول الخ) تلاوت فرمائی کیونکہ عرش ہمارے نسبت فوق ہے
باعتبار اول حق سبحانہ تعالے فوق ارض ہوا۔ اور وہی عرش بہ نسبت ہمارے تحت ارض
ہے باعتبار آخر اللہ تعالے تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ کیونکہ عرش تحت و فوق تا فرش
محیط ہے بنظر فوقیت کے عرش مقابل اور مدنظر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ اور بنظر
اوسکے ارض حائل ہے تو تحت باطن ہے در صورت ثانی جیسے حدیث عباس
رضی اللہ عنہ مین (ثم اللہ فوق ذالک ای فوق العرش ین) لفظ اللہ سے
علم مراد نہین لیا جاتا اسیطرح لہبط علی اللہ مین بھی علم مراد نہ لیا جائیگا کیونکہ اللہ اسم
ذات ہے ذات سے صفت مراد نہین لیجاتی اگر یہان علم و قدرت کے احاطت
و معیت کا ذکر منظور ہوتا تو بجائے صفات کے ذات کا ذکر کیا نہ جاتا۔ بلکہ صفات کی
جگہہ ذات کا ذکر کرنا خلاف بلاغت و فصاحت ہے جبکہ بعض آیات و حدیث
مین علم و قدرت کی احاطت و معیت کا ذکر بھی وارد ہو چکا ہے تو معلوم ہوا کہ

ہے
باتفاق اللہ احاطہ کرنیکا ہے
اپنے علم اور اسکا

ہے
اور وہ ہے
پیدا اور خبر رکھنے والا
بات کہ علم اوسکا

اللہ تعالےٰ اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان احاطت ذاتی کا اظہار منظور تھا وہان تو ذات کا ذکر کیا اور جس جگہہ صفات کی احاطت کا اظہار منظور تھا وہان صفات کا ذکر فرمایا۔ تاکہ نفس احاطت ذات وصفات کی محقق ہوجائے کیونکہ باہمدیگر انفکاک متصور نہین ہے۔ اسواسطے علمائے متکلمین نے بہ لحاظ اختلاف مفہوم کے عقیدہ احاطت علمی کو جایز رکہا ہے جو صاحب بصیرت ہے احاطت صفات ہی کی آڑ مین احاطت ذاتی مشاہدہ کریگا۔ پس اس اختلاف مفہوم پر ہر دو فریق خاص وعام کے اعتبار سے صفات کو نہ عین ذات کہتے ہین اور نہ غیر ذات اس صورت مین دونون عقیدے صحیح ہین مصلحت شرعی یہہ بھی ہے کہ اگر عامی احاطت علمی کا قایل ہے تو اوسکو احاطت ذاتی کی تکلیف نہ دین کیونکہ یہ امر اوسکے حوصلہ فہم سے زاید اور خوف نقصان کا ہے۔ اسواسطے شارع نے عوام کو اسکی بحث سے روکا ہے۔ کیونکہ فکر احاطت ذاتی مین وہ عاجز ہے۔ مگر بعضے اون اقوال علمائے دین کو جو بہ لحاظ مصالح شرعی کے عوام کو عقیدۂ احاطت ذاتی کی تکلیف سے بازرکہا ہے۔ اور منع کیا ہے تمسک کرکے احاطت ذاتی سے انکار اور صرف احاطت علمی کا اقرار کرتے ہین۔ بلکہ بعضے پہلے عقیدہ کو کفر اور زندقہ تصور کرتے ہین حالانکہ یہہ خود خطا پر مبنی ہے۔

جزو ثانی۔ ایطالب اس مغالطہ کے دو سبب ہین۔ وجہ اول باعتبار عدم روشنی چشم بصیرت سر معیت ذاتی کی حقیقت کو نہین سمجہہ سکتے۔ اگرچہ کہ شارع نے اسکی حقیقت اور اوس معیت کی کیفیت کے سمجہنے کی عموماً تکلیف نہین دی ہے۔ بلکہ صرف ظاہر الفاظ آیات وحدیث پر ایمان لانا کافی ہے مگر خبردار انکار موجب خسران ہے۔ (پس اگر اقرار نکنی انکار مکن) وجہ دوم۔ بہ لحاظ عدم روشنی چشم بصیرت کے

قیاس غایب کا شاہد پر کرتے ہین - یعنے اوہنون نے معیت حق کی ایسی سمجھی ہین جیسے کہ
ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ ہوتی ہے اور اوسکے خلاف کو مخالف عقل سمجھے ہین
اور انکار کرتے ہین یا تاویل لاطایل کرنے لگتے ہین - اسی مغالطہ عقلی کی بنیاد پر اس حدیث
مین اللہ سے علم ہی مراد لیتے ہین - اور اس تاویل پر نہایت ہی اصرار کرتے ہین - حالانکہ
وہ انکار اور یہہ اصرار بیجا ہے - کیونکہ بالفرض اللہ سے علم ہی مراد ہوتا تو لفظ ہو ل پر
آپ کبھی قسم نہ کہاتے - اور پہر یہہ آیۂ کریمہ (ھو الاول) الخ - کو استشہاد فرماتے
کیونکہ ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے ذات مطلق کی
اولیت اور آخریت - اور ظاہریت - اور باطنیت پر - اور آیۂ کریمہ ھو الاول کو تا آخر
وھو بکل شییٴ علیم - کامل آیہ کو جو آپ نے تلاوت فرمائی اوسکا سبب کیا تو جانتا
نہین کہ آپ تصدیق قول پر اپنے حق سبحانہ تعالی کی شہادت لائے ہین - کہ وہی یہہ
میرے صدق مقال کا حال بخوبی جاننے والا ہے - ایعزیز حق تعالی کی معیت کی مختلف
تمثیلات اکثر حدیث کے ذیل مین ہم بتلائینگے - یہان طویل کلام کے خوف سے
قطع نظر کیا گیا - جان تو ایطالب - محققین نے اس حدیث کو وحدۃ الوجود پر استدلال
کیا ہے - کیونکہ اولا اس حدیث کی ابتدا ر احاطت و معیت حق سے ہوئی اور
آخر اسکو عینیت و وحدت وجود مطلق پر منتہی فرمایا - یعنے اولا آپنے عرش اعلی
وارض سفلی اسکے درمیان فاصلہ کا ذکر فرمایا - اور پہر علی العرش العلی وتحت الارض السفلی
اللہ تعالے کو ثابت کیا - جس سے ثابت ہوا کہ وجود باوجود واجب الوجود محیط عرش و
فرش ہے پس اسی معیت ذاتی کی وجہ سے باوجود استوار علی العرش کے لہبط
علی اللہ فی الارض درست ہوا - کیونکہ وہ علی الارض نہوتا تو (ان نور لقہ

هی النار) نہ فرماتا اگر فی الارض ہی ہوتا تو (قل لمن الارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون
نہ پوچھتا۔ اور سیقولون للہ) اس کا جواب آپ خود نہ دیتا۔ یہہ عجب سر معیت ہی کہ معراج
نبوی سے علی العرش کو ثابت کیا اور کلام موسیٰ سے (علی الارض) کا اظہار فرمایا۔ اور
باوجود اس (علی کے) پہر (فی) کا بھی ذکر فرمایا۔ پس اس (فی) مین بھی ایک فی ہے۔
انشاء اللہ تعالے حدیث لہبط مین ذکر کیا جائیگا۔ الحاصل اگرچہ کہ یہ حدیث مقدمۂ ثبوت
معیت و احاطت حق مین ہے۔ مگر نتیجہ اسکا عینیت و وحدت مطلق ہے۔ کیونکہ آپنے
یہ فرمایا کہ اگر چھوڑدو ڈول رسی سے زمین سفلی تک تو پڑیگا وہ اللہ پر۔ حالانکہ وہ زمین پر
پڑیگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو اللہ سے تعبیر فرمایا۔ بہ لحاظ لزوم عینیت
کے پس لازم ہوئی عینیت درمیان اللہ اور زمین کے۔ کیونکہ یہ عینیت عین حقیقت ارض وسما
ومافیہا کی ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ رب العزت کہ (اولم یتفکروا فی انفسہم ما
خلق اللہ السموات والارض وما بینہما الا بالحق) یعنے اور نہین فکر کرتے اپنی
جانون مین جو پیدا کیا اللہ تعالے نے زمین اور آسمان کو اور جو کچھہ بیچ اوسکے ہے مگر ساتھہ
حق کے۔ پس کیون نہین فکر کرتے اپنے نفوس مین کہ نفس عین حقیقت شئے ہی۔

جزو ثالث ۔ العزیز۔ حق حقیقت جمیع اشیاء ہونیکی وجہ سے وحدۃ الوجود متحقق
ہوا چونکہ مخالفین اس نسبت معیت و عینیت کے سخت منکر تھے تو آپنے اس بیان
سر عینیت کو اولاً موکد بقسم فرمایا کیونکہ قسم کی ضرورت شدت انکار ہی کی وجہہ سے
ہوتی ہے اسیواسطے آپنے فوقیت و تحتیت عرش وسما و ارض کے بیان کو قسم سے
متعلق نہ فرمایا۔ یہ امر مخالف عقل نہین اوس سر عینیت جسکی وجہہ سے۔ فی الارض السفلی
لہبط علی اللہ کی حقیقت کا انکشاف بغیر از نور نبوت کے نہین ہوتا ارباب عقل جو منکر

اس تحقیق کے مین اونکی تصدیق کے لئے صرف اسیقدر مضمون عینیت کو آپ اولاً کو فرمایا قسم کے ساتھہ ثانیاً بدلیل اسی آیۂ کریمہ (ھو الاول الخ) چونکہ تقدم خبر مفید حصر ہے العزیز محققین کا کہنا صاف اور رہن استدلال ہے - جبکہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین اپنی ذات مطلق کو حصر فرما دیا ہے انہین چارون صفات اول - و آخر - ظاہر - و باطن - مین جس سے کوئی موجود خارج نہین ہو سکتا تو وحدۃ الوجود متحقق ہو گیا - پس ناگزیر جمیع موجودات کی عینیت لازمی ہوئی - کیونکہ وجود حق ہیولائے مطلق ہے بدلیل قولہ تعالےٰ خلق اللہ السمٰوات والارض بالحق) یہان بائے جار سطح سے ہے جیسے کہ بطریق (الصواب بالمقطن) اس اشارے کو خوب سمجھو کیونکہ اوسکا ذکر بعد ومایعقلھا الا العالمون واقع ہوا ہے - اور اصحاب عقول سے عالمون کو مستثنیٰ کر دیا ہے - اور پھر ان فی ذالک لاٰیۃ للمومنین) اس آیت مین اس سر کیطرف اشارہ ہے - جو حقیقت ارض و سما ہے کہ ارض و سما حق سے پیدا ہے - حق حقیقت ارض و سما ہے پس جو شئے کہ موجود ہے وہ عارض وجود حق ہے معیت معروض کی عوارضات کے ساتھہ ضروری ہوئی یعنے یہہ تمام صور خارجیہ عین صور علمیہ مین کیونکہ معلومات متعلقات علم حق سے ہین اس تعلق کا انفکاک محال ہے وجود عالم قدیم کا بغیر ثبوت معلوم کے متصور نہین ہوتا تصور انفکاک سے ذات واجب مین جہل پیدا ہوتا ہے اور قدم مین حدوث کو جگہہ دیتا ہے اور یہہ باطل ہے - پس ناگزیر معیت ذاتی واجب الوجود کی تمامی و ذوات معلومات کے ساتھہ اذلاً و ابداً لازم ہوئی - چونکہ صور علمیہ کو بھی صور خارجیہ کے ساتھہ ایک نسبت لاینفک یعنے عینیت واقع ہے - کیونکہ علمیہ کا عین خارجیہ ہونا لابدی ہے ورنہ علم حق تعالےٰ کا حضوری نہو گا - چونکہ بحکم (وھو بکل

شئی علیم) واجب الوجود کی معیت وعینیت صور علمیہ کے ساتھہ مسلم - اور صور علمیہ
عین صور خارجیہ ہین لہذا وجود واجب الوجود عین صور عالم ہے - (فلھذا قال اللہ
تعالی وھو معکم اینما کنتم) یعنے خواہ مرتبہ علمی مین ہون خواہ مرتبہ عینی مین یہہ
معیت بہ لحاظ اوس عینیت کے ہے کہ وہ عین حقیقت ذات ہر شئے ہے حقیقت
شئے لاینفک عن شیء و(لکن اکثر الناس لا یعلمون) اور جو حضرات
راسخون فی العلم ہین وہ جانتے ہین کہ یہان اللہ علم ذات حق ہے - اور یہ آیت
عموم معیت پر حق کے ہے معیت ذاتی کے لئے کوئی تخصیص علم وعین عرش وفرش
ودنیا وآخرت کی نہین ہے (اینما کنتم) عموم مکان پر دال ہے - کوئی مکان اوس
سے خالی نہین اور جو خالی ہے وہ باطل ہے (الا کل شیء ماخلا اللہ باطل)
اس حدیث مین سر فی اشارہ ہے جسکی تفسیر آیہ کریمہ (ھو اللہ فی السماء وفی الا
رض) ارض وسماوات پر حرف فی کے ساتھہ عطف فرمایا تو متحقق ہوا کہ جس کیفیت سے
کہ اللہ فی السماء ہے اوسی کیفیت سے فی الارض بھی ہے) واللہ بکل شیء محیط)
پس یہہ تفسیر بقیہ آیہ کریمہ (ھو الاول الخ) کی ہے حدیث کو ملاحظہ کرو جسکی تفسیر یہہ
آپنے اس حدیث (دلو) مین فرمادی - اب یہان تصریح طلب یہہ امر ہے کہ باوجود
الی الارض السفلی کے لھبط علی اللہ مین کیا سر ہے - یعنی فی مین علی کیونکر
ہے - الی کا اشارہ وسعت واحاطت کے طرف ہے اور فی کی کنایت حقیقت کے
جانب ہے - کیونکہ حقیقت باطن صورت ہے اور علی عبارت ہے علوی مرتبت سے
حقیقت اپنی صورت پر عالی ہے - یا علی باعتبار (ھو الاول الخ) کے ہے کہ ہر شئے
مبدا ظہور کل ہے - اور الی باعتبار (ھو الاول الخ) کے ہے کہ وہی منشا بطون

کل ہے (انّ ھو یبدئ و یعید) و فی باعتبار (ھو الباطن الخ) کے ہے
و (فی انفسکم افلا تبصرون) پس علی ھو الاول ثابت ہوا اور الی سے
(ھو الاخر متحقق ہوا - و ما بینھما فی کی تحت مین آگیا - پہر ان ہر سہ حروف کی حقیقت
وہی وحدت ٹہری (تو او از مین و سپہر و تحت و فوق ٭ بر سرو بر گردنم چون تاج و طوق -
ارشاد ہوا (سنریھم آیاتنا فی الآفاق الخ) یعنے حق سبحانہ تعالی جمیع آیات فی الآفاق
و فی الانفس مین جو وہ فی الحقیقت صفات حق ہین اہل ایمان و شہود کو فی الآفاق
و فی الانفس وجود مطلق کا پتا بتلا دیا کہ وہی حق ہے اور پہر اس راز کو فاش کیا باطن سے
ظاہر ہوا - فی کو علی بتلایا - یعنے کل اشیا پر جو شامل فی الآفاق و فی الانفس ہے ذات
مطلق کا استعارہ ظاہر فرمایا - جبکہ باطن مین ظاہر اور انفس مین آفاق ہو گیا تو فی عین
علی ہوا (علی اور فی یا کے ساتھ متحد ہو گئے تو (انہ فی کل شیء و انہ علی کل
شیء) کا مفہوم واحد ٹہرا - لہذا علی اللہ کا سر بھی ظاہر ہو گیا - العزیز - کیا تیرے لئے
یہ دلیل کافی نہین ہے کہ (اللہ نور السموات والارض) نور عین وجود ہے
تمام عالم جسکی تعبیر آفاق و انفس سے کیگئی ہے - وہی حق ہے کہ (ما فی الوجود
الا اللہ ہے) -

جزو رابع ایطالب پہلے ارض اللہ واسعۃ کی معنی سمجہ لے - اور یسیرو
فی الارض کی حقیقت کو جان لے تو (و لیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط
علی اللہ) کا مفہوم ظاہر ہو جائیگا - کہ ہبوط دلو کا علی اللہ بلحاظ (ھو الظاہر)
کے اور ظاہر و باطن مین حبل اللہ ہی مربوط ہے - (واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
پس فی الارض بہی حبل ہے بسبب ہبوط دلو علی اللہ ہے - اگر حبل اللہ کی حقیقت کو

جان لوگے تو ظاہر ہو جائیگا دتو وارض حقیقت واحد سے مربوط ہے یعنے ہر دو کے
درمیان نسبت ایک ہی ہے - کہ ان مظاہر کثیرہ کی حقیقت واحد ہے - اور ظاہر
اپنے مظاہر پر اور حقیقت صورت پر اعلی ہے - انشاء اللہ تعالے علو مکان کی تشریح متعلقہ
حدیث لبعید کی ذیل مین ہوگی - یہان ہم ایک تمثیل بیان کرتے ہین تاکہ ثابت ہو کہ اللہ
تعالے کا علی العرش یا فی الارض ہونیسے یعنے معیت حق اور اوسکی علنیت سے
ذات مطلق کا ظرف و مظروف ہونا لازم نہین آتا یا اوسپر حلول و اتحاد کا الزام قایم
نہین ہوتا - بمصداق اسکے (سبحانہ تعالے عما یقولون علوا کبیرا و اللہ
المثل الاعلی) جان تو ایطالب جو عکس آئینہ مین مرئی و محسوس ہے وہ عین
شخص ہے کیونکہ بغیر از مواجہت و افاضت شخص کے عکس کو وجود نمود ہی نہین
ہے - اس صورت مین جو صورت کہ آئینہ مین دکھلائی دیتی ہے اسکا وجود
سوائے وجود شخص کے ممکن نہین تو وجود عکس کا عین وجود شخص ہوا نسبت معیت
کی ان ہر دو مین متحقق ہوئی اب عکس و آئینہ کی نسبت کو دیکھہ کہ ان ہر دو مین کیسی
معیت ہے - اگرچہ کہ بادی النظر مین وہ صورت علی شطح المرۃ و یا فی جوف المرۃ
عارض معلوم ہوتی ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ صورت نہ علی المرۃ ہے اور نہ
فی المرۃ ہے - باوجود اس نفی کے ثبوت صورت کا ضروری ہے کہ وہ مرئی و
مشہود ہے - وہ صورت مرۃ کے ساتھہ ہے گو کہ مرۃ کے باہر ہے مگر شطح مرۃ یا رائی
پر کہ وہ صورت متحد نہین ہے اور نہ آئینہ کے اندر حلول کی ہے - باوجود عدم
حلول و اتحاد کے پہر یہ کیسی معیت ہے - یہان آئینہ اور صورت سے قطع نظر کرکے
شخص اور عکس کے درمیان نسبت پر غور کرو تو باوصف ثبوت نسبت عینیت و

معیت کے مابین ان ہردو کے حلول واتحاد ہرگز خیال نہین کیا جائیگا کیونکر ہوگا کہ
شخص وعکس فی الحقیقت دو جنس دو دو شئے متغایر نہین ہین۔ گو بحسب حس دو معلوم
ہوتے ہین مگر یہہ عکس اوسی شخص کا ظہور ہے۔ شخص عین عکس ہے حقیقت وصورت
مین معیت ہے۔ جبکہ معیت صورت کی یہہ صورت ہے تو معیت حقیقت کی حقیقت
قابل حیرت ہے۔ یہہ عجب سر حکمت ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اس حدیث
کو ایک لطیفہ پر ہم ختم کرتے ہین۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین
مضمون وحدت الوجود کو قسم کے ساتھہ موکد فرمایا۔ باقتدا آپ کے مولانا عبدالرحمن
جامی صوفی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رباعی مین ترقی کیا دو قسم کے ساتھہ۔ رباعی

همسایه و همنشین همراه همه اوست | در دلق گدا و در اطلس شاه همه اوست
در انجمن فرق و نهان خانهٔ جمع | بالله همه اوست ثم بالله همه اوست

اس تکرار قسم کی وجھہ یہہ ہے کہ مولانا نے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تصدیق پر قسم کہایا ہے۔
(والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی
ان ھو الا وحی یوحی) تو اونہون نے خدا اور رسول کے ہردو قسمون کو واسطے
ایقان کامل شائقین کے ایک جگھہ اکھٹا کیا (واللہ یقول الحق وھو یھدی
السبیل) یہ حدیث (ھو الاول والآخر) کی تفسیر ہے جس سے اول کا عین
اور آخر کا ہونا تحقق ہوتا ہے کہ جو اول ہے وہی آخر ہے یہی وجہ ثبوت معیت
حق وعینیت مطلق ہے۔ اور ثبوت عینیت ہی حقیقت وحدۃ الوجود ہے۔
جزو خامس۔ ایعزیز اس بات کو یاد رکھہ کہ اس ثبوت عینیت سے عینیت لغوی

مراد نہین ہے۔ کیونکہ عبد و رب مین ثبوت علیت لغوی جس سے اتحاد لازم آتا ہے
عین الحاد ہے۔ (اللّٰھم انی اعوذ بک من العقاید الباطلۃ
والالحاد) عینیت و غیریت کا مفہوم انکے اقسام دوسرے حدیث سے معلوم ہو گا۔
(فائدہ) محدث ترمذی نے لہبط علی اللہ مین علم مقدر لیا ہے۔ اوسکی تفسیر لہبط
علی علم اللہ سے کی ہے۔ بعضون نے اس تاویل کو بدلیل قاعدہ اصول مدلل کیا ہے
اہل اصول مقید پر مطلق کا حمل کرتے ہین۔ جیسے کہ آیہ کریمہ (فتحریر رقبۃ من
قبل ان یتماسا) مین رقبہ کا ذکر مطلق ہے۔ اور دوسری آیت (ومن قتل
مومنا خطأ فتحریر رقبۃ مومنۃ) رقبہ مقید ہے۔ پہلی آیت کو دوسری
آیت پر حمل کیا گیا۔ یعنے کفارہ ظہار مین بھی تحریر رقبہ مومنہ کا قرار پایا۔ جب یہ قاعدہ
مسلم ہو گیا تو ضرور ہوا کہ آیت (وھو معکم اینما کنتم) کو جو معیت مطلق ذاتی
پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری آیت کریمہ (وان اللہ قد احاط بکل شیء علما)
پر حمل کرین کیونکہ یہہ احاطت بقید صفت علمی کے مقید ہو گئی ہے جس آیت یا حدیث
مین اللہ کی احاطت و معیت کا ذکر مطلق ہے وہان بقید صفت علم کے متصور ہو گی
اسکا مجمل جواب اوپر گذر چکا اور ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ علم ذات ہے ذات سے
کوئی خاص صفت مراد لینا خلاف بلاغت و محاورہ ہے۔ قطع نظر اسکے معنی لغوی کا
نہ لینا اور لفظ منصوصہ مین تاویل کرنا خود خلاف اصول مسلمہ مذہب معترض ہے
اس قسم کے خیال والے البتہ استوا ر کو اپنے نفی مقصود کے ثبوت پر اسی
بنیاد کو مستحکم کرنیکی کوشش کی ہے۔ پس اس صورت مین لعنت اللہ کا لعنت
استوا سے زیادہ صحیح اور محکم ہے۔ لفظ استوا کے لغوی متعدد و مختلف معنی

ہین۔ بخلاف اسکے اسم اللہ کا مسمّٰی لغتاً و اصطلاحاً بجز ایک ذات جامع جمیع صفات واجب الوجود کے دوسرے کوئی شئے نہین ہے یعنے اسکے ایک ہی معنی ہین یعنی اسکا موضوع لہ ذات واجب الوجود ہی ہے۔ اسم اللہ کا مدلول ذات ہی ہے کوئی صفت نہین ہے بلکہ یہہ امر بدیہی ہے کہ اسم اللہ کے ساتھہ ہی ہر عالم و جاہل کے تصور مین ذات آلٰہی ہی متصور ہوتی ہے نہ کہ کوئی صفت علم و قدرت وغیرہ۔ حاصل غرض لفظ اللہ کا محکم ہے کسی صورت سے مول نہین ہوسکتا۔ کسی نے آجتک اسکو مول نہین کہا ہے۔

جزو سادس۔ بالفرض اگر (لھبط علی اللہ) سول ہوتا تو لفظ مول پر جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کبہی قسم نہ کہائے ہوتے۔ اور آیہ کریمہ (ھو الاول الخ) کو جس مین ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے استشہاد نفرماتے۔ جیساکہ اوپر گذر چکا۔ باوصف ان تمام بدیہات کے محدث حافظ ترمذی کی تاویل یا معنی التقدیری اگرچہ از روئے مذہب معترض کے باطل سمجھی جاتی ہے۔ مگر سمجھ دار اِس تفسیر کو کبہی باطل اور ناجایز نہین سمجھہ سکتا۔ ہر ذی عقل تہوڑے غور و تامل سے بخوبی پہچان لیتا ہے کہ صفت علم کی ذات آلٰہی سے آناً و زماناً ہرگز منفک نہین ہوسکتی جسکا مجملی ثبوت اوپر گذر چکا ہے۔ پس اِس صورت مین کسی عامی نے جو سر معیت ذاتی کو نہین سمجھہ سکتا یا سمجھنے سے گہبراتا ہو اوسکی تفسیر معیت علمی سے کرنا خلاف واقع و غلط نہوگا۔ کہ کوئی صفت بغیر ثبوت ذات کے ہرگز متصور نہین ہوسکتی۔ پس بہ لحاظ تفاوت مفہوم عوام کے جو کالانعام ہین محدث ترمذی کا علمی معیت بیان کرنا فی الحقیقت دلیل متانت ہے جو فہیم ہے وہ جانتا ہے کہ معیت علمی کے ضمناً معیت ذاتی بھی ہوتی ہے۔ کہ علم عین ذات آلٰہی ہے۔ دلیل اصولی کے استدلال کے

بیان کی حاجت نہین - بلکہ دلیل ثبوت دعوی مدعی کے لئے بھی کافی نہین کہ دراصل
یہہ مسئلہ فقہی کی دلیل ہے - جسکا تعین اعمال اور احکام کے ساتھہ ہے - عقائدات
مین اُن اصول کا کوئی دخل نہین ہے - کہ عقائدات علی الخصوص الہامات ہین کسی
مجتہد نے مسائل اصول کے قرار نہین دئے ہین - قطع نظر اسکے یہہ اصولی مسئلہ فقہی
یعنے مطلق کا حمل مقید پر کرنا خاص قرارداد شافعیہ کا ہے اور حنفیہ کا اصول اس کے
مخالف ہے - یعنے اونہون نے یہان عام پر حکم عام اور مقام خاص پر حکم خاص
کرتے ہین - مثلاً - آیت اول مین جہان مطلق رقبہ کا ذکر آیا ہے مومن یا کافر پر
اوسکا ہر دو کا آزاد کرنا جایز رکہا ہے - اور آیت ثانی مین جو تحریر رقبہ بقید مومنہ ہے
قتل خطا مین رقبہ مومن ہی کا آزاد کرنا ضرور ہے - پس از روے اس اصول حنفیہ
کے مطلق کا حمل مقید پر کرنا جایز نہ ٹہرا تو پہلی دلیل معترض کی باطل ٹہیری اگرچہ کہ
یہہ اصول اجتہادی شافعیہ و حنفیہ کا محض مسائل فقہی کے متعلق ہے - عقاید
سے اسکو کچہہ بھی تعلق نہین ہے - تو پھر مسئلہ معیت جو اعظم مسائل عقائد ہے
بلکہ دار و مدار عقاید صحیح الہیہ کا اسی کی تحقیق پر منحصر ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بالفرض
اگر اسی اصول کو مُسلّم رکہین تو بھی اصل مقصود حاصل ہے - کہ پہلی آیہ کریمہ (وھو معکم
اینما کنتم) مین معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہے اور دوسرے آیہ کریمہ
(وان اللہ قد احاط بکل شیء علما) مین ذات بھی المقید بصفت علم
ہو گئی تو اس قید کی صورت مین بھی وجود ذات مطلق کا باقی رہا - پس جبکہ
ذات مطلق کے ساتھہ صفت علم کی قید بڑہا لی گئی تو معیت ذاتی کے ساتھہ احاطت
علمی کی لازمی ہو گئی - احاطت علمی بغیر از معیت ذاتی کے ممکن ہی نہین ہے ایک

مقام پر معیت ذاتی اور دوسرے مقام پر مع العلم احاطت ذاتی کے ذکر سے اصل مقصود اظہار عدم امکان انفکاک ذات وصفات ہے - المختصر اس احاطت ذاتی کی مع العلم ہونے یعنے اس احاطت علمی کے وجہ سے وجود ذات کا منفی نہین ہوسکتا - بغیر ثبوت ذات کے وجود علم کا محال ہے لامحالہ قید صفت کے بعد بھی وجود ذات کا بحالہ بحال رہا باوجود اسکے کبھی معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہوا - اور کبھی کسی ایک صفت علم یا قدرت کے ساتھہ متقید ہوجاتا - اقتضاء حال وقرینہ مقام کی یہی وجہ ہے جہان کہین کہ اللہ اور اوس کے رسول نے معیت ذاتی کا ذکر مناسب تھا کیا اور کہین احاطت صفاتی کا ذکر فرمایا ہر دو کی تصدیق واجب ہے (ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاهدین وصلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین -

فصل شانزدہم

العزیز - اکثر اس فن کے ماہرون نے اس جانب اشارہ کر گئے ہین کہ بغیر معلومات کے علم وجود متصور نہین ہوسکتا اور نہ قدرت بغیر مقدار کے اور نہ قدرت خلق بغیر مخلوق کے - اور اس اجمال کی یہہ تفصیل ہے کہ جب اعیان نے وجود خارجی سے قبل ثبوت علمی حاصل کر لیا تب اون اعیان سے متعلق علم ہوا - جب اعیان استقرار ثبوتی حاصل کر لیا تب جسطور پر کہ وہ تھے اونسے متعلق علم ہوا - اسی طرح یہ اعیان مقدور ومراد ہوئے - اور اونسے متعلق قدرت وارادت ہوئی - اسمائے حسنیٰ خواہ تنزیہی ہون یا تشبیہی اونکا ظہور بے حجابی اور بے مظاہر ممکن نہین

تھا۔ اور اسمار و احکام کا ظہور وجود فی الخارج کے ظہور پر موقوف تھا۔ اور کمال اسمائے بعد وجود متصور ہو سکتا تھا۔ لہذا اعیان عالم کو فی الخارج موجود کر دیا اور اپنے کو اسمار کا مظہر بنا دیا۔ مرتبہ ظہور اسمار مین ذات باری عالم کے وجود خارجی سے مستغنی نہین ہے۔ البتہ اپنے کمال ذاتی مین غنی ہے۔ اسلئے کہ مطلق بغیر مقید کے نہین ہوتا۔ اور نہ مقید بغیر مطلق کے۔ مگر مقید محتاج ہے۔ اور مطلق محتاج نہین۔ اور مطلق مقید سے مستغنی ہے۔ اور نیز مطلق پر بسبیل بدل مستلزم مقید ہے نہ بسبیل تخصیص۔ مطلق کا وجوب لازم ہے اور متعین کا امکان۔ اور یہہ محال ہے کہ مطلق عین متعین اسطرح ہو سکے کہ مغایر اغیاری نہ رہے۔ اور اطلاق مطلق باطل ہو جائے۔ اور یہہ بھی محال ہے کہ متعین اسطرح عین مطلق ہو جائے کہ تغایر باطل ہو جائے۔ اسلئے کہ تعین کے بطلان سے متعین تعین فی الواقع باطل و زائل نہین ہوتا اگرچہ کہ شہوداً زایل ہو جیسے (فنافی اللہ) اگرچہ سالک تعین سے غافل ہو جاتا ہے۔ لیکن فی الواقع تعین مرتفع نہین ہو جاتا بقول شیخ اکبر کے (واجب الوجود کا وجود اور خلق کا وجود جدا سمجھنے والا مشرک ہے۔ اور کثرت مظاہر کو اوسکے منافی وحدت نہ سمجھنے والا موحد ہے) متکلمین اور فلسفہ کا قول ہے کہ واحد کا کثیر مین ظہور بدیہی استحالہ ہے۔ اوسکا یہہ جواب ہو سکتا ہے کہ کلی طبعی کثیر مین واحد کا ظہور کہان استحالہ بدیہی ہے۔ الغرض یہہ تو ظاہری الفاظی لباس ہے۔ اور یہ ایسی باتین ہین جسکو ذہن نے خیالی طور پر استخراج کیا ہے۔ اور ہم جس علم کے جانب اشارہ کرتے ہین وہ علم لفظی مباحثون سے تعلق نہین رکھتا ہے۔ اور اسکے مراتب ہی جُدی ہین

کیونکہ بالقوہ اور فی الامکان کئی انواع علوم جو ابتک خارج ہین موجود نہین ہوئے
اگرچہ کہ آدمی مین بالقوہ یہہ بات ہے کہ کسب سے حاصل کر سکے اور بہی ایسے
علم ہین جو کسی وقت خارج مین موجود تھے اور اب نابود ہو چکے ہین - اور بہی علوم
ہین جنکو بشر نہین جان سکتا خاص بعض ملایک مقربین اوس سے لذت پا سکتے
ہین ایسا ہی ہم جس علم کو تبلانا چاہتے ہین - اوسکا مفہوم محض لفظون کے معنون
پر اٹک رہنے سے دستیاب نہ ہوگا اگرچہ کہ تو عمر بہر حیرانی و پریشانی اختیار
کرے ہان جو لوگ الفاظ کے معنون پر اڑے ہوئے ہین اونکی رسائی وہین
تک ہے جیسے کسی کی رسائی شاہی باغ و محلات کے چار دیواری کے باہر تک ہوتی
ہے اندرونی نعمات و لذات سے اوسکو کچہہ نصیب نہین ہوتا - اے میرے پیارے
دوست اسرارات آیات قرآنی - و رموزات حدیث کی پہچان لفظون پر ہی
منحصر نہین ہے اے طالب غور کر تو اِس حدیث شریف کے مضامین پر جو فرمایا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - (قلب المومن بین اصبعین من اصابع
الرحمن) یعنی مومن کا دل خدا کی دو انگلیون بیچ دو انگلیون کے درمیان ہی جدہر چاہتا ہی پہیر تا ہی یہان انگلی
کی روح وہی ہی جو سرعت تقلیب کی قدرت ہے (ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
یعنے حق تعالے آدم کو اپنی صورت پر بنایا - اِس سے نادانون کو تشبیہہ کا
توہم ہوتا ہے - قلم : ید - وجہ - صورت - اِن مین جو اسرارات ہین
وہ نہایت غامض ہین جو شخص انگلیون کی حقیقت کو جان لیگا وہ دوسرے
تشبیہاتی الفاظ کو جان لیگا ظاہری معنون پر ہرگز نہ ٹہیریگا - اِس لئے اسگلے
لوگون نے کہا ہے کہ جو شخص علم ظاہر مین پکا اور رہے صفات بد اخلاق سے

پاکیزگی حاصل اور نفس سے مجاہدہ کیا ہو۔ اور نفس اوسکا صاحب ریاضت بنا ہو۔ اور وہ راہ خدا مین ثابت قدم ہو اور دنیا مین اوسکو کسی نمط کا حظ اور لذت باقی نرہے۔ اور حق جل شانہ کے سوا کسی چیز کی طلب نہو۔ باوجود ان سبکے عقل سلیم۔ فہم کامل اور ذہن ذکا رکھتا ہو۔ جن مین یہہ شرطین پائی نہ جاوین تو اوسکے ہاتھہ مین ان علوم کی کتابین دینا حرام ہے۔ جان تو ایطالب۔ اگر چاہتا ہے تو اسبات کے معلوم کرنیکو تو یہہ گنجینۂ مخفی قرآن عظیم ہی ہے۔ پس حاصل کر تو چشم بصیرت اور یہی بہلائی ہے تیرے لئے دونون جہان مین۔

فصل ہفدہم

ایعزیز حکماے متقدمین اور متکلمین ہنے از روے عقل موجودات کی تقسیم تین طرح پر کی ہے جسمین ایک ممتنع الوجود ہے۔ جو کسی تصور سے بھی عقل اوسکے وجود کا اثبات نہین کر سکتی کیونکہ وہ عدم محض ہے۔ جیسے شریک باری۔ پس جو شے محال ہے اوس سے بحث کرنا خالی از وقت نہین۔ اِس سے قطع نظر ہی انسب اور اولے ہے تو اب صرف دوہی قسمین رہین۔ اونمین سے ایک وہ موجود ہے جسکا وجود عین اسکی ذات ہے یعنے بذات خود موجود ہے۔ جس مین انفکاک شے کا اوسکے نفس سے تصور نہین ہو سکتی۔ برحق وہی وجود مطلق ہے یعنے واجب الوجود۔ دوم وہ موجود جسکا وجود مغایر اوسکی ذات کا ہے اور مستفید بالغیر۔ اور وہی ممکنات موجودہ ہین اور یہہ یاد رہے کہ مخلوق کے لئے ذات اور وجود مترادف الفاظ اور متحد المعنی نہین ہو سکتے اسلئے کہ ذات اور وجود مین تفاوت بین اور تفارق

اجتل معلوم دیتا ہے - ہر مخلوق تاوقتیکہ وجود اُس سے منضم نہو کسی شئے کے نام
سے وہ موسوم نہین ہوتا جیسے بظاہر انسان یا حیوان وغیرہ جسم و روح سے مرکب ہین
اگرچہ کہ بغیر روح کے بھی وہ انسان یا حیوان ایک مختص زمانے کے لئے انسان یا حیوان
کہلائیگا - مگر قالب بے روح ہر انفکاک ہستی کے ساتھ ساتھ عدمیت کا اطلاق ہوجائیگا اور انفکاک ہستی زمانی
یا غیر زمانی مکانی یا غیر مکانی بالفعل یا بالقوہ پایا جاتا ہو تو لازمہ ذات ہے اور مع التصور بھی ممکن ہے اور یہان صوفیہ کا ایک
طریقہ بھی ہے اور روح کے لئے محل قالب تو ضروری ہے - پس اس سے یہی
نتیجہ نکلتا ہے کہ ذات اور وجود مین مغایرت کی وجہ سے انفکاک ممکن ہے -
پس جو چیز مغایر وجود ہوگی وہ بر مذہب متکلمین ممکن ہی ہوگی - اور جو ممکن ہوگی اوسکا
وجود بھی مقید بعدم ہوگا - ایطالب تو ہمارے اوپر کے بیان مین غور کریگا تو ممکن
کے وجود کا شبہہ دور ہوجائیگا - ان ممکنات مین ایک اور بات بھی پائی جاتی ہے
جو بہت باریک اور ادق اور نہایت گہری ہے تاہم ذرا غور سے سمجھ اور وہ یہ
ہے کہ ممکن الوجود کے دو طرف ہین یعنے موجود تو ہے مگر بذات خود نہین -
(کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ) اس کے
مفہوم پر ذرا تامل کر کہ وہ کیا ہے العزیز اسبات کو جان کہ ایک طرف ممکن کا (کُلُّ مَنْ
عَلَيْهَا فَانٍ ہے) چونکہ وہ بذات خود موجود نہین ہے - اور طرف ثانی (وَّيَبْقَىٰ
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ہے) اسوجہ سے کہ فرمایا رب العزت نے
(انما قولنا لشیء اذا اردناه ان یقول له کن فیکون) پس اس سے
صاف ظاہر ہے کہ وہ ایک محض ارادہ ہی ارادہ ہے - جسکا اظہار صرف وہ ایک
حکم بے صوت اور بے شکل لفظ (کن) ہے اور اسپر سبکو اتفاق ہے کہ ارادہ اور حکم

تابع مشیت ہے۔ اور ہمیت اور حکم الٰہی سوائے بقائے مطلق کے فنا اور عدم کو
قبول نہین کرتا ورنہ قرآن مجید فرقان حمید کو عالم خلق سے ماننا پڑیگا۔ حالانکہ قران مخلوق
نہین ہے۔ ہان حروف اور اصوات بیاض۔ و قرطاس کے لحاظ سے حادث ہے
ایسا ہی صور عالم اور اشکال بھی از راہ حقیقت علم اللہ مین موجود اور حکم و ارادہ سے
ظاہر ہین۔ تو اس سے ہمارا مطلب نکل آیا کہ ممکنات کا ذو الوجہین ہونا جو ہمنے بیان
کیا ہے وہ ثابت ہے پس جمیع صوفیاے کرام نے یہہ جو فرمایا ہے کہ ارادت موجبہ سے تو
واجب ہے اور بذات خود ممتنع ہی صحیح ہے۔ کیونکہ جو ممتنع ہے وہ عدم محض ہے
او جو واجب ہے اوسکا ظہور بھی واجب ہے۔ ایعزیز توحید کو متکلمون نے صرف
اتنا ہی جانا کہ غیر معبود کی نفی کی حالانکہ ممتنع الوجود یعنے شریک باری محال جانتے
ہین۔ کیا وہ اگر چشم بصیرت سے دیکھین تو اونکو یہہ کشف ہو جائے کہ وجود عالم کا
اقرار کرنا گویا وجود محال اور ممتنع کو ثابت کرنا ہے۔ جبکہ واجب الوجود بجز ایک ذات
کے اور اوسکا ممتنع ہے تو وجود عالم بھی ممتنع ہے۔ اور جو کچھہ کہ احساس ہو رہا ہے
وہ ممکن ہے اور ممکن بغیر ارادۂ واجب کے عدم ہے۔ اور ظہور بھی وہی ارادت
موجبہ ہے چونکہ ممکن تو بخود نہین ہے یا تو با اوست ہے۔ بلکہ ہمہ اوست ہے۔
(چنانچہ) (وجوہٌ یومئذ ناظرۃ الیٰ ربہا ناظرہ) وارود صادق ہے
اس موقع پر ہم اوس نقل کو بجنسہ نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین جو مسعود بیگ رضی اللہ
عنہ نے مرآت العارفین مین لکھا ہے۔

حکایت۔ مجذوبے متکلمے را پرسید کہ معبود بغیرش درست است یا نہ۔ گفت
نہ۔ گفت معبود طرف مغرب است۔ گفت نہ۔ گفت طرف مشرق۔ گفت نہ۔

گفت طرف شمال۔ گفت نہ۔ گفت طرف جنوب است۔ گفت نہ۔ گفت بفوق است۔
گفت نہ۔ گفت در تحت است۔ گفت نہ۔ گفت بیرون عالم است۔ گفت نہ۔ گفت
درون عالم است گفت نہ۔ گفت وراے این امکنہ مکانے دارد۔ گفت نہ۔ گفت
متصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت منفصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت پس خوش باش
نہ توئی نہ من نہ جان است نہ تن کہ ہمہ بے ہمہ اوست۔ یعنی تا در نظر تو تو موجودی او مفقود
است وچون در نظرت او بموجودی جلوہ کند خود را بکلیت مفقود یابی۔ واگر با وجود
خود را موجود گوئی آنچہ در سابق نفی کردہ ہمہ اثبات یابد کہ دو وجود را بایکدیگر یا انفصال
بود یا اتصال۔ واتصال وانفصال اقتضار جہت کند وجہت مکان ثابت گرددو
مکان بے دخول وخروج نباشد وآن خلاف توحید بود (تعالی اللہ عن ذالک علوا
کبیرا) در اثبات یک وجود میان متکلمان ومخففان اختلاف نماند زہے مجذوبے کہ
بدلیل معقول متکلم را ساکت کرد توحید نہ آنست کہ حق را یگانہ دانی۔ بلکہ توحید آنست کہ با حق
یگانہ باشی۔

العزیز۔ بچا ہو تو اولیار کرام کے عقاید پر طعن کرنے سے۔ او رمانگ تو اللہ سے اوس چیز کو
جو عطا فرمایا اپنے پیارے بندون کو۔ شاید ہووے تیری کار برآری۔ اور دور ہو تیرے
دل سے باطل اور ظاہر ہو تجہپر حق۔ اور گہیر لے تجھے رحمت الٰہی چہار طرف سے۔

فصل ہجدہم

جان تو ایطالب۔ حاسدون نے ایک سیدہی سادہی بات کو ناحق پیچیدگیون مین ڈالکر
صوفیائے کرام پر اتہام کی بوچہار کو اپنا شعار اور راستبازی کی دلیل تبلا کر اپنی علم دانی کا چرچا

گراتے ہین۔کوئی کہتاہے کہ علم تصوف دہریون اور فلسفیون سے سیکہاہے اونکے استدلال
اور براہین بہی اوسیکے موافق ڈہلتے ہین۔کوئی کہتاہے کہ صوفی ملحد اور مشرک ہین۔کوئی کہتاہے کہ
شریعت مطہرہ کے باہر صوفیونکا مسلک ہے۔کوئی کہتاہے کہ کتاب وسنت کو صوفیان
نے چھوڑ دیاہے۔کوئی کہتاہے کہ آیات محکم اور نص ظاہر کو چھوڑ کر متشابہات مین پہنسا
ہوا فرقہ صوفیونکاہے۔کوئی کہتاہے کہ صوفی ظاہر معنون سے اباکرکے تاویل کیطرف
جاتے ہین۔اور کوئی کہتاہے کہ علم تصوف داخل دین کب ہے۔بہرصورت صوفیاے
کرام پر کسی نہ کسی پہلو سے ایک ذہنی بات تراش کراونپر افترا اور تہمت لگاتے ہین اور
یہہ کل آفات اون بچارون پر محض اسوجہ سے ڈہائے جارہے ہین کہ اونہون نے
(وحدۃ الوجود) کا لفظ کیون کہا۔واقعی دنیاکو کسی پہلو قرار نہین جہوٹ پر تو طعن ہوناہی
چاہیئے مگر یہان سچ بولنے والون پر بہی صدہا اعتراضات ہورہے ہین۔سچ ہے کہ
نفسانی خواہشات اپنے غیر کی تعریف کو ہرگز پسند ہونے نہین دیتے انصاف کی
آنکہون پر پردے ڈال رکہے ہین۔جن لوگون کے نزدیک صوفیہ کا مذہب اور
دہریۂ فلسفہ کا مذہب ایک ہے۔کیا اونہون نے اوسکو بہی نہین دیکہاکہ پرانے
فلسفہ اور دہریہ شروع ہی سے خداکے وجود کے منکر ہین برخلاف صوفیاے کرام کے
کہ وہ خداکے سواکیسکے بہی وجود کو مقدم نہین رکہتے۔اور جو لوگ صوفیونکو مشرک
اور ملحد کہتے ہین کیا کسی نے دیکہاہے کہ کوئی صوفی کسی بت کو اپنے روبرو رکہکر
پوجاہے۔اور جنہون نے یہہ تصور کیاہے کہ صوفیہ شریعت مطہرہ سے باہر
ہین تو کسی نے یہہ نہین تبلایا کہ اونکا وہ کونسا عمل خلاف شرع شریف ہے۔اور
جو اپنے زعم مین یہہ کہتے ہین کہ کتاب وسنت کو صوفیہ نے چھوڑ دیا بہلا وہ یہہ تو

بتلایئن کہ صوفیون نے خلاف کتاب و سنت حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہان ٹھرایا ہے - اور فقہی کونسی کتابین اہل سنت جماعت کے مذہب کے خلاف تدوین کی ہین - اور جو یہہ کہتے ہین کہ آیات محکمات اور نص ظاہر کو چھوڑکر صوفیہ متشابہات مین پھنسے ہوئے ہین یا ظاہر معنون سے ابا کرکے تاویل کے جانب دوڑتے ہین اونہون نے یہہ ہی تو بتلایا ہوتا کہ خدا اور رسول - قرآن شریف - جزا - سزا - حشر اجساد وغیرہ ایمان کے لئے جو احکام وارد ہین یا روزہ - نماز - حج - زکواۃ وغیرہ کیلئے جتنے احکام ہین اہل سنت جماعت کے خلاف کونسی تاویل کی اور کونسے نص ظاہر سے اولٹا عمل کیا کرنیکے لئے کہین کسی کتاب مین لکھا - جب ایسا نہین ہے تو صوفیائے کرام کو برا کہنے والے بیشک جھوٹے اور مفتری ہین - صوفیہ کے عقاید کو مبطل کرنیکی اونکی یہہ کوشش سعی ناشکور ہے -

الغرض جب تجہہ مین اور صوفیہ مین اس مسئلہ کے نسبت نزاع ہی واقع ہوئی ہے اور تو چاہتا ہے کہ قرآن عظیم ہی کے نص صریح سے استدلال ہو تو چل تو اس طریقہ پر جیسا کہ فرمایا رب العزت نے (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) اے طالب مولا اگر تجہے اپنی علم دانی اور قرآن فہمی کا دعوے ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق چلنے کا زعم رکھتا ہے تو کیا تو نے - ام الحدیث کو بھی نہین دیکھا جو بخاری اور مسلم مین موجود ہے بلکہ سارے محدث اوسکی صحت مین متفق اللسان ہین - ایمان اور اسلام کے بعد احسان کا جملہ کیا ہے - جسکی تفہیم اور صراحت خود سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعبد اللہ کانک تراہ) سے فرمادی یعنے اللہ کی اسطرح عبادت کرے کہ جیسے اوسکو دیکھہ رہا ہو - اے معترض تجھکو اوسی خدائے بے مثال وحدہ لاشریک کی قسم

بلا تاویل عرب کی لغت پر اسکا سچا معنی کر کہ (کانک تراہ) جیسے کہ اوسکو دیکھہ رہا ہو۔ تو خدا کو
اِن آنکھوں سے دنیا مین دیکھنے کو کیا باور کریگا۔ اقرار تو کر ہی نہین سکتا۔ انکار کو بھی گنجایش
نہین۔ بھائیجان یہ یاد رکھو کہ عقاید کیلیے جتنے احکام قرآن عظیم اور حدیث شریف سے
سناوگے یہہ اوسی ام الحدیث کے جملہ اولی مین داخل ہین۔ اور اعمال کے نسبت جملہ ثانی
موجود ہے جملہ ثالث اگر تمہارے نزدیک صحیح نہین ہے تو اِس جزو کو حدیث سے
خارج کردو اور اگر صحیح ہے تو اب کوئی اوسکے قریب قریب قرآن شریف سے استدلال
لاؤ۔ بغیر کسیکے سمجھائے کے قرآن آپ خود ہی سمجھتے ہین تو برائے خدا بلا تامل اوسکی
تطبیق مین کسی آیت شریف کی تلاوت فرمائی کہ جس نص صریح اور آیات محکم سے اوس
واجب الوجود (وحدۃ الوجود) کا دیکھنا اس دنیا مین ان آنکھوں سے ثابت ہو۔ یہان بغیر سکوت
کے تمکو کوئی چارہ نہین۔ ہان اس حدیث شریف سے اوس فریق کو بھی جواب ملگیا جو
تصوف کو خارج از دین بتلاتا ہے بلکہ اوسکو یہہ یقین کر لینا چاہیے کہ تصوف عین دین
اور اصل دین ہے۔ اے عزیز اگر چاہتا ہے تو (کانک تراہ) کے معنوں کو معلوم
کرنا تو حسب ارشاد جناب باری (فسئلوا اھل ذکر ان کنتم لاتعلمون) یعنے
سوال کرو تم اہل ذکر سے اسلئے کہ تم جانتے نہین ہو۔ تو ڈھونڈ تو (العلماء
ورثتہ الانبیاء) کے سینوں سے جو دوست ہین اللہ غالب اور برتر کے اور
خدا کے دوستوں کی پہچانت بھی خدا ہی سے پوچھہ پس فرمایا رب العزت نے
(الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ہ الذین
آمنو کانو یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ لاتبدیل
لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم) ترجمہ۔ جان تو تحقیق دوست

خدا کے یعنی ڈر اوپر اونکے نہ وہ غمگین ہونگے جو لوگ کہ ایمان لائے اور تھے پرہیز
گاری کرتے واسطے اونکے ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہین
بدلتا کلام خدا کے کو یہہ ہی مراد پانا پڑا۔

رب العزت نے تو اولیا اللہ کی تعریف کی اور اونکو مکاید اور شداید
پہونچنے سے بیخوف کیا اور مطالب اور مقاصد فوت ہونے سے اونکو غمناک
نکرنیکا وعدہ فرمایا۔ ان اسباتکو یاد رکہہ کہ بزرگان دین محبان خدا نے خدا کی راہونکے
بتلانے مین باتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعضون نے جہاد کیا اور دین کی ترقی کی اور
بعضون نے اجتہاد کیا مسائل اسلام کو ہمپر آسان کردیا۔ کسی نے قرآن شریف کی تفسیر کی
اور ہمکو اوسکے نکات سے آگاہ کیا۔ اور کسی نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو
جمع کیا اور ہمکو بے خبری سے خبردار کیا۔ بہرصورت کسینے ایمان کو تبلایا عقاید کی کتابین
تصنیف کین کسی نے اسلام بتلایا اور ہمارے رفتار تمدن اور فرایض وسنن کی
اصلاح کی اور کسی نے تہذیب نفس کے علوم ہمپر کہولے بات یہہ ہے کہ شاید تجہے
اولیاء اللہ کے معنون کے سمجہنے مین غلطی ہوئی جب تو تو اولیاء اللہ پر اتہام شرک وغیرہ
کا دہرتا ہے معاذ اللہ وہ ایسے نہین ہین جیسے تیرا خیال ہے صاحب عین المعانی نے
لکھا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہین جنکی ملاقات سے خدا یاد آوے۔
صاحب بحر الحقایق نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ سے وہ لوگ مراد ہین جو اپنے نفس کے
دشمن ہون یعنے خدا کی محبت مین اپنی نفس کشی کرین اور کشف الاسرار مین لکھا ہے
کہ اولیا اللہ کی یہہ صفت ہے کہ وہ لوگ عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہین اونکا
ظاہر تو احکام شرع سے آراستہ ہے اور اونکا باطن انوار فقر سے پیراستہ۔ **مثنوی**

رخش زہیدان ازل تاختہ | گوئے زچوگان ابد باختہ
معتکفان حرم کبریا | شستہ دل از صورت کبر وریا
راہ نوردان شکستہ قدم | رازکشایان فسر وبستہ دم

اور بعضون سنے یہ کہا ہے کہ اولیا اللہ وہ لوگ ہوتے ہین جو خدا کے واسطے باہم دوستی کرین اور اپنے قول کی تائید اور تصدیق اس کلام سے کرتے ہین (وجبت محبتی للمتحابین فی) واقعی یہی اولیاء اللہ ہین جنکو سخت مقامون مین کچہہ خوف نہین ہے اور قیامت کے ہولون سے وہ غمگین نہونگے۔ بعضون کے نزدیک پرہیزگار اولیا اللہ ہین اس دلیل سے کہ حق تعالیٰ اونکی صفت مین فرماتا ہے کہ اولیا اللہ وہ لوگ ہین جو ایمان لائے اوس چیز کا جو خدا کے پاس سے آئی اور پرہیزگاری کرتے ہین اوس چیز سے جو خدا نے حرام کی اونکے واسطے خوشخبری ہے زندگی دنیا مین یعنے وہ خوشخبری جو رسول علیہ السّلام کے زبان سے اونکے باب مین گذری۔ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ اچھے خواب ہین جو مسلمان اپنے حق مین دیکھتے ہین یا کوئی مسلمان کسی مسلمان کے واسطے دیکھتا ہے اور ایسے خوابون کو بشرات یعنے اچھی خبردی ہوئی کہتے ہین یا مرتے وقت مسلمانون کو ملائکہ جو خوشخبری دیتے ہین اور تبیان مین لکہا ہے کہ خوشخبری یہ ہے کہ مسلمان بہشت مین اپنی جگہہ مرنیکے قبل دیکہہ لے اور مدارک مین لکہا ہے کہ خوشخبری سے مراد اون مسلمانون کے ساتہہ لوگونکی محبّت اور اونکی نیکنامی ہے اور اونہین خوشخبری ہے آخرت مین اور وہ اونپر ملائکہ کا سلام ہوگا۔ سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ دیدار الٰہی کا وعدہ دنیا مین خوشخبری اور عقبیٰ مین سرفرازی کا خلعت۔ یہان مجاہدے کا سرور وہان

مشاہدہ کا نور۔ یہان صفا اور وفا۔ وہان رضا اور لقا ہے

از نعمت این جہان ثنائے تو بس است — وز دولت آنجہان لقائے تو بس است

پس کیا خیال کرتا ہے تو ایطالب اون بزرگون کے حق مین جنکو ہم اولیاء اللہ سے تعبیر کرتے ہین کیا یہہ لوگ لکڑی پتھر مٹی کو معبود تصور کر کے اوسکی عبادت کرینگے۔ اور کیا ہم اونکو صوفی اور محقق اور موحد تصور کرینگے جو معبود حقیقی کے سوا بت پوجین معاذ اللہ اونکی شان مین ایسا خیال کرنا اونپر محض افترا اور تہمت باندہنا ہے۔

ہان شاید اب تو یہہ سوال کریگا کہ جب صوفیہ پابند توحید اعلی ہی ہین اور اوسکے پانیوالے بہت ہی کم ہوا کرتے ہین تو صوفیہ جنکو بزرگ مانتے ہین تو اونہون نے (لیس فی جبیتی سوی اللہ) سبحانی ما اعظم شانی) انا الحق وغیرہ وغیرہ کیون کہا۔ اور جب بات بری نہین تھی تو اوس زمانے کے علما اور پاشاہان وقت نے اونکو سزائین کیون دین۔ اور جبکہ اون بزرگوارون نے حقیقت حال ہی کہا تھا تو پہر خود ہی اپنے جرم کا کیون اقرار کیا۔ فرعون (انا ربکم الاعلی) کہکر تمام دنیا کے نزدیک اشد کافر ازلی کیون قرار دیا گیا۔

تو اون باتون کو پوچھتا ہے جو ایک وقت مختص کیلئے ہوا کرتی ہین جنکا اثر دامی نہین ہوا کرتا حالانکہ وہ افعال اوسیوقت کیلئے مجبورانہ ہوا کرتے ہین کیا جانتا ہے تو غشای صلب اور غشائی لین کو جو قحف کے باطنی حصے اور نغز دماغ سے ملحق ہین۔ کیا ہوتا ہے حال اوس شخص کا جبکہ اون جہلیون مین سے ایک یا دونون متورم ہو جایا کرتی ہین۔ یا جبکہ الجزہ مظلمہ کسی عضو سے اونکے دماغ کو مظلم کرتے ہین۔ یا الجزہ غلیظہ شدت حرارت واحتراق کی وجہ سے اعضاء سے متصاعد

ہوکر جوہر دماغ کو متالم کرتے ہین - اور کیا تجہے یہہ معلوم نہین ہے جبکہ وہی بخارات روح نفسانی کو چکر دینے لگتے ہین تو کیون ہر چیز آنکہون کے آگے گردش کرتی نظر آتی ہے - اور کیا نہین دیکہا تو ایسے شخص کو جسکی طبیعت مرض کے ساتہہ مقابلہ اور باہمی مجادلہ کرتی ہے جسکو (بحران) کہتے ہین -

العزیز تعصب کو چہوڑ کر انصاف سے کہنا ہمنے جن امور کا ذکر کیا ہے اون مین سے جب کبہی کسیکا غلبہ ہوجایا کرتا ہے تو کیا کیا نہین سنتا تو اون کے منہہ سے نکلتے ہوئے الفاظون کو اور کیون نہین ماخوذ کرتا تو اون کو اون باتون کے جرم مین -

پس اسلیئے تو حرف گیر نہین ہوتا کہ اوس شخص کے وہ افعال و اقوال ارادی نہین - سببی اور عارضی ہین تو کیون نہین خیال کرتا تو اوپر کہ اون بزرگوارون سے جو باتین سرزد ہوئین وہ شاید اوسی قسم سل سے ہون - اسلیئے کہ وہ اپنی حالت سے اوس وقت خاص کیلیئے بیخود اور مجبور ستہے - ہان اسکا خیال رہے کہ ان دونون مین فرق بین ہے - فریق اولے کو مرض لاحقہ بیخود اور دیوانہ بنا دیتا ہے جس سے اون کے کلام ہزیانی کہلاتے ہین - برخلاف اوسکے بزرگان دین کے یہان نہ تو مرض ہی ہوتا ہے اور نہ وسوسہ شیطانی بلکہ اون کو تو وفور فیضان الٰہی اور غلبہ کثرت تجلیات رحمانی بیخود اور مدہوش بنا دیتے ہین - فریق اولے اگر دیوانے مجنون اور بیخبر ہین تو فتور دماغ کے باعث - اور نہین ہین بزرگان دین دیوانے غافل اور بیخبر مگر دنیا سے جیسا کہ اونکے اس دعائیہ کلمہ سے مترشح ہوتا ہے -

مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی   در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت

اور یہ فرق قریب قریب اوسیکے ہے جیسا کہ یہ عقیدہ ہے کہ انبیا علیہ السلام کے خرق عادت کو (معجزہ) کہتے ہین - اور اولیا اللہ سے کوئی افعال ایسے ہی سرزد ہون تو (کرامت) کہی جاتی ہے - اور غیر مومن سے کوئی فعل ویسا ہی ہو تو (استدراج) کہا جاتا ہے - واقعی دنیا سے غافل اور اللہ سے شاغل بھی لوگ ہین جنکو ہم اولیا سے تعبیر کرتے ہین - کیا نہین سنا تو اسکو کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - حدیث نکال لو تیر پیر سے علیؑ کے جبکہ وہ نماز مین ہون اسلئے کہ نہین ہوتے ہین وہ مصلے پر اگرچہ کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ مصلہ ہی پر ہوتے مگر عشق خداوندی مین ایسے مستغرق رہتے تھے کہ اونکو مافیہا کی کچھہ خبر ہی نہین رہتی تھی - پس سردار دو عالم کا ارشاد اسلئے تھا کہ نماز مین علی کے پیر سے تیر نکالا جائیگا تو اونکو مطلق درد محسوس نہو گا - سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعبد اللہ کانک تراہ) واقعی یہی کیفیت اور حالت ہے برگزیدہ لوگون کی جبکہ وہ حضوری خداوندی مین ہوتے ہین تو بظاہر کسی قسم کی بھی حس اونمین باقی نہین رہتی - الغرض سچ کہنا کہ ایسے حالت مین کب وہ اپنے افعال پر قادر رہتے ہین - بلکہ وہ مجبور اور مجبور محض ہو جاتے ہین - کیا تو یہہ بھی نہین سُنا کہ عشق مجازی کے غلبے نے مجنون کو ایسا از خود رفتہ کر دیا تھا کہ ہر دم وہر لحظہ ساری دنیا اوسکی نظرون مین ہر سو لیلی ہی لیلے کی تصویر تھی - تو کیا تو خداوند کریم کے فیوضات کی تاثیر کا اتنا بھی عقیدہ نہین رکھہ سکتا - (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ) اور ہمہ اوست) کا کہنا بزرگان دین پر صادق آنے مین کیا کلام ہے - الغرض بلحاظ وقت اکثر ایسے امور خواہ نخواہی ہی کرنا پڑتے ہین جو بظاہر عوام مین شورش کا موجب ہوا کرتے ہین - حالانکہ وہ افعال مصلحت ہی پر مبنی ہوا کرتے ہین -

جیسے کسی شخص کے اسہال ۔خونی ۔ یا صفراوی ۔ یا بلغمی ۔مثل اسہال کبدی یا معدے یا معوی آتے ہین تو طبیب مسہل ہی دیگا تاکہ اسہال پر اور سا سہال ہون ۔اگر کسی کے عرق آتا ہے تو اور عرق آور دوا دیجاتی ہے کثرت پیشاب کی حالت مین اور مدرات ہی دینگے ۔ اگر قے ہوتی ہو تو اور مقیات ہی دینگے ۔حصبہ یا شرا جدرے یعنے چیچک ۔گوبری ۔سیتلا ۔ وغیرہ مین گرم ہی ادویات کا استعمال کیا جاتا جو بظاہر بالکل خلاف معلوم دیتا ہے ۔بہر حال ہر ایسے بحرانی امراض مین اولٹا ہی علاج ہوتا ہے تب بھی معالج پر کوئی اعتراض نہین کرتا (ماشا اللہ) اعتراض کے لئے اولیاء اللہ ہی موزون کئے گئے ہین جو صرف ایک کلمہ وحدۃ الوجود کے کہنے کے عوض جسکا مفہوم بظاہر سمجھ مین نہین آتا صدہا طعن کئے جاتے اور ہر طرف سے کفر کے فتوے پر فتوے سنائے جاتے ہین حالانکہ وہ اہل قبلہ سے ہین ۔ انتظام مملکت ہی کو دیکھ جب کبھی کسی نئے شہر اور ملک کے فتح ہونیکے بعد تہوڑی دیر کے لئے قتل عام اور لوٹ کا حکم دیدیا جاتا ہے جس مین ہزارون جانین تلف ہو جاتی ہین اوسوقت خطا اور بےخطا کے جانب کوئی نہین دیکھتا صدہا خانمان برباد ہو جایا کرتے ہین ۔ ایسے افعال گو بظاہر ظلم معلوم دیتے ہین مگر دراصل یہ انتظامی مصلحت ہے جو دائمی بھلائی اور ہمیشہ کی بدنظمی اور شورش فتنہ اور فساد کے انسداد کا باعث ہوتے ہین ۔

الطالب کیا خیال کرتا ہے تو خضر علیہ السلام کے اون کامون کو جو غریب کی کشتی کو توڑ کر غیر کے نقصان کو جایز رکھا ۔ اور بے خطا لڑکے کو قتل کر کے خون ناحق کیا ۔ اور بےضرورت دیوار بنا کر اپنا وقت ضایع کیا ۔پس

کیا حکم لگاتا ہے تو اوسکے ظاہر پر (قرآن عظیم کے مقابلہ مین -)

خبردار خبردار ان مثالون کے مفہوم مین نہایت غور نظر کے ساتھ ادب کو پیش نظر رکھکر استعمال کر گستاخ اور بے ادب نہو - مثالین اسلئے نہین ہوا کرتین کہ تارک حفظ مراتب بنائین بلکہ وہ اسلئے ہین کہ ذہن مین اصل مطلب کے جاننے کا ذریعہ اور راہ ہون -

الغرض ایسے افعال کی جب عام طور پر نظیر نہین لیجاتی اور وہ امور قابل بازپرس بھی نہین ہوا کرتے اور عوام اوسپر استدلال کر کے ویسا عمل نہین کرسکتے تو کیون نہین خیال کرتا تو اسپر کہ اون بزرگوارون کے وہ افعال بمقتضائے وقت کے لحاظ سے تھے جنکی مصلحت اور عمدہ نتایج کو وہ خوب سمجھے ہونگے مصداق اسکے کہ (مصلحت خویش خسروان دانند) -

کیا استسقا کے بیمار کو ہی نہین دیکھا کہ اوسکے روبرو کثرت تشنگی سے دریا قطرے ہی کم معلوم دیتا ہے - ایسا ہی عاشقان خدا کے روبرو ساری دنیا قطرہ بھی نہ معلوم ہو تو کیا عجب اور انوکھی بات ہے -

جوع الکلب کو دیکھہ کہ کتنا ہی کھلادو پھر بھی وہ کہتا ہے کہ کچھہ کھایا ہی نہین پیٹ خالی کا خالی ہے - پس کیون حیرت اور گرفت نہین کرتا تو اونکے عمل اور اقوال پر - ایسا ہی صوفیہ بھی محبت عشق الٰہی مین ایسے گرسنہ ہین کہ باوجود اسکے کہ تو کہتا ہے کہ ساری دنیا کو وجود ہے اور وہ کہتے ہین کہ دنیا خالی فقط ذات باری ساری ہے -

ہان جنہون نے اونکے نقل پر فتوے دیا وہ علمائے ظواہر سے تھے

اسلیے کہ اون کی نظر اوس گہرائی کی تہہ تک نہین پہونچی تھی۔ کیا تو اون علمائے ظواہر کو موسی علی نبینا علیہ السلام پر فضیلت دیگا جنپر توریت نازل ہوئی ہے جنکو چالیس اونٹ اوٹھاتے تھے جس کو خداوند کریم نے اپنے کلمہ کی اونگلی سے لکھا۔ جو حدیث سے ثابت ہے۔ کیون اعتراض کیا تھا اونہون نے خضر علیہ السلام پر) العزیز یہہ نہایت نازک باتین ہین جنکو ہمارے عقول ضعیفہ پا نہین سکتے۔ اسلیے برائے خدا اتنا ہی کر جیسا کہ اطبا۔ چیچک۔ گوبری۔ سیتلا۔ ذکام وغیرہ وغیرہ امراض مین طبیعت کو مدبر و مصلح بدن سمجھ کر چند سے علاج سے درگذر کرتے ہین اور طبیعت ہی پر چھوڑ دیتے ہین۔

پس ایسا ہی چھوڑ دے تو اون بزرگوارون کو اون کے حال پر کہ وہ مصلح دین ہین۔ زہد۔ تقوے۔ ورع۔۔ اونکا بہت بڑہا ہوا ہے۔

اگر تو اونکے اقوال کی تاویل نہین کر سکتا ہے تو کیو نہین خیال کر لیتا تو کہ وہ اقوال شطحیات اور سکر سے ہین۔ اور ہونا ہی چاہئے کیونکہ یہان تجلیات الٰہی کا فیضان ہے۔ کیا نہین دیکھا تو کہ کیا گذرا تھا موسی علیہ السلام پر جبکہ کہا موسی نے (رب ارنی انظر الیك) فرمان باری (لن ترانی) صادر ہوا حالانکہ دل کے قوی کرنیکے لیے پہلے مخلوقات ظاہر کیگئی بعدہ صواعق ورعد و برق نے ہر چہار طرف سے چار چار فرسنگ تک (مدین کے اوس بڑے پہاڑ کو گھیر لیا تھا۔ آسمانون کے فرشتے باآواز بلند نمودار ہوئے تھے اوسکے بعد عرش کے نور کے ساتھہ ہی ساتھہ پہاڑ پھٹ پڑا اور موسی بیہوش ہوگئے۔ عبد السلام اور کعب الاحبار کا بیان ہے کہ بقدر سوراخ سوزن

ہوئی تھی سدّی نے کہا کہ مقدار خنصر۔ سہیل بن ساعد سے روایت ہے
کہ ستر ہزار پردون مین سے بقدر درہم نور ظاہر فرمایا (خرّ موسیٰ صعقا)
ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے (فلمّا تجلّی ربّہٗ للجبل) اور خنصر تبلائے۔ واقدی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ جب موسیٰ گرے تو آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا
سوال رویت کیا ہوا۔

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر ذرا انصاف سے کہنا کہ نزول
وحی کے وقت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کیون
کملی اوڑا کر دبایا کرتے تھے۔ اونٹنی گھٹنوں کے بل کیون بیٹھ جاتی تھی۔

بات یہ ہے کہ بھاری ہے یہ کام جسکا سنبھال بہت مشکل اور مشکل تر ہے
اور نہین حاصل ہوتین یہ نعمتین مگر جسکو اللہ چاہے اور وہی ہوگا دوست اوسکا
فرمان بردار۔

فرعون کا فرا اسلئے ہے کہ وہ ایمان کے چمکیلے روشن میدان مین
قدم نہین رکھا تھا اور مرا وہ کفر پر خود پرستی کے ساتھ۔

پس کیا نسبت ہے اوسکو دینداروں سے۔

رہا یہ امر کہ اون بزرگواروں نے اپنی خطا کا اقرار کیون کیا یہ کوئی تیرا سوال
نہین اسلئے کہ معشوق کے افشائے راز کی سزا قبول کرنا بھی تسلیم و رضا ہے۔
اسکی کیفیت کسی عاشق مجازی سے پوچھ۔

ہان لوگون کا یہ خیال کہ مسئلہ وجود کے موحد حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ

علیہ ہین اسلئے علما اونکے کفر پر تولے ہین۔

یہہ تیرا خیال بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ مسئلہ تو ابتدا ہی سے ہے ہان شیخ نے یہہ ضرور کیا ہے کہ علم تصوف کے رموز واسرارات کو بالبواری وفصل واری سمجہایا ہے۔ لوگ اگر اونکے کفر پر فتوے دیئے ہین تو اس کہنے سے تیرا کیا مطلب حاصل ہوسکتا ہے اسلئے کہ علمائے ظواہر کا علمائے باطن پر طعن کرنا ہی قاعدہ کی رو سے صحیح نہین ہے کیونکہ اوس فن کے ہی نہ تھے۔ الزام دینا تو اوسیکا قابل وثوق ہوگا جو ماہر فن ہو۔

قطع نظر اسکے شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ہی پر کیا موقوف ہے بخاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو لوگون نے کافر کہا۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو صاحب الرائے بولے۔ انبیا علیہم السلام کو ساحر اور مجنون کہا۔ قرآن عظیم کو (اساطیر الاولین) کہا حاسدون نے خدا کو بھی تو نہین چھوڑا۔

قیل ان الالہ ذو ولد — قیل ان الرسول قد کہنا
مانجا اللہ والرسول معًا — من لسان الوریٰ فکیف انا

تو بیچاری اہل وجود یہ کس شمار وقطار مین۔ عوام کے ایسا کہنے سے اونکی بزرگی مین کچہہ دہبہ نہین آسکتا۔ اسلئے کہ خدا کے دوست وہی ہوتے ہین جو ہمیشہ تو مۃ لائم مین رہا کرتے ہین۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کو حق کہنے والا گروہ ایمان اور اسلام سے آگے بڑہکر احسان کی منزل مین قدم رکہا ہے جنہون نے تہذیب نفس کے علوم کو مدون کیا ہے پہلے تو اونکے تصنیفات کو دیکہہ کہ روحی امراض کے وہ کیسے معالج ہین اونکے حالات پر غور کر کہ وہ ایمان اور اسلام مین بہت پکے رہے ہین اور محبت الٰہی کی

دریا مین اپنے کو غرق کر رہے تھے۔ اے میرے پیارے دوست ہو جا تو بھی عامل (نعبد اللہ کانک تراہ) کے حکم کا اور یہہ یاد رکھہ کہ نہین ہے مسئلہ وحدۃ الوجود کی حقیقت کا راز ملتا ہے۔ جس کی تطبیق مین قرآنی آیاتین موجود ہین۔ مدارج کے لحاظ سے یہہ اعلی درجہ کا مذاق ہے تو اسکو سرسری باتون مین معلوم کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری نادانی ہے کیونکہ ہر علم بسیط ہے اور سب علمون مین معرفت کردگار کا علم نہایت نازک اور غامض اور بہت بسیط ہے۔ سالہائے سال کی درس تدریس کے بعد اگر تو خالصاً للہ شایق ہے تو بالیقین کچھہ حصّہ نصیب بھی ہوگا پس شریک کر تو اپنے کو عاشقان راہ خدا کے مدرسہ مین اور رفتہ رفتہ بڑہاتا جا تو ذوق اور شوق کو حالت استغراق اور وجدان تک اور ہمت ہو تو عیب ڈہونڈنے والون اور برا کہنے والون سے اور دیکھنے والون مین سے رہو تو خدا سے اسلئے کہ خدا نے جنکی تعریف کی تو اونکی تکذیب نکر اور پناہ مانگ تو فقدیں اور منتظر رہو تو اوسکی فضل کا شاید رحمت نازل کرے فقد تجپہ اور رہو تو بھی فلاح پانیوالون سے آخرت بین۔ کوئی شخص اگر تجہہ سے کہے کہ مین نے ہاتھی کو چوہے کے مانند اوٹھا کر پہینکدیا ہے تو تجہے اوسکے قول سے نہایت حیرت ہو گی اور اوسکو تو جہوٹا قرار دیگا اور جب وہ یہہ بتلادے کہ مینے یہہ کام آلہ جر ثقیل سے لیا ہے تو تو اوسکو بلا ردو قدح فوراً باور کر لیگا اسلئے کہ اگر تو نے دیکہا ہی نہین ہے تو سُنا ضرور ہوگا کہ ایسا ہونا محال عقلی نہین ہے۔

پس ایسا ہی اولیاء اللہ بھی وجود خداوندی کے مقابلہ مین ہستی عالم و دل سے اوٹھا دین تو کیا عجب ہے۔

الغرض کیا حکم لگاتا ہے تو دودہ کے لئے اور کیون نہین نجس

تصور کرتا تو اوسکے اندرونی محدود پانی کو شامل ہونیسے غلظت سے کہان تجھکو
اسپر فتوے اٹل چکا ہے کہ کثرت پانی مین نجاست قلیلہ نجاست حکمی نہین
کہلاتی - ایسا ہی اولیاء اللہ کے نزدیک بمقابلہ ذات باری غیور محیط کے
دنیا بمنزلہ نجاست خفیف کے ہے اسلئے فیضان آب رحمت نامتناہی مین نجاست
دنیاوی کے وجود پر حکم نہین لگاتے -

اور کیا یہہ بات تیرے عقل کی راہ سے دور نظر آتی ہے کہ حرارت
آفتاب سے چمڑے کی دباغت ہو جاتی ہے -

جب آفتاب مین یہ قوت ہے کہ چمڑے مین نجاست شرعی باقی نہین
رکھتا تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ وجود خداوند حقیقی کا سامنا ہو اور نجاست
دنیا دور نہو - (الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب) اسلئے وجود دنیا سے
اولیاء اللہ قطع نظر کر کے جو کچھہ کہ وہ کہتے ہین وہی صحیح ہے -

اور کیا تو اس آیت شریف کا معتقد نہین ہے کہ فرمایا رب العزت
نے (ھو الظاہر والباطن) پس جان تو ایطالب ہو کی ضمیر راجع
ہے ذات کے طرف - شاید تو اس ضمیر کو ذات کیطرف اسلئے نہین پھیریگا
کہ او سبحانہ تعالے مکان وزمان سے منزہ ہے - پس تاویل کی راہ سے قدرت
اور آثار کا معنی لیگا - حالانکہ وہ بالذات ظاہر ہے - تب بھی تو اعتقاد شرعیہ
سے یہ ثابت ہے کہ او تعالے شانہ جیسا زمان ومکان سے منزہ ہے
اوسکے صفات بھی منزہ ہین تو پھر تیری تاویل بھی تو صحیح نہین ٹھیری پس کیون
انکار کرتا ہے تو ایک سیدھی بات سے کیا تو نے اون ظروف کی حقیقت کو نہین

دیکھا جو جام و صراحی و سبو کوزہ و کاسہ وغیرہ مین بشکل گوناگون متمثل و متمیز محسوس ہے۔ پس ہم سوال کرینگے تجھہ سے کہ کیا ہے حقیقت سبو و سبوچہ خم و خمخانہ ہاکی۔ تو بالیقین حلفاً تو یہی کہیگا کہ سب کے سب مٹی ہی مٹی ہین اور یہہ تیرا قول نہ تو حالت استغراق سے ہے اور نہ حالت سکر سے اور نہ تونے کوئی اصطلاح بیان کی ہے اور نہ تو تاویلات و تسویلات کے درپے ہوا ہے۔ پس جان تو ایطالب اولیا اللہ کے نزدیک ہو الظاہر اقتضار تشبیہہ اور ہو الباطن اقتضائے تنزیہہ ہے۔ اور یہی امراز گہرا جو کچہہ ہی وہ دیکھتے ہین اوسی وحدۃ الوجود کو دیکھتے اور کہتے بھی وہی ہین جو وہ دیکھتے ہین اور یہہ معاملہ صحیح ہے۔ نہ کشفی وغیرہ۔

فصل نوزدہم

مسئلہ وحدۃ الوجود کے معارف اور معنی اولیار اللہ کے پاس وہ نہین ہین جنکو عوام نے اپنی غلط فہمی سے ذہنون مین جمالیا ہے۔ کسی صوفی کے بھی کلام سے کوئی اسبابت کو ثابت نکریگا کہ اون بزرگان دین نے عالم کو اللہ کہا ہے۔ یہہ امر نادانی سے خالی نہین جو لوگ اپنے زعم مین اونپر بیجا حملے کرتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اوس سے بڑہکر بھی کوئی جاہل ہو سکتا ہے جسکو اشیار عالم کی بھی تمیز نہو۔ بچے سے بچہ بھی لکڑی کو لکڑی پتہر کو پتہر ہی کہیگا۔ یہہ تو نہو گا کہ پتہر لکڑی اور لکڑی پتہر ہے۔ جب اتب اشیار عالم مین جب ایک بچہ بھی ایسی فاش غلطی جایز نہین رکہہ سکتا تو چہ جائے کہ اولیار اللہ اہل دل ہون اور اونکو اتنا بھی امتیاز نہو۔ مقدمہ کتاب مین ہم یہہ کہہ آئے

ہین کہ حقیقت اشیار کا جاننا یہہ کام اولیار اللہ ہی کا ہے اونکے علوم اور معلومات تک
عامی تو عامی بڑے بڑے حکمار بھی پہونچنے نہین لیگئے۔اے میرے پیارے دوست
بلحاظ تقدم زمانی بھی ہر طرح سے اونکو فضیلت حاصل ہے۔بزرگون کی بزرگی کرنا گویا
تخم سعادت کو بونا ہے۔**بیت۔**

بزرگان نخوانند اہل خرد ✤ کہ نام بزرگان بزشتی برد

نافہمی کی راہ سے اون کو برا کہکر شقاوت کا ثمرہ حاصل نکر حکما کی جن باتون
پر تو فریفتہ ہوا ہے۔یہہ یاد رکہہ کہ اونکی ظاہری تعلیم نے تیرے خدشات کو ایک
لق ودق پر وحشت صحرا مین پہونچا دیا ہے۔جسکو اوہنون نے دریا تبلایا ہے
دراصل وہ سراب ہی سراب ہے۔جو دریا کے لہرون کے مانند تیری نظر مین
متمثل ہو رہا ہے۔اگرچہ کہ وہ ایک دہوکہ کی ٹٹی ہے مگر چونکہ تجہے چشم بصیرت
نہین ظاہر پر تیرے دل نے مان لیا ہے کہ مبصرون کا قول ہے۔یہہ تیرا خیال
محض غلط ہے۔دراصل وہ مبصر نہین ہین بلکہ جو کچھہ کہ علم اونکی قسمت مین ملا ہے
اگر وہ دیندار ہین تو قرآن عظیم کا صدقہ ہے اور اگر بے دین ہین تو وہ صرف ایک
تجربہ ہی تجربہ ہے۔جو ظہور حوادثات کے بعد ایک بات کو وہ قرار دے لئے
ہین۔یہہ کچھہ اونکے ذہانت کی دلیل نہین ہے۔انھون نے فلک الافلاک یعنی
فلک نہم کی حرکت جو مشرق سے مغرب کو ہوتی ہے۔اور اپنی حرکت کے ساتھہ
ساتھہ دیگر جمیع افلاک کو حرکت دیتا ہے اور اوسپر کسی ستارہ کا نہونا۔اور دوسرے
افلاکو نکا مغرب سے مشرق کے جانب حرکت کرنا۔اور فلک البروج کا چہتیس ہزار
سالہ دورہ جو بیان کیا ہے وہ صرف دقیق نظری رصدی سے معلوم کیا ہے جسکی

صداقت پر ہنوز احتمال ہی احتمال ہے - علی ہذا عقل فعال سے عناصر و نکا پیدا ہونا اور اونکا مکان قسمت اور کیفیات - اور طبقات - اور لازمہ عناصر - اور شکل افلاک و عناصر اور استادگی زمین - اور حقیقت جسم جسم بسیط اور جسم مرکب اور استحالت عناصر اور اونکے پیدا ہونیکا سبب - اور ہیولے اور مادہ - امر معنوی - اور صورت نوعیہ - اور پیدا ہونا بخار و دخان کا - اور ہوا - اور ابر - بارش - برف - نگر کیسے بخار جب ہوا پر ہوتا ہے - ہزم یعنی ژالہ و شبنم - رعد - برق - صاعقہ - حدوث کواکب منقضہ - شہب و شہاب ثاقب و کواکب و ذوات الذوایب - اور علامات حمرہ - یعنے سرخی جو آسمان مین پیدا ہوتی ہے - ہواو کوات یعنے علامات غلیظ جو ہولکے اطراف مین سپید و سیاہ رنگ سے نمودار ہوتے ہین شمسیات و حدوث نیازکی جو آفتاب کے جانب چپ و راست بمقدار نیزہ برنگ سرخ دکھائی دیتا ہے - اور قوس قزح - و ہالہ - اور زلزلہ اور زمین سے آواز اور ہوا اور آگ کا نکلنا - اور کلیات اقسام مرکبات - معدن - نبات - حیوان - یعنے موالید ثلاثہ اور ہر نبات کو کس کواکب و سیارہ سے تعلق ہے اور حیوان کو کس کواکب سے - عقل کل اور نفس کل - صورت نوعیہ - و قوت و طبیعت - و طبع - روح نفس ناطقہ و نفس قدسی اور پیدا ہونا فرزند کا مان باپ سے اور فرزند کا رحم مین قرار پانا - اور حالات نطفہ اور اسمائے حالات شش گانہ نطفہ - اور ہیئت جنین - اور رعشہ - اور پردہ ہائے محیط جنین وغیرہ - یہہ ہر ایک ایک فن ہے پس اس سے یہہ معلوم ہوا کہ یہہ ایک ایسا بسیط علم ہے کہ ہر انسان اون سب پر حاوی ہوتا ایک مشکل امر ہے اور یہہ کل علوم اکتسابی ہین - اور اولیا اللہ کے پاس یہہ سب علوم بمنزلہ حضوری کے ہوجاتے ہین - کیونکہ پورے محقق وہی

لوگ ہین۔ اسلیئے کہ وہ اسکو جانتے ہین کہ علم طب اور مرض اور اوسکے اسباب و علامات اور شفا کے اسباب یہہ سب اللہ ہی کے جانب سے ہین۔ جیسا کہ حق تعالی ابراہیم علیہ السلام کی حکایت کرتا ہے (واذا مرضت فھو یشفین) یعنے جب مین بیمار ہوتا ہون تو وہی حق تعالے شفا بخشتا ہے۔ اور اسیطرح افتاب و مہتاب کے سیر دور کا اندازہ اور اونکے منازل کا حساب اور رات دن کی پیدایش اور خسوف وغیرہ یہہ سب افعال الہی ہین۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے (اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ) ۔ اور فرمایا ۔ (وَقَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ) اور فرمایا (وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ) اور فرمایا (وَخَسَفَ الْقَمَرُ) اور کہین فرمایا (یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ) اور پھر فرمایا (ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) اور فرمایا (یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ) اور فرمایا (فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ) الغرض افعال الہی کا بہت وسیع دریا ہے۔ جیسا کہ فرمایا رب العزت نے (لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ) یعنے افعال الہی کا حساب لکھنے کے لئے دریا سیاہی بنے تو افعال الہی تمام ہونیکے آگے دریا سر جاویگی۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہین کہ اللہ تعالی شانہ کسطرح عقل کل کو ظاہر فرمایا۔ اور عقل کل کیا ہے۔ یعنے وہی مبدا ر المکونات کو اپنے ذاتی اقتضا سے امر کن جس سے عبارت ہے۔ عین اپنے کو ظہور خارجی دکہلایا۔ کیونکہ موجود حقیقی بجز اوسکے اور کون ہے۔ جان تو ایطالب

زمین سے ہے مسئلہ وحدۃ الوجود اصطلاح صوفیہ مین تعینات کے مراتب جو ملحوظ
رکھے گئے ہین اونسے خبردار نہوکر بزرگان دین پر ناحق کا الزام دینا اس سے بڑہکر کوئی
حماقت نہین ہے افسوس ہے تیرے حال پر اے ظاہری الفاظ پڑہ رہنیوالے کیا
سمجہا ہے تو قرآن عظیم کو جو فرمایا حق تعالےٰ نے (وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ)
یعنے ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے حمد مین تسبیح کر رہی ہے۔ سچ کہا کہ کنکر پتہر کی تسبیح کا
تجہے کیا علم ہے۔ اور فرمایا (قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ) یعنے جب وہ پروردگار آسمان
و زمین کو طلب فرمایا تو کہنے لگے کہ الٰہی آئے ہم فرمانبردار۔ پس جبتک تجہے زمین و
آسمان کی حیات اور اونکی زبان کیسی ہے معلوم نہو ان آیتونکی معنی اور اصل
مفہوم کو کیا پہونچیگا۔ اے عزیز تجہے اسکا تو عقیدہ ہے کہ خواب صادق بہی نبوت کے
چہالیسوین حصہ مین سے ایک حصہ ہے تو اب اسپر غور کر کہ وہ شخص جسنے خواب
مین دیکہا کہ اوسکے ہاتہہ مین انگشتری ہے جس سے مرد اور عورت کی شرمگاہون پر
مہر کرتا ہے خواجہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے یہہ تعبیر کی کہ تو موذن ہے رمضان
شریف کے مہینے مین صبح کے آگے اذان کہتا ہے تو تیری آواز سے مرد عورت
ہمبستری سے جدا ہو جاتے ہین اور لوگ کہانے پینے سے ہاتہہ کہیچ لیتے ہین۔ اور ایک
شخص نے دیکہا کہ زیتون مین روغن زیتون ڈالے جارہا ہے اوسکی یہہ تعبیر فرمائی
کہ تیرے علاقہ مین ایک لونڈی ہے اور وہ تیری ماں ہے۔ قیدیون مین آئی تہی
تو نے خرید کر لیا اور اپنے علاقہ مین رکہا ہر دو نے ان تعبیرون کو باور کر لیا۔ ایک
شخص نے دیکہا کہ خنزیر کے گلے مین موتیون کا ہار ہے۔ گویا کسینے نااہل کو علم
سکہلایا۔ اے میرے پیارے دوست اب تمہین تبلاؤ کہ ظاہری الفاظ معنون سے

انکو کیا علاقہ ہے۔ ایسا ہی مسئلہ وحدۃ الوجود مین بھی اسرارات ہین جنکو ظاہر سے کچھہ نسبت نہین ہے۔ اور اسکا ہرگز خیال نکرکہ بزرگان دین کے کلام سے شرک کی بو آتی ہے۔ تکلف محض اور مجرد رسم جو مطلب سے خالی ہو ارباب بصیرت کے نزدیک معیوب ہے۔ بلکہ استعارات سے کوئی ایسا کلمہ نہین جس مین رمز و نکات اور ایسے مخفی معنون کے طرف اشارہ نہو کیونکہ عالم شہادت مین جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم روحانی کی مثال ہے اون بزرگان دین سے شرک تو ایک بہت بڑی بات ہے جو بڑی گمراہی اور ضلالت ہے بدعت بھی ہونا اونکی شان سے بعید ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے کہا ہے۔ کہ سنت کی ہتھوڑی سی بھی پیروی کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے اور وہ یہہ بھی فرماتے ہین کہ کوئی شخص پاخانہ جانے اور استنجا کرنے مین اداب سنت کا لحاظ رکھتا ہو بہتر ہے اوسکے لیئے جو مدرسے اور مسافر خانے بنائے۔ پس اے عزیز اولیاء کرام کے علوم غامضہ کا راز بہت گہرا ہے۔ بجا تو اونکے ظاہر الفاظ پر اور بچا اپنی زبان کو برا کہنے سے اونکے حق مین۔ اور مانگ تو دعا رب العزت سے نیکی کی اور چھوڑدے تو اون کو اون کے حال پر۔

فصل ہفتم

یہہ یاد رکھہ کہ مشیت ایزدی اسی امر کو چاہتی تھی کہ اپنے اسماء اور صفات کا جلوہ ہو۔ تو اوس حکیم علی الاطلاق نے حکمت بالغہ سے عالم کو پردۂ عدم سے مشہود کیا وہ محض اشکال ہی اشکال ہین جو ایک صورت نوعیہ سے آپس مین

متمیز ہوتے ہین - انکے اقسام سے اِس جگہہ بحث کرنا محض طوالت ہی اسلیئے عالم مین سے
ہم اوس جزو کا انتخاب کرتے ہین جو بلحاظ جامعیت کے افضل مخلوق اور کلیہ کا حکم رکہتا ہو
جسکی مجرد ایک ذات مین کتاب عالم کا ہر ہر صفحہ شیرازہ سے باہر نہو - چونکہ خداوند کریم
خود حاکم الحاکمین ہے - نمونتاً عالم مین ایک خلیفہ کرنا چاہا تو ممکنات مین سے ایک
ایسی کا انتخاب کیا جو اوسکی استعداد اور قابلیت رکہتا تہا - یا یہہ کہ مشیت ہی نے
اوسکو ازل سے اِس قابل کر دیا تہا پس اوسکو خلعت خلافت عطا فرما کر کل کائنات
پر حکمران فرمایا - اگرچہ کہ خلیفہ مثل پادشاہ حقیقی کے نہین ہوتا تاہم آثار و احکام شاہی
کا اوسمین پایجانا لازمی ہے - اسلیئے (ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا
ھم فی البر والبحر) اپنے خزانہ لازوال سے اون نعمات کو بھی بخشا
جس سے وہ سارے عالم مین ممتاز ہوا - اور یہہ قاعدہ ہے کہ پادشاہ کے عطا کی
یہہ غایت نہین ہوتی کہ خود معزول ہو اور نایب یا منیب اوسکا تخت نشین بن
بیٹھے بلکہ جو کچہہ سرفراز کرتا ہے وہ اوسکے حق مین ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے معطی کہلاتا
ہے - ایعزیز ہمارے اوپر کے بیان سے تجہے یہ تو معلوم ہی کرا دیا ہوگا کہ خلیفہ
کون ہے - پس جان تو ایطالب خلقت انسانی اشرف مخلوق اسلیئے ہے کہ چند
در چند صفات اوسمین مندمج ہین اور وہ صفات بھی ہین عطیات شاہی جو بارگاہ
لاابالی سے ثبوت و استحکام خلافت کے لیئے عطا ہوئے ہین - مگر ہماری
غلط فہمیون نے اون عطا شدہ نعمتون کو اپنی ذاتی املاک تصور کر بیٹھے - حالانکہ
یہہ عقل کا کام نہین - تہوڑی سی عقل والا بھی یہ جانتا ہے کہ رب العزت نے
(کنت کنزاً مخفیاً) سے عالم پر باب نزل و بخشش تو کہولا - مگر اوسمین ایسی

پیاری نزاکت اور امتیاز رکھا جس سے معطی اور معطی الیہ صاف معلوم ہو جاتا ہے
کیا تو یہ نہیں جانتا کہ دنیا کے بازارون مین معطی کی عطا کردہ متاع کو اگر کوئی معطی کے
جانب منسوب نکرے تو اوسکو ناشکر اور ظالم اور احسان فراموش کہا کرتے ہین جیسے
کسی کے کئی غلام ہون اور اون مین سے ایک کو اپنے کارخانہ کا کام دیا ہو اور
لوگ اوس سے یہہ کہین کہ جب ملک اور املاک پر تیرا قبضہ ہے تو تو بجاے خود
مختار ہے۔ اور وہ یہہ کہے کہ مین بھی آقا کا ہون اور یہ مال و منال بھی آقا کا ہے
اور میرا جو کچہہ تصرف ہے یہہ محض میرے آقا کی عنایت ہے تو ایسا شخص البتہ
شکر گذار غلام کہلائیگا۔ اور مالک کے پاس دن دونی رات چوگنی قدر و منزلت پائیگا۔
اور اوسکے خلاف پر کفران نعمت کا پورا سارا الزام عاید ہوگا۔ پس صوفیہ کرام کا حال
بھی مشابہ اوسی غلام وفادار کے ہے کہ ہمیشہ اور ہر دم اور ہر لحظہ اپنے مالک حقیقی کو
پیش نظر رکھتے ہین اور جو کچہہ اوسکی جناب سے اونکو عطا ہوا ہے اوسکو اوسی
وحدہ لاشریک لہ کے جانب منسوب کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہہ اوسکا اثر ہے مثلاً
اگر قدرت ہے تو کہتے ہین کہ اوسکی ہے (يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ) ارادہ ہے
تو اوسیکا ہے (وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ) اور اگر علم ہے تو اوسیکا
ہے (فَدْ جَاءَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا) اور اگر حیات ہے تو اوسیکی ہے
(اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ) اگر سمع و بصر کلام ہے تو اوسیکو ہے۔
(وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ) قال اللہ تعالیٰ (اَنْطَقَنَا
اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ) ایطالب ذرا غور تو کر اور انصاف کو ہاتہ
سے ندے سلب صفات کے بعد سالک کے پاس بجز جلوۂ حق (نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ) سے اور بتاہی کیا ہے کیونکہ اوس شان بمثالی کا قرب وصال (نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ) ممکنات کے ہر ہر ذرے ذرے مین روح سے بھی زیادہ ساری وجاری ہے۔

یہہ یاد رہے کہ امواج جذب اور کشش رحمانی سے سالک کا استقلال جب اس حدتک پہونچ جاتا ہے تو معاملہ ہی برعکس ہوجاتا ہے جیسا کہ کلام ہدایت التیام سے مترشح ہے۔ (حدیث قدسی) كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا) اور روایت دیگر سے یہہ بھی ثابت ہے کہ (وَلِسَانَهُ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِهٖ) خبردار تعجب نکر کہ یہ اشارات اور کنایات ہین نہایت باریک اور نازک کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ ہر شخص کی بصارت کیا ہے۔ سیاہی اور سپیدی۔ سواد اور بیاض بطور خود بینا نہین ہوتے تا وقتیکہ نور کا اثر نہو۔ با وجود اسکے کہ نور آنکھہ کے ہر ہر جزمین موجود ہے اگر آنکھہ کے ریزے ریزے کر کے دیکھا جائے تو کچھہ بھی پتا نہ چلے۔ بجز سواد وبیاض کے شاید کچھہ بھی نہ دکھیگا۔ ہان یہہ اور بات ہے کہ کوئی شمع کی روشنی سے کام تو لے اور کہے کہ یہہ میرا ہی نور ہے تو اس لغو دعوے کا کوئی جواب ہی نہوگا۔ کیونکہ یہہ نہایت کھلی بات ہے کہ شمع معطی ہے اور روشنی اوسکی عطا ہے۔ اور کام لینے والا معطی الیہ ہے۔ تو پھر روشنی اوسکی ذاتی کہان سے آئی۔

ہان کہین دہوکہ نکھانا۔ ہمنے یہہ جو کچھہ بیان کیا ہے وہ صرف مثالین ہی مثالین ہین۔ جو اعتراضات ظاہری کے لئے سد لسان ہین۔ اثبات مسئلہ وحدۃ الوجود اور

معرفت حق کا راستہ ہی جدا ہے۔

ایعزیز۔ جہال بجہانا چاہتے ہین اللہ کے نور کو اپنی عقل کے موہون سے اور وہ ہرگز اسیر نعین قادر کیے گیے ہین۔ پس اگر بتجہے شوق تحقیق دامن گیر ہے تو (اکتسبی منی والاتمام مِن اللّٰہ) قدم ارادت کو مضبوط جما خدا تیرا شوق پورا کریگا۔ آمین یا ربُّ العالمین

فصل بست و یکم

موجودات تو اجزار متوسط کے لحاظ سے من وجہ عام اور من وجہ خاص موجود جنس الاجناس ہین۔ اس اجمال کی تفصیل سے پہلے اس قاعدہ کو تبلانا ضرور ہے تاکہ سمجہنے مین آسانی ہو اور وہ یہ ہے کہ جو ماہیات جزو عام مین داخل ہو سکتی ہین وہی افراد نوع واحد کہلاتی ہین۔ اور کبہی ایک ماہیت کی جزو عام مین جسقدر انواع داخل ہونگے وہ جنس واحد کہلاینگے۔ اور فصل اوسکو کہینگے کہ اجناس اور انواع افراد مین جز مخصص سے جو کچہہ مابہ الامتیاز رکہتا ہو۔ اس امر کے معلوم کرنیکے بعد تو خود بہی یہہ کہیگا کہ جواہر کو عراض سے مجرد کرنیکے بعد کیا رہیگا۔ تیرا ذہن خود اس امر کی گواہی دیگا کہ تشخصات ظاہری سے ہر افراد کو مجرد کرنیکے بعد وہی اوسکی ماہیت کا مفہوم ہوگا۔ اس اجمال کی توضیح کے لئے بتجہے اگر امثال کی ضرورت ہے تو ایعزیز از جان اسبات کو جان کہ موجود سے عام تر اور انسان سے خاص تر کوئی عالم موجودات مین متعین ہی چونکہ موجود سے اوپر کوئی جنس متعین ہے اور انسان سے نیچے کوئی نوع الانواع متعین ہے تو تمامی حیوانات اور نباتات بلا تشخصات و تعینات ظاہری لفظ حیوان کے

مفہوم مین داخل ہین - اور یہہ ایک ایسی تشنہ حالت ہے کہ خالی الذہن تو خیر بڑا فہیم بہی
عاجز اور نتیجہ مین حیران رہیگا - اسلئے کہ اگر ہر شئے کی ماہیت مین تعمیم اور تخصیص نہوتی تو
مابہ الامتیاز کچہہ بھی نہ رہتا - فرض کرو کہ اگر انسان کی ماہئیت مین دو جز نہوتے تو کیا
تمیز کیا جاتا - اور وہ دو جز کیا ہین - یعنے ایک حیوان اور دوسرے عاقل تو اب
معلوم ہوا کہ حیوان جز عام ہے اور عاقل جز مخصص ہے یعنے حیوان کی تعمیم کو عاقل
کی قید بالکل باقی نہین رکھی - موجودات کی تعمیم سے انسان مین نہایت تخصیص ہوئی
پس ہمارے اوپر کے بیان کا ماحصل جو کچہہ نتیجہ نکلتا ہے - وہ بجز اسکے اور کیا ہے
کہ عالم موجودات مین آپس کی مناسبتین اسطرح ہین کہ بالیقین یہہ معلوم ہوجاتا ہی
کہ یہہ سبکے سب واحد کی اصل ہین - اور یہہ اپنے موقع پر طے ہولیا ہے کہ یہہ
سب اپنے وجود کے لئے غیر کے محتاج ہین پس جو اپنے وجود کے لئے معطی کے
طرف محتاج ہے پہر اوسکا وجود کہان رہا -

عالم شہادت مین جو موجودات مانے جاتے ہین یہہ صرف
تشخصات اور تعینات ہی ہین نہ کہ وجود - اب رہی یہہ بات کہ تعینات اور
تشخصات کیا ہین تو یہہ جان لے کہ یہہ اوسی معطی کی عطا ہین - اور یہہ قاعدہ ہے
کہ ہر عطا رجوع ہوتی ہے اپنے عطا کنندہ کے جانب - خواہ صفتاً ہو یا ذاتاً تو
اب یہہ صاف ہوگیا کہ جو کچہہ بھی ہے حقیقت یہی تبلاتی ہے کہ وہی وحدۃ الوجود
ہے - اور بلحاظ مراتب یہہ سب اصل واحد کی فروعات ہین -

اور اگ بارہی مین عقل اوس گھوڑے کے مانند معذور ہے کہ جسکے
ٹانگے لنگڑے ہون - پس عقلی معلومات کو اپنی حد معینہ ہی تک رکھنا عقل کا کام ہی

فصل بست دویم

مشتمل بر پنج جزو

ایعزیز- معترضین کا ایک بہت بڑا اعتراض ہے- جسکو بڑے دعوے سے بیان کرتے ہین- تو اون کے اِس بے بنیاد اعتراض سے پریشان ہنو- طبیعت کو سکون پکڑ- استقلال کی باگ کو ہاتہہ سے ندے- اون کے سوال پر ذرا غور کرنے سے تجہے خود یقین ہو جائیگا کہ جو اعتراض مخالفین کرتے ہین حقیقت مین لغو محض ہے-

جزو اوّل- معترضین یہہ کہتے ہین کہ- جب عالم کوئی شئے نہین- اور اوس کا کوئی وجود نہین- اور محض اعتباری موہوم اور متخیل ہے تو ہم اور تم اور آپکی مکالمت- اور مناکحت- توالد- تناسل- مان- باپ- مرد- عورت- عزیز- قریب دوست- احباب- دشمن- کشت وخون- جنگ وجدال- عبادت- بندگی- نزول کتب ہائے آلہی- ورود انبیاء علیہ السّلام- یہہ سب کوئی چیز نہین محض معطل بیکار اور غلط ٹہرے- جب وجود عالم ہی نہین تو یہہ اوامر و نواہی کس پر- عذاب ثواب- عقاب- وعدہ- وعید- یہہ سب باطل ٹہیرے- وجود عالم تو ضروری ہے- اور اوسکا پیدا کرنیوالا خالق حقیقی ہے- جب علت ہی موجود ہنو تو معلول کو کون جانتا ہے- اور یہہ کُل کارخانہ جات عالم نظر نکو بدیہی ہمکو اور تمکو جو نظر آرہے ہین کیا یہہ محض خیالی ہین- خداوند عالم کے فعل کو عبث تصور کرنا نہایت ظلم اور صریح ناانصافی ہے- حیرت اور افسوس ہے اونکی عقلون پر باوجود بے شمار اشیاء اور صور مختلف دیکہنے کے انکار کرتے ہین کسی عقلمند کا کام نہین جو ایسا عقیدہ رکہے- بہائیجان سوال

سُنکو تجہے یہ شبہہ ناشی ہوا ہوگا کہ ابتک جو کچہہ بیان ہوا محض تاویل ہی تاویل ہے ۔
امر بدیہی سے دیدہ و دانستہ گریز کرکے من مانے باتین جمائی گئیین ۔ حاشا و کلا ایسا
خیال مت کر اور ذرا بہی شبہہ کو اپنے سینہ مین جگہہ نہ دے ۔ کیونکہ بزرگان دین کا
مسلک کبہی بے بنیاد اور بے اصل نہین ہوتا ۔ جو کچہہ کہ اونہون نے فرمایا دیدہ ہے
نہ کہ شنیدہ ۔ تو جو نہین سمجہا یہہ تیرے سمجہہ کی غلطی ہے ۔ اصل بات اگر پوچہتا ہے
تو یہہ ہے کہ سوال کرنیوالون کا اتنا استعداد اور حوصلہ نہین جو اوس علوم غامضہ اور
بہیدون کے جاننے کے لایق ہون ۔ آثار رحمت الٰہی سے آنکہہ بند کر لئے ہین ۔
صنعت الٰہی کے اسرار کی معرفت کے میدان مین وہم و خیال کے گہوڑے
دوڑاتے ہین جبکہ وہ اسرار اور کشف کے لایق نہین ہین تو اونکو یہی چاہے
کہ شاعرون کے اشعار جیسے دیوان متنبی اور نحو کے مسئلہ جو سیبویہ نے لکہا ہے
اور نوادر طلاق جو ابن حداد کے فروع مین اور علم کلام مین مجادلے کے جو حیلے
ہین ایسے ہی کتابون مین مشغول رہنا بہتر ہے ۔ کیونکہ وہ اسیکی لایق ہین اور وہی
اونہین سزاوار ہے ۔ ہمارا بیان بہی اونکو کچہہ فائدہ نہ دیگا ۔ کیونکہ جب خدا کسی کو
بہکاتا ہے تو اوسکو راہ پر کون لگائے (وما یفتح اللّٰہ للناس من رحمتہ فلا
ممسک لہ ومن یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ) یعنی خدائے تعالےٰ
جب کسی کو کچہہ کہولنا چاہے کوئی اوسکو پکڑ رکہہ نہین سکتا اور جس کے حق مین پکڑ رکہنا
چاہے اوسکو کوئی کہول اور چہوڑ سکتا نہین ۔ جس علم کے جو اہل ہین حق تعالیٰ وہ اونکو
دیتا ہے ۔ اور جو نا اہل ہین اونکو اوس سے بے نصیب رکہتا ہے اور محجوب کرتا ہے
اب ہم سوال کے جواب کے جانب مخاطب ہوتے ہین ذرا کان دہر کر سن اور اپنے

شبہہ کو دور کر۔ الغرض۔ یہہ تو تجھے معلوم ہی ہو چکا ہوگا۔ کہ مسئلہ وجود مین نری توحید
ہی توحید کا بیان ہے۔ یہہ یاد رہے کہ اس مسئلہ مین تخلیق عالم سے نہ بحث کیگئی ہے
اور نہ اوسکی تفہیم کرائی گئی ہے۔ جب اس مسئلہ خاص مین تخلیق عالم سے بحث ہی نہین ہے
تو معترضین کا اعتراض بھی بجا نہین ہے۔ کوئی واعظ کلمہ طیبہ کے حصۂ اول۔
(لا الٰہ الا اللہ) کو جس مین نری توحید ہی توحید ہے بیان کر رہا ہو اور اثنائے
بیان مین کوئی معترض یہہ کہے کہ کلمہ طیبہ کے حصہ دوم یعنے (محمد الرسول اللہ)
سے اس عالم کو انکار ہے تو ہر شخص اوسکو یہی جواب دیگا کہ اے نادان اسوقت
تو توحید کا بیان ہو رہا ہے۔ خداوند کریم کی۔ وحدت اور قیومیت۔ قدرت
اور عظمت۔ جبروت۔ وجلال وغیرہ کا بیان رہیگا کہ خداوند تعالےٰ وتقدس کے
کوئی ہم مثل نہین۔ اوسکا کوئی ثانی اور مددگار نہین۔ وہ اپنے آپ قدرت بالغہ
مین یکتا وحدہ لاشریک لہ ہے۔ جسم وعوارض جسمی۔ عیب ونقصانات سے پاک
اور منزہ ہے اور سمیع ہے بصیر بھی ہے۔ کلیم۔ اور علیم بھی ہے۔ قدیم بھی
ہے۔ ازل سے ہے۔ ابد تک رہیگا۔ اوسکی بے زوال سلطنت مین کسی نوع سے
گھٹاو نہین۔ وہ ایسا مالک الملک ہے کہ اپنی سلطنت مین جسطرح چاہتا ہے تصرف
کرتا ہے اور کسیکا دباؤ نہین۔ وہ لاپروا اور مستغنی ہے۔ غیر کا وہان کوئی دخل
نہین پس جو کچھہ بیان ہوگا اوسیکے تمام صفات ذاتیہ وکمالیہ ہی کا ذکر رہے گا۔
اور یہہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جہان جس امر کا ذکر ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ پوری طرح
پر اتمام کو نہ پہونچے دوسرا ذکر درمیان مین نہین لاتے۔ اور فصحا ہرگز اپنی تقریر کو
خلط ملط کر کے اولجھن نہین ڈالتے۔ جب یہہ قاعدہ صحیح اور قابل اعتراض نہین ہے

اور تمام عقلا اس قاعدہ کو مرعی رکھتے ہین تو کیا معنی کہ توحید کے ذکر کرنیوالے پر
ناحق اتہام لگایا جاوے کہ وہ رسالت کا منکر ہے۔ اسلیئے کہ نبوت اور رسالت کے
بیان کو ترک کردیا۔ انصافاً دیکہا جاے تو معترض کا اعتراض بالکل بے محل اور بے
موقع ہے ہان بعد حمد و ثنا کے نعت بیان کیجا سکتی ہے۔ حمد و ثنا کے بیان کرنے
سے نعت نبی کا اوسکو منکر سمجہنا محض جہل اور نادانی ہے۔ شاید اس مثال سے
تیری تشفی نہ ہوئی ہوگی تو ہم تیرے لیئے دوسری مثال تبلاتے ہین۔ فرض کرو کہ ایک
عالم مسائل حج اور اوسکے ارکان سمجہا رہا ہو اور اثناے تفہیم مین کوئی یہہ کہے کہ اس
عالم کو تو آداب نکاح ہی یاد نہین پہر یہہ مولوی کیسا۔ ورنہ اوسکا بہی ذکر کرتا اے
نادان اب تو وہ مراسم حج بتلا رہا ہے۔ جب نکاح کے مسائل بیان کریگا تو اسوقت
اوسکے کل فضایل اور آداب اور نتایج نکاح اور اوسکے مراتب بیان کریگا۔ سوال از
آسمان جواب از ریسمان۔ من چہ میگویم تنبورہ چہ می سراید۔ مسئلہ وجود و اثبات
توحید کر رہا ہے اور لوگ یہ کہتے ہین کہ عالم کا ذکر کیون نہین کیا جاتا۔ کوئی شخص
وضو کے باب مین مسائل زکواۃ دہونڈے تو اوسکو یہی کہا جایگا کہ اے بیوقوف
باب الوضو مین تو وضو ہی کے فرایض اور سنن اور مستحبات و مکروہات وغیرہ کا
بیان رہیگا۔ یہان مسائل زکواۃ کیون ملنے چلے۔ زکواۃ کے مسائل کا باب ہی جدا
ہے۔ وہان اگر دہونڈیگا تو کل احکام زکواۃ تجہے معلوم ہو سکتے ہین۔ اور وہ شخص یہ
کہے کہ واہ۔ جب فقہ کی یہ کتاب ہے اور اسمین مسائل لکہے گیے ہین تو وضو کا
باب کیا اور زکواۃ کا باب۔ کیا یہ ایک جگہہ اور وہ ایک جگہہ کتاب نہ ہوئی دل
لگی ہوئی۔ یہان دیکہو وہان دیکہو۔ وضو کے لئے خدا کا حکم ہے تو زکواۃ کا حکم

کسکا ہے - یہہ ہی تو خدا ہی کا حکم ہے - اودہر دیکہنا اودہر دیکہنا یہہ تو ٹہیک نہین
اور فقہ کے مدونون پر الزام لگسے کہ خدا کے احکامون کو ایک ہی جگہہ نہ تبلاکر
علیحدہ علیحدہ کر دیا - فقہون اور محدثون کی ترتیب کو کوئی پریشان سمجہیگا تو یہہ اوسکی
سمجہہ کی غلطی ہے درصل وہ ترتیب آسانی کے لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور مفید
ہے - پس ایسے جاہل کو سواے پاگل کے اور کیا کہینگے - جواب جاہلان باشد
خموشی - جو بات کہتا ہے بموقع کہتا ہے - ایسے اجہل سے سکوت ہی افضل
والانسب ہے -

جزو ثانی - ایعزیز - جب تو یہہ سمجہہ گیا تو اب تجہے خود یقین ہوگیا ہوگا کہ
اعتراض مخالفین بموقع اور بے محل ہے - کیونکہ معترض کے جتنے سوال ہین وہ
سبکے سب متعلق بہ احکام ہین - اور مسئلہ وحدۃ الوجود تو متعلق بہ حقایق ہے
افسوس تو اس بات کا ہے جب مدعی کے نزدیک علم احکام اور علم حقایق ایک ہی
ٹہیری تو اوسکے جہل مرکب کا کیونکر جواب ہوگا - اور ایک بات ہم تجہکو تبلاتے
ہین تاکہ تیرا شبہہ اور بہی صاف ہوجاے وہ یہہ ہے کہ سارا زمانہ اسپر متفق ہے
کہ خداوند عز وجل جلشانہ جسم اور عوارض جسمی - عرض و جوہر وغیرہ سے
پاک اور مبرا ہے - صوفیہ وجود کا لفظ اوسکی ذات کے لئے کہتے ہین یہہ بہتان
یہہ کہان سے نکالا گیا اور یہہ کون کہتا ہے کہ صوفیہ عالم کو عالم نہین کہتے
مراتب اشیاء کا لحاظ جتنا اونکو رہتا ہے اورون کے پاس و تنا نہین ہوتا -
بمصداق اسکے - ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی +
پس عالم کا تو اونہین ضرور اقرار ہے - مگر وجود عالم کا اقرار نہین کرتے وہ اسلئے

کہ وجود کے تمام اوصاف کمالیہ جنکو ہم اوپر بتلا آئے ہین عالم کے لئے ثابت نہین یا وجود و عدم اثبات وجود وجود کا لفظ عالم کے لئے استعمال کرنا خداوند تعالی و تقدس کی ذات مین مساوات کا لازم کرتا ہے جو صریح شرک جلی ہے - ذرا غور تو کرو جب وجود کے سارے صفات عالم مین بھی ثابت ہون تو پہر وہ خدا خدا کاہے کو رہا صرف عالم ہی پر کیا موقوف ہے افراد عالم مین سے ہر شئے کیا مفردہ یا مجردہ یا مرکبہ سبھی ہین وہ صفات ہون گے - اس سے (نعوذ باللہ من ذالک) ہر افراد عالم خدا ٹھیرا - یا یہہ کہ کوئی خدا ہی نہین - یہہ بات تو قاعدے کے بھی خلاف ہے کہ عالم کا عالم صفات کمالیہ سے مملو ہو - جب یہ بات یقینی طور پر قابل تسلیم ہو جائیگی تو پھر اوسکو صفات کمالیہ ہی کون کہیگا -

یہہ تو بدیہی بات ہے کہ عقل کی رہنمائی سے ایک دوسرے کو ہم تم تمیز کر لیتے ہین کہ یہہ انسان ہے - زید نہین عمرو ہے - خالد کو زید یا ولید کو عمرو نہین کہینگے علی ہذا - جھاڑ - پہاڑ - حیوانات - اور انسانات مین بھی عقل ہی کی تمیز بتلاتے پہر ایک کو اپنے مراتب پر رکھتے ہین - کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ جو صفات ایک مین ہونگے تو دوسرے مین اوس سے کم یا زیادہ تو تیسرے مین اوس سے زیادہ تو چوتھے مین اور بھی زیادہ ایسا ہی ایک سلسلہ ہے کہ چلا ہی چلا جائیگا - اور یہہ کون نہین جانتا کہ ایک عامی کے صفات بالکل اسفل ہونگے تو اوس سے اچھے صفات کسی قدر لکھہ پڑھہ لینیوالے مین ہون گے - اور اوس سے زیادہ عالم متبحر اور حکیم مین پائیجائینگے اور اوس سے زیادہ اولیا اللہ مین ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب و غریب عمدہ صفات نبی - اور رسل اور پیغمبر مین

ہونگے - جو صفات انسان مین ہونگے - چرند - پرند - درند - حشرات الارض وغیرہ مین ہونگے - معہذا نباتات وجمادات وغیرہ مین - صفات کا ایک لفظ بسیط ہے جس مین صفات رزیلہ بھی داخل ہین - اور یہی صفات رزیلہ صفات فاضلہ کے امتیاز کا آلہ ہے گو بعض صفات مشترکہ بعض مین پائی بھی جائین تو وہ کمال کی صفت مین آ نہین سکتے جیسے یہہ کہا جاتا ہے کہ جو انسان ہے وہ حیوان ہے اور جو حیوان ہے وہ جسم ہے - پس انسان جسم ہے - عالم مین چونکہ اوصاف جسمی مشترکہ ہین تو اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ اوصاف کمالیہ بھی مشترکہ ہون -

جزو ثالث - ایعزیز - تقریر بہت دور جاتی ہے مختصر یہہ کہ یہہ سلسلہ اگر ختم ہوگا تو دور تسلسل لازم آیگا اور یہہ محال ہے تو بالآخر یہہ سلسلہ کہین نہ کہین حد منتہای تک پہونچنا لازمی ہے پس جہان یہہ سلسلہ ختم ہوگا وہان ایک ہی ذات کا صفات کمالیہ سے مملو ہونا درکار ہے - اور ایسی ذات خداوند تعالے وتقدس کی ہے - پس صوفیہ اوسی ذات واحد اور بےمثل کے لئے وجود کہتے ہین - مراتب تعینات مین وہی حقایق جوہر مطبوعہ ہے اور وہی حقایق عرضیہ تابعیہ ہے - واحد ذات وجود تشخصات وتعینات سے بالکل مجرد اور مطلق ہے - اور بحیثیت تشخصات وتعینات کے تلبیس کے جو کچھہ کثرت نظر آتی ہے وہ خلق ہے - چونکہ عالم جسم وجوہر وعرض وغیرہ وغیرہ سے خالی نہین اور سارا عالم کا عالم عارضی ہے اسلئے اوسکو وجود نہین کہتے مگر اوسکے جسم وغیرہ ہونیکے قائل ہین - اور اونکو عالم کا اقرار کلی ہے - ہان اسمین جو راز ہے اوسکا مفہوم غامض ہے - جسکو ہمنے اپنے موقع پر تبلایا بھی ہے - اور انشاءاللہ آیندہ بھی تبلائینگے - یہہ

یاد رہے کہ ظاہر حق عالم ہے اور باطن عالم حق ہے ۔ اسلئے کہ حقیقت تو ایک ہی ہے
اوسکا ظہور و خفا اولیت و آخریت صرف اوسکے اعتبارات اور نسبتین ہین اور یہی امور
ہین جسکا انکشاف نہایت اور نہایت مشکل ہے ۔ ہان اسکا ضرور خیال رہے کہ مرتبہ الوہیت
کو مراتب کونیہ شمار کرنا کفر ہے ۔ اور مراتب کونیہ کو مرتبہ الوہیت پر اطلاق کفر کی
حد تک پہونچاتا ہے ۔ پہلے اون امور پر واقف ہونا شرط ہے بعد سلوک کی منزل
مین بڑی احتیاط سے قدم دہرنا چاہیے یہہ وہ نازک مقام ہے جو ذراسی لغزش مین
ایمان پر خیرباد پڑہکر سیدہی اوس راہ کو اختیار کرنا ہے جہان چین و آرام کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے ۔ وجود کی معنی جسم کی جو عوام کرتے ہین یہہ در اصل
مجازی ہین ۔ آگے چلکر جہان ہم وجود کی تعریف تبلائینگے وہان یہہ معلوم ہو جائیگا کہ اصلی
اور لغوی معنی وجود کی کیا ہین ۔ شاید تجہکو اس سے بھی تشفی ہنوئی ہو تو اب ہم تجہے
تخلیق عالم کی شمہ کیفیت بتلاتے ہین کہ عالم کو خداوند عالم کے ساتہہ کیا نسبت ہے
مگر توحید ہی کے پیرایہ مین تبلائینگے ۔ کیونکہ ہمنے اس کتاب مین صرف مسئلہ وجود یعنے
توحید ہی کا بیان کیا ہے تو ہم یہ نہین چاہتے کہ دوسرے بار کو بھی اسمین شریک
کرین تخلیق عالم کے مسائل اگر تجہے سمجہنا ہے تو بزرگان دین نے تنزلات ستہ کا
مسئلہ بیان فرمایا ہے اوسکو دیکہہ اور تشفی حاصل کر ۔ العزیز ۔ شروع سے ابتک
ہم بھی کہہ آرہے ہین کہ وجود صرف خداوند عزوجل ہی کے لئے ہے ۔ ماسوائے
وجود خداوند عالم کے اور کسیکا وجود نہین اور اسکا ہمکو یقین بھی ہے ۔ اور عقیدہ ہی
ہمارا یہی ہے ۔ پس اب اسبات کو جان کہ جہان وجود ہوگا وہان صفات کمالیہ کا ہونا
ضرور ہے ۔ اگرچہ کہ کہین کثرت سے اوصاف پائے جاتے ہین ۔ اور کہین قلیل

جیسے گرم پانی کی گرمی گو وہ آفتاب کی حرارت سے گرم ہو یا آگ کی وجہ سے بہرصورت پانی سے علیحدہ ہونیکی صورت مین بھی پائیجاتی ہے - اگرچہ کہ وہ بھی عارضی ہے تو کیا اوس گرمی کا خارج مین کوئی وجود پایا جاتا ہے تو تو یہی کہیگا کہ نہین - اور اگر مانا بھی جائے تو ایک خیالی وجود مانا جائیگا - ایسا ہی وجود کے اوصاف بھی وجود سے علیحدہ ہو کر پائے جاتے ہین جسکے لئے خارج مین کوئی وجود نہین - مگر خیال مین پس محققونکا عالم کو موہوم اور تخیل کہنا اس صورت سے بھی صحیح ہوسکتا ہے -

جزو الرابع - ایعزیز - اسبات کو خوب یاد رکھ کہ مثال کبھی مثل نہین ہوتی مثال اور ہی مثل اور ہے - تمثیلاً اگر کوئی بات بیان بھی کیجاوے تو تو اوسکو مثل ہی نہ سمجھ لینا - کیونکہ رب العزت خود فرماتا ہے (ضرب الامثال للناس) اور یہہ اسلئے ہم تجھے آگاہ کئے دیتے ہین کہ اگلے بزرگان دین نے اپنی تصنیفات مین جہان کہین آسانی سے سمجھنے کے لئے تمثیلاً - حباب - ژالہ - قطرہ - دریا - وغیرہ کا ذکر کیا ہے اوسکو عین مثل سمجھہ بیٹھے ہین - ہان مشبّہ بہ کا تشبیہات مجازی مین افضل ہونا ضرور ہے مگر تشبیہات حقیقی مین ضرور نہین -

اس سے زیادہ واضح طور پر ہم بتلاتے ہین تاکہ تیری سمجھہ مین صاف آجائے یہانتک کہ - عالم کو خداوند جلشانہ کے ساتھہ ایسی نسبت ہے جیسے دہوپون کو آفتاب کے ساتھہ ہے طلوع آفتاب سے تمام عالم منور ہو جاتا ہے - اور غروب کے بعد تاریک - ایسا ہی خداوند عالم کے ارادہ ایجاد سے تمام عالم موجود ہو جاتا ہے اور ارادہ فنا سے معدوم - جیسے دہوپونکا مادہ نور آفتاب سے ہے ایسا ہی مخلوقات کی ہستی کا مادہ خداوند عالم کا وجود ہے جو سارے عالم کو

محیط ہی۔ دہوپونکی روشنی کی اصل نورِ آفتاب ہی ایساہی مخلوقات کی ہستی اور وجود کی اصل خداوند عزوجل کا
وجود ہی دہوپونکی شکلین نورِ آفتاب کے طرف سے صادر ہوکر یا اون مین سے نکلکر نہین آئین جو اوسکی عطا اور فیض اوسکا
اور اوسکا وصف کہا جائے۔ بلکہ یون کہا جاتا ہی کہ آفتاب کے سبب سے پیدا ہوئی ہین آفتاب اگر طلوع نہوتا تو
یہہ شکلین پیدا نہ ہوتین۔ ایساہی حقایق مخلوقات جیسے اجسام یا ارواح مثلِ وجود خدا کی ذات
سے ظاہر ہوکر اور اوس سے نکلکر نہین آئین جو انکو فیض خداوندی۔ یا عطائے خداوند
عالم اور حقیقت خداوند عالم یا جزء خداوند عالم سے کہئے بلکہ خداوند عالم کی ذات کی بدولت
یہہ تمام حقایق پیدا ہوگئے ہین۔ اگر وہ ارادۂ ایجاد نکرتا تو یہہ کارخانہ پردۂ عدم سے
جلوۂ شہود مین نہ آتا۔ الغرض۔ دہوپون کے اشکال مختلفہ۔ مربع۔ مثلث۔ منحرف
دائرہ۔ مستطیل وغیرہ قطعات صحن یا روشن دانون کے عارض ہونے سے
نظر آتے ہین اور یہہ آفتاب ہی کی وجہ سے ہین دراصل اشکال کے لئے کوئی
وجود نہین ایساہی مخلوقات کی ہستی اور اونکے وجود کی اصل خداوند عالم کا وجود ہی
اور یہہ اشکال مختلفہ جسکے وسیلہ سے ایک دوسرے مین تمیز ہوتی ہے موافق
علم خداوندی عارض ہوجاتے ہین۔ اسی لئے بزرگان دین نے عالم کو مظہر اور خداوند
عالم کو مُظہِر کہا ہے۔ عالم کے جو کچہہ اوصاف ہین وہ سارے مُظہِر کے ہی اوصاف
ہین بلکہ جو کچہہ ہے وہ مُظہِر ہی کہ ہے۔

جزو خامس۔ بزرگان دین نے یہہ کب کہا ہے کہ حق تعالے بمنزلہ کلّی طبعی
ہے اور اشخاص ممکنات اوسکے افراد ہین (نعوذ باللہ منہا) یہ تو صریح کفر ہے۔
اونکے نزدیک عالم بمرتبہ وہم کے ہے جیسے آئینہ مین شخص کا عکس یا شعلہ جوالہ کا دائرہ
حقیقت مین عکس کا وجود ہے نہ دائرہ کا مگر عکس اور دائرہ ثبوت اور دلیل ہی شخص

اور شعلہ کی چونکہ خارج مین شخص اور شعلہ ہی ہے - نشار تو ہم کثرت یعنے عالم امکان اوسی وجود حقیقی کو کہتے ہین - افسوس تو یہہ ہے کہ بغیر دیکھے ہمارے بزرگونکی تصنیفات کے ناحق اونپر طعن کیاجاتا ہے صوفیہ کرام نے عالم کو اگر باطل کہا ہی تو بظاہر کیا بیجا کہا - اگرچیکہ اونکا مفہوم نہایت نامعقول ہے تاہم اون کے قول پر آیت کریمہ شاہد ہے جلسیا کہ فرمایا اللہ تعلے نے (ربنا ما خلقت ھذا باطلا) الغیرز- شاید تو یہہ کہیگا کہ اس آیت شریف کا معنی مفسرین کے خلاف ہے تو جان تو ایطالب پہلے ہم یہہ کہہ چکے ہین کہ مفسرین کا علم علم ظاہری ہے مانند پوست کے - اور محققین کا علم بمنزلہ مغز کے ہے - اس آیت کریمہ کے معنے مفسرین کے تابع ہو کر بھی سمجھا جاتا ہے تو تب بھی اونکا مطلب حاصل ہے - مفسرین اس آیت شریف کا اسطرح معنی کرتے ہین کہ (اے پروردگار ہمارے نہین پیدا کیا تونے یہہ سب بے فائدہ - یہہ بہی صحیح اور درست ہے - خلق کا پیدا کرنا خداوند عالم کی قدرت بالغہ کا نمونہ ہے - پہر یہہ باطل کیسے ہو سکتا ہے - اوسکا فعل کوئی عبث اور باطل نہین - الغیرز - رب العزت نے عالم کو مرتبہ وہم مین اپنے وجود کے استدلال کے لیے پیدا کیا ہے -

بہائیجان یہہ راز ایسے نہین ہین کہ ہر عامی اوسکو سمجھہ لے بقول کسیکے - شعر -

بلبل چو گل بہ پسند و گویا بگل نشیند | بیچارہ زاغ مسکین در بلبلان نگنجد

مولانا روم فرماتے ہین کہ - رباعی

آن خیالاتی کہ دام اولیا راست | عکس مہرویان بستان خدا است
دور جنبان بارگاہ الست | غیر ازین پے نبردہ اند کہ ہست

الغیرز - تیسرے دفعیہ اشکال کے لئے اور ایک مثال دیتے ہین اور وہ یہ ہے

کہ اشیا خلق یعنے حقایق ممکنات کا وجود عارضی جو خارج مین ہمکو اور تمکو نظر آتا اور محسوس ہوتا ہے ایک نسبت سے معلوم الکیفیۃ اور مجہول الکیفیت ہے جیسے عکوسات کو شخص اور آئینہ کے ساتھ نسبت ہے ۔ یہہ یاد رہے کہ اندر ۔ باہر ۔ داخل ۔ خارج حلول واتحاد ۔ واتصال وانفصال ۔ شخص کا عکس اور آئینہ مین غیر ثابت ہی ویساہی اوس ذات لایدرک لاضدہ ولا مذہ جسکا شبہہ ومثال نہین اوس صانع مطلق وجود حقیقی کا جسم خارجی عالم مین غیر ثابت ہے ۔ خداوند تعالی وتقدس کی ذات مین خلق کو یا خلق مین ذات کو داخل کرنا ہی الحاد اور زندقہ اور شرک ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ہرگز صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہے اور نہ اون کے اقوال سے یہہ ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ بات تو یہہ ہے کہ ہماری سمجھین اون کے اصطلاح کو پانے سے قاصر ہین اسلئے اونکے بابمین ہمکو سکوت کرنا ہی افضل ہے ۔

صوفیہ کا قول ہے کہ اصطلاح قوم مین وحدۃ الوجود کے معارف ولایت ظلی ہین اور اوسکے انکشاف کی اُمید تعلقات ماسوا اور معارضات غفلت کے اٹھانے پر منحصر ہے جو محل سکر ہے ۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ جبتک آئینہ مقابل نہو ظل نمایان نہین ہوتا ۔ اور بصورت مقابل جو ظہور ہوگا وہ ظل ہی ہوگا ۔ اور یہہ متفق علیہ قول ہے کہ ظل وہمی ہوتا ہے جو قابل اعتبار نہین اسلئے صوفیائے کرام وجود خارجی عالم کو وہمی اور موہوم اور متخیل تصور کرلیتے ہین اون کے نزدیک محض شخص ہی کا اعتبار ہے ۔ الغرض یہان ذرا سی کا پالٹ مین پھروہی وحدت مطلق کا تشبیہہ کے پیرایہ مین ظہور ہے اور یہہ راز تیری سمجھ سے پری ہے ۔ بہائیجان تیرا نفس ہٹ دھرمی اور ضد کا خوگر نہو اور

انصاف اور تامل کو کام مین لاوے تو حق بات یعنی یہہ مسئلہ یون ہی قابل قبول کے ہے
گیا تو یہہ نہین جانتا کہ علم شئے مستلزم وجود آن شئے ہے۔ جسکو جانتے ہین تو ہم یہہ
کہتے ہین کہ حق تعالی علیم ہے اور اوسکا علم حاضر اور قدیم اور ازلی ہے اور اس
عقیدہ کے تو سب قائل ہین۔ تو اس لحاظ سے حقایق کلیہ اور جزیہ کا علم اوس خالق
حقیقی کو ہونا واجب التسلیم ہے۔ یعنے تمامی اشیاء کا وجود علم رب الارباب مین موجود
ہونا ضرور ہے اور علم چونکہ بسیط ہے اور قابل تجزی نہین ہے تو مرتبہ علم مین تقدم
اور تاخر زمانی کو گنجایش بھی نہین ہے۔ بخلاف وجود خارجی کے تو اب حقایق اشیاء
جو وجود خارجی سے لیئے ہین یہہ وہی صور علمیہ ہین جنکو صوفیاء کرام اعیان ثابتہ فی العلم
کہتے ہین۔ یعنے حق تعالی آثار مطلوبہ کو حسب منشاء و مشیت اپنے صور علمیہ سے
ایک صورت خارج مین پیدا کرتا ہے۔ اشیاء یعنی حقایق ممکنہ کا وجود خارجیہ اور حدوثیہ
در اصل کچھ حقیقت نہین رکھتا مگر ہان البتہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ عکس وجود علم یا نور
علم ٹہرا تو بہا یکجان اسبات کو جان کہ علم اوس خلاق عالم و عالمیان کے صفات
ذاتیہ مین سے ہے اور صفات ذاتیہ عین ذات ہین۔ تو پہر غیریت کا تو کوئی
محل ہی نرہا (سبحان الذی خلق الاشیاء وهو عینها) اور (ان شئت
قلت حق وان شئت قلت خلق) صوفیاء کرام نے اپنی مقررہ اصطلاح کے
موافق کہا ہے تو بلحاظ اسکے جسکو ہمنے اجمالاً اوپر بتلایا ہے محل اعتراض تو نہین۔ پس
اے طالب نگاہ رکھہ تو اپنے لیے حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تا ہو جاوے
تو راہ پانیوالو مین سے سیدہی راہ کے اور یہی بہتر ہے لئے ذریعہ ہے
بخشش اور نجات کا۔

فصل بست و سوم

العزیزہ - ہر انسان اپنی عمر کے دوسرے حصہ یعنے سن بلوغ کو پہونچکر دنیا کو ایک حسین خوبصورت نازنین مہہ جبین حسن کی پتلی پاکر اوسکے پہڑکتے ہوئے کرشمہ لے ناز کے خمار عشق مین مدہوش ہو جاتا ہے - حالانکہ جن لوگون نے زمانے کو آزما چکا ہے وہ اوسکی عیب قبح کو چیخ چیخ کر سُناتے ہین - شعر

جمیلہ ایست عروس جہان ولی ہوش دار ‫ ‫ ‫ ‫ که این مقدرہ در عقد کس نمی آید

اے نادان اسکی ظاہری بہولی پیاری صورت محض خیال ہی کو آوارہ نہین کرتی دل کو لٹو بنا کر گرفتار بلا ہی نہین بناتی بلکہ ریخ ومحن کا محشر بپا کردیتی ہے - ہزارون بے خطا نازک دلون کو بیرحمی کے ساتہہ پیرون سے کچل ڈالا ہے - خبردار خبردار ہرگز ہرگز اوسکے فریب بہ ناگمر سنتا کون - اوس عالم فریب صورت کے وصال کی تمنا ایسی گلوگیر ہو جاتی ہے کہ پروانہ وار اپنی پیاری عزیز جان اور عمر کو بے اختیار نثار کردینے پر آمادہ اور مستعد ہو جاتا ہے بمصداق اس حدیث شریف کے (الشباب شعبة من الجنون) قدم بڑہاتے ہی دنیا کے دلچسپ اور دلربا حرکتون کے بادۂ گلرنگ کے بیخود فراموشی مین بہت سارون کو اپنے سے ایک قدم آگے بڑہے ہوئے دیکہکر دریاے حیرت مین ڈوب جاتا ہے نظر تعمق سے دیکہا جائے تو واقعی اوس بیچارے نوجوان عاشق نا تجربہ کار کا مقام عبرت مین رہنا صحیح معلوم ہوتا ہے اور رہبر و بیعقل اوسکے تحیر کو حیرت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکہیگا - چونکہ وہ فتنہ گر معشوق ایسے محل مین جلوہ افروز ہے جسکے کرورہا دروازے اور دریچے ہین اور ہر دروازے

اور دریکون پر اوسکے شیدا اون کی کثرت ہجوم اس قدر ہے کہ طلب حصول وصال کی راہین سوجھائی نہین دیتین - صرف اوسکے ایک دروازے پر نظر ڈالی جاوے جسکا نام تجارت ہے تو تجارت ذیروح کے علاوہ تجارت غیر ذیروح مثلاً - روشنی علوفہ ظروفات مالنوی - حکاکی - خیاطی - آہنگری - زین - ہارنس - فرنیچر - دوخانی کلین قطب نما وغیرہ وغیرہ ہزارون اقسام ہین قطع نظر اسکے تجارت اور ہی تو صنعت اور حرفت اور ہے - اور اون کے علوم اور تجربیات ہی اور ہین - علمی ہنر جغرافیہ اقلیدس - طب - رمل - نجوم - معنی - منطق - بدیہی اصول - فصاحت - بلاغت عروض - انشار - سحر - طلسم - راگ - سرود - سبکے سب مختلف اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہی علیحدہ ہین - تسخیر حیوانات کا علم اور ہے تو معدنیات - نباتات شناخت خواص اشیار کا علم اور ہے - ماحصل یہہ کہ ہر پیشہ ورکا علم جُدا - اصطلاحات جُدا یہہ ایک عجیب وغریب تماشہ ہے کہ علم ایک شئے اور لفظ واحد ہے مگر اوسکے اشکال مختلفہ گونہ گون محسوس ہو رہے ہین - گویا علم ایک ایسا درخت ہے جسکی ہزارہا مختلف شاخین ہین اور ہر ہر شاخ مین اقسام اقسام کے پہل پہول پتے رنگ وبو - ذایقہ اور کل کے کل مختلف الانواع ہین آئین مملکت اور ہی تو طرز معاشرت اور تمدن ہی اور ہے یہی نوع انسان کی کثرت اقوام کی کثرت - واقعی دنیا ایک ایسا طلسم ہے جو آیا اور دام بلا مین گرفتار ہوا یہی ایک حیرت اور انوکہی بات ہے - ہومر - سقراط - افلاطون - جالینوس - بطلیموس - فیثاغورث ارسطاطالیس - وغیرہ یہہ وہ لوگ ہین جنکو زمانہ حکما کے لقب سے پکار رہا ہی جو صدہا قسم کے علوم دنیوی کے بانی اور موجد ہین - حکماے عرب - بوعلی سینا

ابو النصر فاریابی اور علماے عرب حضرت امام غزالی و امام فخر الدین رازی و شلبما
و ائمہ اربعہ۔ مجتہدین کبار و محدثین عالی تبار وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جنکی
عقل اور فہم و فراست۔ ایمانداری۔ ورع و تقوی۔ اور اعلی علم دانی شہرۂ آفاق ہی
یہ لوگ ہین جنکو آج بہی زمانہ اونکی شاگردی کی آرزو کرکے استاد پکار رہا ہی جنہون
نے اپنے تصنیفات کا بہاڑ سرمایہ اور ذخیرہ چہوڑا ہے جسکو دیکہنے والون کی مبصر
نظرون مین چکا چوند اندہیری آجاتی ہے۔ اون کے تیز طبیعتون کے چمکدار شعاعین
آج بہی عالم کو تاریک غارون اور وحشت ناک جنگلون سے نکالکر علم کے روشن
سطح مین لے آرہی ہین اون کے تبلاے ہوئے اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل اور
مذہب ملت کے علوم کی راہین آج ہی پر کیا موقوف ہے آیندہ آنیوالی نسلون کے
لئے بہی بغیر تقلید کرلے نچہوڑینگے۔ ہاے افسوس صرف علوم دنیوی حاصل
کرنیکے لئے عرب کی شاگردی کو فخر سمجہکر جن قومون نے گوے سبقت لیگیا وہ آج
بہی زمانے مین ہر طرح سے ممتاز ہین۔ والا اون لوگون کے جنہون نے اپنے
بزرگون کی پیروی کو ترک کردیا۔ ہان مطلب دور جاتا رہا۔ وہ نو عمر دنیا کا شیدا
جسنے ابہی پوری ساری نظر سے دیکہا بہالا نہ تہا تمام عالم کو اوسکا دیوانہ اور
اوسکی امید وصال مین کسی نے کسی تدبیر کو اوٹہا نہ رکہا تہا دیکہتے ہی اس
بیچارے کی عقل کی ہر طرف سے راہین مسدود ہوگیئن۔ اب اسکو یہ بہی نہین
سوجہتا کہ کیا طریق اختیار کیا جاسے تدبیر معاش مین جسکو دیکہا سر دہنتا پایا۔
بقول کسی کے۔

رباعی۔

ہر صبح کہ درہاے فلک باز کنند + مردم قانون جستجو ساز کنند

قوال فلک بدست گیر دف مہر | دنیا طلبان بازدن آغاز کند
صبح ظفر از شرق امید و مید | اصحاب غرض راشب سودا سر آمد

باوجود اس حیرانی اور پریشانی اور سرگردانی کے کوئی کامیاب دیکھا گیا نہ سُنا جاتا ہے غضب تو یہ ہے کہ اوس عشوہ گر شعبدہ باز سرو سیمینہ کی منزل گاہ کی رفعت و مسافت انتہائے عمر انسانی ہے بقول کسی کے رباعی

زروزگار اگر کام خویش برداری | بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری
اگر بثروت سامانیان رسی و کیان | دگر بچرخ فرازی علم زجباری
چہ سود عاقبتش بہ سیری و بسپاری | دریغ کہ آخر ازان بگذری و بگذاری

یہان اسوقت ہم دنیا کی بے وفائی کو نہین بتلاتے ہین اگرچہ کہ ہماری تقریر بہت وسیع میدان کو چاہتی ہے مگر تاہم مشتے نمونہ جو کچہہ ہی بیان کیا گیا اوس سے انکار تو نہین ہے - جب یہہ صحیح ہے تو ہم یہہ کہتے ہین کہ صرف کہانے پینے - رہنے سہنے - بسنے - پہننے اوڑہنے کے لئے لاکہون کروڑون اقسام کے علوم اور فنون اور اصطلاحات جداگانہ کے طرق جو بیانات سے باہر ہین اور یہہ سب ایک علم معاش کے تابع ہین اور اسکے حصول مین دگنتی خطرات اور خدشات کا سامنا ہے تسپر بھی کسی نے (کَانَ لَمْ یَکُنْ) اوسپر قبضہ پایا اور نہ پورا سارا کامل طرح پر حاوی و متصرف ہوا - جاہل تو جاہل ہی ہے - کاملون کے عقول ہی ٹہوکرین کہانیسے بچے نہین - صرف علم معاشرت کی یہہ کیفیت ہے تو علم معاد تو جدا ہی رہا باوجود علم معاش اور علم معاد کا کچہہ حصہ اکتسابی ہونیکے یہہ وقتین ہین تو اوس علوم مین تو زیادہ سے زیادہ مشکلات

اور آفات اور نکات اور اصطلاحات ہونی چاہئین جو علوم اکتسابی نہین کہلاتے۔
اس ہمارے بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو علوم حصولی نہین اوس مین غور خوض کرنا
اور فکر کو دخل دیکر اعتراضات کا کرنا بیشک زیادتی اور نادانی سے خالی نہین۔ الغرض
صوفیاء کرام کا علم حصولی نہین ہے اون کے علوم عالیہ کے مدارج محض علم حضوری
ہی پر مبنی نہین ہین۔ بلکہ اس سے اعلیٰ اور افضل اور اکمل مراتب رکھتے ہین
اور خاصکر وجود باریتعالیٰ مین گفتگو تو نہایت ہی نازک اور پرخطر مقام ہے۔ یہان
بڑا ادب درکار ہے۔ ذراسی لغزش مین معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔ ابو منصور
ماتریدی حنفی اور حضرت امام غزالی شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ قدریہ۔
اور جبریہ۔۔ اہل عدل و تعطل۔ اہل تشبیہ۔ اہل رفض۔ اہل نصب کے ایک
جانب غلو اور اختلاف نے ایک پیارے سے پیارے مستقیم مذہب
کو (۷۲) طریق پر محض کج فہمی اور خود رائے کے بدولت ہو کر ٹکڑے کر دیا۔
قاضی ابوبکر باقلانی۔ ابو العباس قلانسی وغیرہ وغیرہ علماے متکلمین نے
صفات عزوجل جلشانہ مین گفتگو کی۔ واصل بن عطا اور اوسکے تابعین معتزلی
کہلائے۔ بھائیجان امام ابو الحسن اشعری کے تابع اہل سنت وجماعت کے
چارون مذاہب اسوجہ سے ہین کہ سلف کے طریق کے موافق اون کا طریق
رہا۔ پس ہمکو بھی سلف کے طریقہ پر چلنا چاہیے۔ صفات ذاتیہ حقیقیہ۔ صفات افعالیہ
صفات اضافہ ثمانیہ۔ صفات سلبیہ۔ اور علمی مباحثون کو عامی کیا جانتے۔ جب وہ
پورے سارے عالم متبحر باعمل ہین اور نہ متکلم تو ایسی حالت مین حق نہین پہونچتا
کہ ایسی باریک باتون مین گفتگو کرین۔ ایطالب اثبات کو یاد رکھہ کہ چند طالب کیفی

ایسے ہین کہ جنہون نے قرآن عظیم کے اسرار اور معنون مین تدبر نکر کے صرف
ظاہر قرآن کو ہی تمسک کیا اور تشویش و پریشانی مین پڑے۔ اونکے خیال خام اور
عقل ناقص مین اسپر مہمل اعتراضات اور تناقض پیدا ہوا اور اون کے اصل اعتقاد کو
باطل کر دیا اون کے دلون مین کفر و انکار پیدا کیا اور اونکو اسبات پر لایا کہ حشر
نشر جنت۔ دوزخ اور مرنیکے بعد اللہ کے طرف باز گشت ہونیکا انکار کرین۔
(معاذ اللہ منہا) پس اونہون نے اس ہی عقیدے کو استوار کیا اور اپنے دلون
مین چھپا رکہا اسلئے اون کے منہ سے تقوی کی لگام اور اون کی گردن سے
ورع اور پرہیزگاری کی رسی چھوٹ گئی۔ حلال اور حرام کی رعایت نظر سے اوٹھہ
گئی جدہر چاہئے حطام دنیا پر منہ ڈالنے لگے۔ شہوت نفسانی کی پیروی لازم کرلی
جاہ طلبی مال کی محبت اور دنیا کی لذت مین حیران سرگردان رہے۔ اور پرہیزگارون
اور ورع و تقوی والون نیک مردون کو حقارت کی نظر سے دیکہکر نادان
سمجھنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس صد ہزار افسوس مومنون کے ورع اور تقوی
کو دیکہنا ان گمراہونکی سرکشی اور ضلالت کو بڑہا دیا حالانکہ دیندارون کے تقوی
کو دیکہنا مومن کے تقوی کو مضبوط اور استوار کرتا ہے۔ اور تقوی کا شوق پیدا
کراتا ہے۔ العزیز۔ ان انہون کے انکار کا سبب یہہ ہوا کہ انکو چشم بصیرت ہی نہین
ہے عقل کی آنکھہ بند رہی۔ انکی کوتہ نظری ہر شئے کی فقط ظاہری صورت اور
خیالی کالبد کو ہی دیکہی۔ اسکے سواے انہون نے ہر شئے کے لئے جو ایک
روح اور حقیقت ہوا کرتی ہے وہان تک اپنی نظر کو بلند نہین کیا عالم شہادت
اور عالم ملکوت کے درمیانی مناسبت کو نہین پہچانا۔ جب ان قاصر نظرون نے

ارواح اور حقایق کے طرف نپڑنے نہین لیگئے ظاہری مثالین انکو آپسمین ایک دوسرے کے مخالف نظر آنے لگے اِسی سبب سے وہ گمراہ ہوئے اور ونکو بھی گمراہ کیا۔(ضلوا واضلوا) خاک پڑے اونکی زیرکی اور دانای پر کہ اون کی آخرت کی ہلاکی کا سبب ہوئی۔ہان مسئلہ وحدۃ الوجود کے عقیدہ سے والون نے اوس رب جلیل کو عالم کے ساتھہ نہ ذاتمین۔نہ صفات مین۔نہ اعتبار کی راہ سے اور نہ نسبت اور نہ شئے سے کسی نوع سے بہی اشتراک کو مطلقاً جایز ہنین رکہا ہے۔الغرض ہماری سمجھہ سے اولیاء کرام کی باتین بہت پرے ہین اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ عوام کے ذہنون کے موافق الفاظ اور اوسکی معنی ہوا کرتی ہین اور وہ اسلئے موضوع بھی ہوئے ہین جب اولیاء اللہ کے کشف و مشاہدات کے لئے الفاظ موضوع ہنین ہین تو اوہون نے اسی تنگی الفاظ کی وجہہ سے اونہین مقررہ الفاظات کو اپنے استعارات اور اصطلاحات قرار دے رکہا ہے۔پس جب لوگ اون کے کلام کو سمجھنے کی قوت ہنین رکہتے ہین تو اوپر طعن بھی نکرنا چاہئے۔کیا سمجہتا ہے تو اس حکایت کو (واذقال اللہ علیٰ لسان نبیہ) سمع اللہ لمن حمدہ) ویقضی اللہ علیٰ لسان نبیہ ماشاء) پس جب قاصر ہے تو اِن نکات مین تدبّر کرنے سے تو سب سے آسان اور عمدہ بات ہم تجھے بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ جو شخص اپنی موت کو ہمیشہ پیش نظر رکہے گا تو۔جانکنی کی مصیبت۔عزیز واقارب۔دولت وجاہ ومنزلت کا فراق۔موت کے بعد قبر کی تکلیف۔منکر نکیر کی ہولناک صورتین اور اونسے سوال وجواب نفخئہ صور کی ہیبت۔روز قیامت کا خوف میدان

حشر کی رسوائی اور فضیحتی کا سامنا۔ نامۂ اعمال کا بائین ہاتھہ مین آنیکا ڈر۔ میزان
اور پلصراط کی دہشت۔ مدعیان حقدار کا خوف۔ دوزخ کی تکلیف۔ طوق و
زنجیر گرز۔ آتشین سانپ بچہو کے دردناک عذاب۔ بہشت کے خوشگوار ذائقہ
نملنے کا غم۔ دیدار رب العزت کی نہونیکی ساری ارمانون اور حسرتون کی بہت
بڑی حسرت۔ یہہ وہ باتین ہین کہ خواہ نخواہی کچہہ نہ کچہہ اللہ صاحب کے امر و نواہی
کے ضرور پابند کرائینگے۔ کسی نے اتناہی اگر کرلیا تو بہت کچہہ کمالیا۔ اور اوس
جنت اخروی کو حاصل کیا جان جس مین اکثر بلہار ہا کرینگے۔ بمصداق اس حدیث
شریف کے (ان اکثر اہل الجنۃ البلہ وعلیون لذوی الالباب) یعنی
جنت مین اکثر بلہار ہینگے اور زیرکون اور دانشمندون کا مقام علیون ہے۔ یعنے
عالیشان بہشت۔ افسوس ہے اونکی پست ہمتی اور نادانی اور خست اور کم ہمتی پچہ
مراتب عالیہ کے حاصل کرنے سے غافل ہین اور راوس معرفت کے بے بہا جوہر کے
عوض کنکر پتہر پر قناعت کرتے ہین اور زاونکی حالت تو اس سے بہی زیادہ افسوسناک
ہے جو شہوت شکم اور شہوت فرج کی لذت مین تو پہنسے ہین اور بغیر سمجہے بوجہے
چہوٹا منہہ بڑی بات وجود خداوندی مین بحث کرتے ہین یہہ فعل اونکا محض جہل ہی
نہین جہل مرکب ہے۔ یعنے نادانی اور ناانصافی سے خسران اور خذلان کے
بیج کو آخرت کہونیکے لئے بوتے ہین۔ العزیز۔ ہماری بات اگر تو سنتا ہے
تو بزرگان دین کے معاملہ مین اپنی نری عقل کو دخل نہدے۔ اور جادۂ ادب سے
باہر نہو۔ اور اگر اونکی راہ چلنا تجہے مقصود نہین ہے تو خیر کسی کا جبر بہی نہین
ہے بد بولنے سے جب تجہے کچہہ پہل نہین ملتا تو (ظنوا المومنین خیرا) نیک بولنے

مین تیرا کیا بگڑیگا - اچھا بولنا بھی اگر تجھے گران ہے تو اتنا ہی کر کہ اون کے معاملہ مین کچھ بول ہی نہین چھوڑ دے اون کو اونکے حال پر - ایطالب خدا تجھے نیک توفیق عطا فرمادے اور بزرگان دین سے جو تجھے سوء ظن ہے وہ دور فرمادے اور سعی کرنیوالا ہو تو اونکے طریقہ پر چلنے کی شاید پاوے تو اپنی جان کے لئے راحت ابدی -

فصل بست و چہارم

اے مجرد سواحل دریا ہی پر گھومنے والے کیا سمجھا تو (حقیقت الاشیاء ثابتۃ) کے جملہ کو جو بالعموم کتبہائے عقاید مین لکھا پاتا ہے - پس کیا ہے حقیقت اشیا کی - نہین جانتا تو اوسکو مگر یہہ کہ گھیر لی ہے تیری بصارت نے اشیاء کی صورت ظاہری کو اسلیئے ہم کہتے ہین تجھکو کہ پہلے ذرا ابداع حقایق ہی کے جانب تو دیکھہ - اور اوسکے ایجاد پر غور تو کر کہ بدون مادہ شئے کا موجود ہونا کیا ہے جیسے نفس ناطقہ انسانیہ وقت حدوث بدن اور ایجاد عقل کیا تھا - جبکہ شئے موجد مادی مجرد زمانی و غیر زمانی کا اطلاق ہو نہین سکتا تھا - کیونکہ اختراع یعنے شئے بدون سبقت ایسکے کہ اوسکے ہمجنس کوئی موجود ہو نہ یعنے جوہر محل مادہ ہی تھا نہ ہیولے - اور نہ جوہر حال صورت جسمیہ تھی نہ صورت نوعیہ - پہر کیونکر ہوئے آدم علیہ السلام جبکہ سبقت مثال ہی نہ تھا - اور پہر کیا ہے مراد اس سے (خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحًا) یعنے خمیر کیا مینے گل آدم اپنے دونون ہاتھ سے چالیس روز اور فرمایا رب العزت نے (تنزل الروح من امرہ) یعنے اوتارا اللہ تعالے جانکو حکم سے اپنے اور پہر

فرمایا (وما امرنا الا واحدۃ) یعنے نہین حکم میرا مگر ایک بخیر لسکے کہ کن ہو
فیکون - پس ہوگیا وہ بھی (کلمح البصر او ھو اقرب) یعنی ایک چشم زدن
مین بلکہ اس سے بہی نزدیک زیادہ - الطالب ان امورات و قائقہ و رموزات
غامضہ کے اسرارات کا انکشاف منحصر ہے پیروی پر اوس ذات مقدس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات کے پس مضبوط تہام اوس حبل المتین کو
اور یہ یاد رکہہ کہ جبتک طاقدان نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھہ
نصیب نہو ورطۂ غفلت سے نکلنا دشوار ہی نہین بہت مشکل ہے - پس آپکا یہ
ارشاد عالی ہے کہ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) یعنے جسنے پہچانا اپنے
نفس کو پس اوسنے پہچانا اپنے رب کو - پس جمیع حقیقیہ کیا ہے - یعنی وجود مین ایک
امر کا ثابت ہونا اور اصطلاحاً ایک شئے کا محقق ہونا - اور وہ ہر شئے واحد علامت
اور دلیل ہے وجود او تعالے پر - کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ جبتک محل منظور فیہ یعنی
شئے آخر نہو اپنے آپ کو دیکھہ نہین سکتا اور وہ شئے آخر کیا ہے یعنے آئینہ جسکو
صوفیہ عالم سے تعبیر کرتے ہین - اور یہ اوسوقت تک بے جلا تہا جبتک کہ جیز ہی
خمیر تہا - تجلی دائمی اور فیض مقدس کے ہلنے اور امانت اور ودیعت کے
اوٹھانیکی قابلیت اور استعداد نہ رکہتا تہا - مطلب کی بات تو یہ ہے کہ اسمائے
حسنی اور حقایق اسمار خلقت انسانیہ جمعیت آلہیہ سے ہے - کیونکہ خالق اور مخلوق
مین اسماے حسنی کے لحاظ سے جو نسبتین کہ پائی جاتی ہین اوسکو ہر وہ شخص بخوبی
جانتا ہے جسنے بجز ذات کے اسمار اور صفات الہیہ مین غور اور تامل کیا ہو - ہم
ایک چھوٹی سی مثال تجہے دیتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص ایسے محل

اور مقام پر ہو جہان ظلمت اور تاریکی اپنے درجہ کمال پر ہو۔ اور یکایک آناً فاناً وہ مقام روشنی
سے منور و متجلی ہو اسوقت وہ شخص اپنی آنکھ سے یہہ دیکھتا ہو کہ پہلے سے وہ جہان تھا
اور ایک عالیشان شاہانہ مکان ہے۔ اور اقسام اقسام کے فرش فروش ہو پردہ ہاے رنگارنگ
اور نقش و نگار گوناگون کے سواے تمام در و دیوار آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ
ہین۔ اور ہزارہا دون شمع ہاے مومی و کافوری چہار ہانڈی۔ لالٹین جسمین کئی کئی نین روشن
ہین۔ اوسوقت یہہ شخص ضرور یہ خیال کریگا کہ یہہ مکان جہان لاکھون شمع اقسام کے
روشن ہین جبتک کہ آتش کا شعلہ اپنا اثر نہ بخشا تھا یہ سب حالت عدم مین تھے۔ پس
ایطالب یہی حال ہے عالم کا ذات اپنے مالک حقیقی سے (کنت کنزا مخفیا) یعنے تہا مین
خزانہ پوشیدہ۔ یہہ ایک رمز اور اشارہ ہے انکے لیے جو صاحب عقول ہین۔ اور اس سے
واضح اور بین دلیل یہہ ہے کہ خداوندکریم کے مقدس کلام سے یہہ بات ہمکو ہر جگہہ ملتی
ہے کہ اسماء حسنیٰ کے نسبتون کے سواے اوسکی معیت اور قربت ہر طرح سے شامل
حال ہے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھہ متجلی ہو رہا ہے وہی بے قید ایک ذات
لاضدہ ولاندہ ہے۔ پس اگر تجھے عالم کا خیال ہے تو اتناہی سمجھہ لے کہ عالم مین جو کچھہ
بھی ہے وہ صرف مشارکت اسمی ہے اور ان باتون کا معلوم کرنا آسان نہین کیونکہ
روحی معلومات۔ قلبی کیفیات۔ باطنی اسرارات کا ایک بہت گہرا علم ہے جو پاک
دلون پر کشف ہوتا ہے۔ کیا تجھے اسکا یقین نہین ہے کہ زمینی فرشتے جو نوع انسان
پر موکل ہین جنہون نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور وہ شیاطین جو آدم کو سجدہ نہین کیے اور
انسان پر مسلط ہین۔ اور آسمانی فرشتے اور وہ نہین بھی معظم اور مقرب کروبیان یعنے وہ
فرشتے جو کعبہ قدس کے گوشہ مین بیٹھکر اللہ تعالی کے جمال و جلال کے مشاہدہ مین

ایسے شیفتہ اور مستغرق ہین جنکو عالم اور آدم بلکہ غیر حق کی خبر ہی نہین اور حق تعالی کی تسبیح کے سوائے اونکو دوسرا خیال ہی نہین ہی۔ تو خدا کے بندون مین بھی کوئی بندہ ایسا ہونا کیا عجب ہے کہ جمال وجلال الٰہی کے مشاہدہ کا استغراق آدم اور اولاد آدم بلکہ تمامی ماسوائے اللہ سے اوسکو غافل کردے اور غیر خدا کے خیال سے باز رکھے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقرر حق تعالی کی زمینون سے ایک روشن تر زمین ہی کہ آفتاب کا سیر دو روہان ایسا ہے جیسا دنیا مین تیس روز کا ہوا کرتا ہی اور اوس سرزمین مین جو لوگ رہا کرتے ہین ذکر الٰہی مین ایسے مستغرق ہین کہ اونکو خبر بھی نہین کہ حق تعالے کا کوئی بندہ گناہ بھی کرتا ہے خالق تعالے آدم کو بنایا اور ابلیس کو بھی پیدا کیا۔ خبردار یہہ نہایت غامض اسرارات ہین جو لوگ محض عالم حس وخیال پر اڑے ہین وہ ایسے ہین جیسے کسی نے بادام کے پوست یا صرف انسان کو دیکھا بادام کے مغز اور انسان کی ذات مین کیا کیا عجایب وغرایب مخفی ہین اور اوسکی جامعیت کیسی ہے پے نہین لیگیا۔ العزیز۔ اس سے زیادہ بیان کرنیکی اجازت نہین ہے اسلئے کہ بزرگان دین نے اپنی حالت ذوقیہ اور وجدانیہ سے جو باتین کہ حاصل کیے ہین وہ بیان کی قید مین کیونکر آسکتی ہین۔

پس اپنی جان کو بزرگان دین کے بد کہنے اور ہلاکت مین ڈالنے سے بچا اور مانگنے والا ہو تو مدد کا اللہ غالب اور برتر ہی شاید پہونچی تجھکو رحمت تیرے رب کے جانب سے۔

فصل نسبت وپنجم

العزیز۔ اب اصل لفظ وجود کی معنی بہی معلوم کرے۔ شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک

ہر شے کی نفس ذات ہے۔ متکلمین کہتے ہین کہ وہ ایک بسیط صفت ہے جو منضم
ہے ذات ہر شے سے۔ اشراقین کہتے ہین کہ ثانی کلی مشکک ہے۔ مشائین کا
مذہب ہو کہ وجود واجب کا عین ذات ہے۔ اور ذات ممکن کی ممکن کا غیر بعضون
کے نزدیک متکثر الافراد کلی ہے اور بعضون نے یہہ کہا ہے کہ وہ ایک خاص ارتباط ہے
جو ذات واجب کے ساتھہ ذات ممکن کو حاصل ہے۔ اور اہل لغت مثل کشاف اور صراح
کے نزدیک وجود کا معنی پانا مطلب اور ہستی کا ہے۔ اور صاحب لغت نے یہہ بھی صاف
بتلا دیا ہے کہ وجود کی معنی جسم کی جو کرتے ہین وہ عرفاً بطریق مجاز مستعمل ہے حالانکہ
وجود کی معنی جسم کی نہین لغت نے اس امر کی تصدیق اور تصریح کردی کہ عرفاً اور
مجازاً جسم کی معنی کرتے ہین۔ جو جہال وجود کے اصلی معنی۔ کون و ہستی۔ و بودن
و حصول و صیرورۃ سے ابا کرکے جسم سے خواہ لطیف ہو یا کثیف تعبیر کرکے اہل وجود
پر طعن کی راہ سے کہتے ہین کہ تمہارا اور ہمارا لکڑی پتھر کل عالم کا جسم اور خدا کا جسم
جب ایک ٹہیرا تو (نعوذ باللہ من ذالک) وجودیون سے بھی بڑہکر کوئی
مشرک ہین کہ خدا اور تمام اشیائے عالم کو ایک کہتے ہین۔ یہہ اونکا کہنا صحیح
نہین جہل ہی جہل ہے۔ اسلیئے کہ خود ہی تو غلط لغت کے خلاف لفظ کا معنی کرتے ہین
اور سپر طرہ یہ کہ بزرگان دین کو برا بھلا بھی بولتے ہین۔ حالانکہ حکما اور متکلمین کے
نزدیک بھی اس سے اوپر کوئی معنی نہین ہے۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ لفظ
وجود سے ذہن مین جو متبادر ہوتا ہے کہ بہت سارے اشیا رو مشترک ہین
یہ صریح غلط ہے (ولا یحیطون بہ علما) ہان اسبات پر غور کر کہ ہستی کا لفظ
کسکی ذات کے لیے کہنا موزون ہوگا۔ بظاہر ہستی اوسیکا نام ہے جو عدم اور

فنا کی ضد مین بولا جاتا ہے۔ جب یہہ جان لیا تو اب یہ بھی سمجھہ لے کہ فنا اور عدم
کسکی ذات کے جانب خطاب ہو سکتا ہے تو عقل یہی کہتی ہے کہ جس مین حدوث
ہوگا وہی عدم اور فنائیت کی صفت مین داخل ہے۔ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ حدوث
تمامی عالم ہی کے لیئے ہے اور عالم فانی ہے اور معدوم۔ اور یہ مسئلہ تو متفق علیہ
ہے۔ جہال نادانون کا یہ خیال کہ صوفیہ عالم کے وجود اور خدا کے وجود کو ایک
کہتے ہین (استغفر اللہ من ذالک) ہرگز ہرگز اوسکا یہہ عقیدہ نہین ہے۔ بہاینجا ان
حقایق ممکنہ خدا سے بھی متغایر ہین اور باہم بھی متغایر ہین جیسے کشتی اور کشتی مین بیٹھنے
والونکی حرکت گو ایک ہی ہوتی ہے مگر کشتی اور کشتی مین بیٹھنے والے باہم متغایر ہین
ایسا ہی خداوند عالم اور عالم کا وجود باوجود کسیطرح کی نسبت نہونیکے واحد مان بھی
لیا جاوے تب بھی خدا اور ہے اور عالم اور ہے۔ البتہ مادہ حقایق وہ وجود
مشترکہ ہے جسکو خدا کی ذات سے وہ نسبت ہے جو آفتاب کی شعاعون کو
اوسکی ذات سے نسبت ہوتی ہے۔ مخلوقات اپنے وجود اور ہستی مین اوسکے
ایسے محتاج ہین جیسے دہوپ اپنے وجود مین شعاعون کے محتاج ہین۔ پس ہستی
کا لفظ عالم کے لئے کہنا کسطرح موزون ہو سکتا ہے اور نہ سزاوار۔ تو محالہ یہی کہنا
پڑا کہ ہستی کا لفظ اوسی کے لئے سزاوار ہے جسکی ذات تمام عیب و قبح ضرر اور
نقصانات سے پاک اور منزہ ہے۔ اور بہمہ وجوہ تمامی صفات کمالیہ اوس مین
موجود ہون ایسی ذات خداوند تعالی و تقدس کی ہے اور اوسیکے لئے ہستی سزاوار
ہے اور وہی ہست ہے۔ ولو بالفرض تہوڑی دیر کے لئے عالم کی ہستی کا اقرار
کر بھی لین تو ہستی کے شرائط اور ان صفات کا جامع ہونا لابد ہوگا جو بالذات

عالم مین پلٹ کے کفین جلاتے تو اُس سے یہی نتیجہ نکلا کہ بہت وہی ایک ذات واحد متجلی ہے۔ اور اوسکے ماسوا یعنے ما سوائے اوسکے عدم اور نفی ہی کا اطلاق ہوگا۔

اعزیز ۔ ایک اور بات ہم بحیثیے اسکے ضمن مین بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ عرب کی لغت مین سلوک چلنے کو کہتے ہین اور چلنے والے کو سالک۔ اور چلنا جہل سے علم کے جانب ہے یا اخلاق ذمیمہ سے اخلاق حمیدہ کی جانب یا اپنی ہستی موہوم سے خداوند تعالےٰ وتقدس کے جانب۔ اہل شریعت سالک کو محصل اور سلوک کو تحصیل کہتے ہین اور اہل طریقت سالک کو مجاہد اور سلوک کو جہد کہتے ہین اور اہل حقیقت کے نزدیک سالک باقی اور مشیت سلوک منفی اور اثبات سے ہے یعنی نفی خود در اثبات خداوند تعالےٰ وتقدس۔ سلوک محض طلب ہے۔ اور اذکار وغیرہ اوسکے شرایط ہین۔

وجد کی معنی عرب کی لغت مین پانا ہے اور اہل تصوف کے نزدیک عالم غیب سے قلب سے ادراک ہونا ہے۔ اور جب وجد زیادہ ہوتا ہے تو اوسکو کشف کہتے ہین۔ اور جب کشف زیادہ ہو تو اوسکو معرفت کہین اور جب معرفت زیادہ ہوئی تو اوسکو مشاہدہ کہتے ہین۔ اور جب کل حجابات دور ہوجاتے ہین تو اوسکو معاینہ کہتے ہین۔ جب تو یہہ معلوم کرلیا تو اب اسکو بھی جان لے کہ ذات۔ یا صفات۔ یا اثر صفات کے ظاہر ہونیکا نام تجلی ہے۔ اور حال سے مراد الہام ہے۔ صاحب قرب ووصال ہمیشہ خوف ومحبت مین رہتا ہے۔ زیادتی علم باعث قرب ووصال ہے۔ جب سالک اپنے سلوک مین ہمہ تن محویت پیدا کرلیتا ہے۔ تو اوسکے دل مین عشق کی مشعل بھڑکتی ہے۔ جب حضرت عشق تشریف لاتے ہین تو تفرقہ تلوین سے مقام تمکین مین لیجاتے ہین یہی حضرت عشق ہین کہ ہستی عالم کو جلا کر فقط

ہستی خداوندی کو باقی رکھتے ہین - جب ہستی عالم ہی جلگئی تو پہر وہی ایک وجود نمایان ہوتا ہے - اسی موقع پر نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ شعر -

اگر از ہستی حق خبر داشتے — ہمہ ہست عالم را نیست پنداشتے

صوفیار کرام وجود کی معنی جو ہستی کے کرتے ہین تو از روئے لغت بہی توصیح ہے اور ہستی اوسکو خداوند عالم کے طرف منسوب کرتے ہین جو در اصل ہستی مطلق اوسکی ذات کے لئے ہے تو پہر وہ بیجا گو لسان استہ چل رہے ہین - جو قابل اعتراض ہین - جب وجود ایک ٹہرا اور وجود معنی ہستی کی ہین اور ہست خداوند عالم کی ہی ذات ہے تو جو بہی کچہہ ہے پس وہی وہ ہے - جاہلون کا طعن حسد کی راہ سے ہے - یہہ یاد رہے کہ جوہر اگر کیچڑ مین بہی گرے تو اوسکی نفاست کہین جاتی نہین - غبار اگر افلاک پر بہی جاوے تو اوسکا خسیس پن کہین جاتا نہین - چاند پر خاک اوڑانے سے کچہہ چاند میلا نہین ہوتا بلکہ اولٹی خاک اہنین کے مُنہہ پر گرتی ہے -

ایعزیز - اسبات کو جان کہ کوئی کتنا ہی عقلمند اور دانا کیون نہو وہ کسی حجرہ مین بیٹہکر گہڑی دیکہہ کر یہہ کہے کہ آفتاب غروب ہوگیا - اور ایک جاہل نادان بالاخانے پر سے آفتاب کو دیکہہ رہا ہو کہ ہنوز غروب نہین ہوا تو وہ صاف کہیگا کہ تو جہوٹا اور تیری گہڑی جہوٹی ہے آفتاب تو برابر موجود ہے ایسا ہی کوئی خداوند عالم کو ہست اور مخلوق کو بھی ہست کہیئے تو ایک نادان جاہل بہی اوسکی بات باور نکریگا - اور یہی کہیگا کہ تو جہوٹا ہے خداوند تعالیٰ و تقدس کی ذات ہست ہے - اور عالم کو ہستی نہین - آنا اور جانا تغیر و تبدل خود اسبات کی

دلیل ہے کہ عالم کو اثبات نہین۔ اسپر بہی کوئی نادان یہہ کہے کہ خدا کی ہستی اگر بڑی ہے
تو ہماری یعنے عالم کی ہستی تہوڑی ہے۔ اوسکی ہستی کی انتہا نہین ہے تو عالم کی
ہستی چندہی روزہ سہی بہرصورت ہستی تو ہے۔ ایسے شخص کی ایسی مثال ہے
فرض کرو کہ ایک شہنشاہ جمجاہ کے اتنے خزانے ہون کہ زمین اور آسمان مین سمان
نہ سکین۔ اور ایک شخص کے پاس تین دمڑی کا پیسہ ہے اور وہ بہی کہوٹا اور وہ
شخص اوس پیسہ کو شہر کے بازارون اور گلی کوچون مین لئے پہرتا ہے اور اہل
شہر سے یہہ کہتا ہے کہ مجہے بہی مالدار کہو بلکہ مجہے بہی ویسا ہی شہنشاہ جانو جسکے
خزانے زمین اور آسمان مین نہین سماتے اوسمین اور مجہہ مین فرق ہی کیا ہے
وہ بہی انسان ہے اور مین بہی انسان ہون وہ بہی مال رکہتا ہے تو مین بہی
مال رکہتا ہون۔ کمی اور زیادتی کا اعتبار ہی کیا ہے۔ نسبت کے لحاظ سے
تو مجہہ مین اور اوسمین کچہہ فرق نہین تو پہر مجہے مالدار کہنے مین کیا شبہہ ہے۔
لوگ اوسکو پاگل سمجہکر نزدیک پھٹکنے نہ دینگے اور یہ اونسے لڑمرتا ہے۔ تو لوگ
اوسکو بجز اسکے اور کیا کہینگے کہ ارے نادان تیرے پاس مال ہی کیا ہے فرد
چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ رہنے کو چہوڑا نہین خواب دیکھے محلون کا جس
تین دمڑی کے پیسے کے زعم مین تو لڑتا پہرتا ہے صدہا عیب ونقصانات سے
بہرا اور نرا کہوٹا صراف تو صراف جاہل سا جاہل بہی اوسکو چہوگا نہین آنکہون
والا تو خیر اندہا بہی تو اوسکو لیگا نہین۔ تین دمڑی کا پیسہ ہونا بہی جب تیرے
پاس ثابت نہین تو پہر کیونکر تو مالدار کہلا سکتا ہے اور جس ٹکہ کے ٹکڑے
پر تجہے زعم ہے وہ بہی تو اوسیکی حکومت کا سکہ ہے۔ مگر وہ کہان سنتا مرغی کی

ایک ٹانگ اپنی ہی لگائے جائے۔ ایسا ہی خداوند عالم کی ہستی کے مقابلہ مین عالم کی ہستی کا اقرار کرنا بجز پاگلون کے اور کسکا کام ہے۔ نیست کو ہست کہنے والا ایسا ہے جیسے رات کو دن سمجھنے والا۔ اوس نادان کو اتنی بھی سمجھ نہین کہ جب دن نکل آتا ہے تو تاریکی اور ظلمات کا نام تک نہین رہتا۔ بظاہر عالم کی اس عارضی ہستی کا جو تجھے زعم ہے تو تجھہ یاد رکھہ کہ یہہ اوسی ہستی مطلق کے آثار اور احکام ہین۔ اے ظاہری الفاظ کے معنون پر اڑ رکھہ رہنے والے کب تک اندھون کے مانند سواحل دریا کی سیر نکریگا۔ وہان کے عجائب وغرائب تماشون اور عمدہ عمدہ نہرون اور بہتر سے بہتر میوون اور نادر نادر حالات معلوم کرنیکے لیے اوسکے ٹاپون پر گذر کرنیکا سامان مہیا کر خواب غفلت سے بیدار ہو۔ رشد اور سعادت کی کشتی پر سوار ہونیکی قدرت حاصل کر اور اوس دریائے وحدت کی عمیق گہرائی مین غواصی کر تا بیش بہا انمول دُرر جواہر خود واہی ملے اور تو مالامال ہو سکے۔ کیا تو نے اگر دیکھا نہین ہے تو سنا بھی نہین کہ اوس دریا کے پکے پیراکون نے اوسکی ڈوبکی لگا لگا کے یاقوت احمر زبرجد اخضر نکالے ہین۔ اور اوسکے کنارون سے عود ارطب الفضر تریاق اکبر مشک اذفر حاصل کیے ہین۔ محض الفاظی جھگڑون مین پھنسکر ایسے نفیس نعمتون سے کیون بے خبر اور بے نصیب رہا جاتا ہے۔ یہہ یاد رکھہ کہ افعال الٰہی سب بے شمار ہین جو کچھہ کہ ہست ہے وہ اللہ ہی ہے۔ اور اوسکے افعال ہی ہین۔ اور جو ما سوائے اللہ ہین سو وہ بھی اللہ ہی کے افعال ہین مگر بات یہہ ہے کہ ہر کسیکا مقدور نہین جو ان رموزات کو پہچان سکے۔ اسکی پہچانت کے لیے چشم بصیرت ہی چاہیے۔ حواس ظاہری اسکو پا نہین سکتے۔ باطن کی بینائی درکار ہے۔ اور باطنی آنکھہ مین اوسوقت تک نور نہین

پیدا ہوتا جبتک کہ اوسکے علوم معلوم نکیے جائین - اور وہ علوم عالیہ علاقہ رکھتے ہین
عالم ملکوت اور فرشتون اور روحانیات سے - اور یہہ سارے اسرارات کا جامع
علم قرآن عظیم ہے - اور اسکا سبق حاصل ہوتا ہے ماہر فن سے اور اس فن کا پورا ماہر
وہ پیارا خداے پاک کا مجسم نیک بندہ افضل الانبیا معصوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی
جنپر وہ کتاب وحی کیگئی - پس اگر شوق ہے تجھے اوسکے حصول کا تو اوس طاقدان
نبوت سے سیکھ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن عظیم سات لغت پر ہے
تو ایطالب کیا مراد لیتا ہے تو اوسنے اور کیا ہین وہ سات لغت - الغرض ہم تجھے کہے
دیتے ہین کہ خیالی معنون کے جال مین عمر بھر پھنسا رہا ہی تو تیری وہی مثال ہوگی جو
گولر کے اندر کے کپڑون کو حاصل ہے - یعنے دنیا اون کے نزدیک اوتنی ہی ہے
جتنا کہ دور اوس گولر کا ہے - پس اے طالب فراخی اور کشادگی چاہ اور ڈہونڈ
تو استقلال کو اور ثابت قدم رہو طریقہ پر اولیا اللہ کے کیونکہ اونکا مسلک کتاب
وسنت سے باہر نہین ہے شریعت مطہرہ سے وہ ایکقدم بھی تجاوز نہین کرتے -
جب تو اونکی راہ پر چلیگا تو شاید پانیوالا ہو جاے تو راہ مستقیم کا جسمین تیری سعادت
دائمی اور ابدی ہے -

فصل بست وششم

اے ظاہر کے بینا اور باطن کے اندہے - اور دنیا کے شاغل افسوس ہے تیرے
حال پر سچ تو بتا کہ ظاہر دنیا سے تجھے کیا نصیب ہوا تیری جستجو تریاق اکبر تک تو
نہین پہنچائی جس سے زہر قاتل کا کہایا ہوا شخص شفا پاتا - اور نہ عود ارطب النفس پایا

جو آگ پر رکہنے سے دماغ ہی تازہ ہوتا اور نہ مشک اذفر ملا جسکی خوشبو چھپائی ہی
نہ چھپتی - نہ کبریت احمر ہی ہاتہہ آئی جس سے حقیقت شئے ہی بدل جاتی پتہر سے
یاقوت اور تانبے سے سونا بنانا جانتا نہ تو تیرے پاس یاقوت اصفر ہے نہ
یاقوت اکہب ہے اور نہ یاقوت احمر ہے - اے بیخبر یہہ سارے اشیا بہزار
محنت و مشقت شاہی خزانون ہی مین ہوتے ہین - عوام الناس کے ہاتہہ آنا النادر
کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین - زر زمین - جاہ و حشم - مال و منال یہہ بہی پادشاہونکا ہی
حصہ ہے - رہا عورت اور اولاد علی قدر مراتب اسمین سب شامل ہین مگر خدا کے
لیے انصاف سے کہنا کہ یہہ ساری چیزین زوال پذیر ہین کہ نہین - اگر و زتو اور وہ
سب چیزین فنا ہونیوالی ہین - پہر ان ظاہری آرایش سے تجھے کیا نصیب ہوا -
نہ تو تیری آنکہون کو سکہہ ملا اور نہ تیرے دل کو سرور ہوا - اب شاید تیرا دل یہہ
کہیگا کہ پہر کونسی چیز عمدہ ہے تو ہم یہہ بتلاتے ہین کہ سب سے بڑی دولت دولت عظمی
قرآن مجید ہے - سبکا پیچہا چہوڑ - اور قرآن عظیم جو خزانہ لازوال ہے - اوسکے حاصل
کرنیکے درپے ہو - اور اوسمین بہی اس طریقہ کو مرعی رکہہ جو ہم تجھکو بتلاتے ہین اس
دولت پایدار کے حاصل کرنیکے بھی ظاہری علوم جیسے الفاظ قرآن سے علم لغت ہے
اور اوسکے الفاظ کے اعراب سے علم نحو ہے - اور اوسکے اعراب کی وجہون
سے قرأت اور اوسکے حروف کی آواز نکالنے کی کیفیت سے علم مخارج حروف اور
اوسکے بعد ظاہری معنون سے علم تفسیر ہے علم فقہہ بہی دریا کی ایک نہر ہے جو نظم و نسق و سیاست مدن اور اصلاح تمدن کو بتلاتا ہے
جیسے بیع - ربا - و رہن - و میراث - اور نفقہ - اور غنایم کی تقسیم - اور صدقہ
اور مباحات - اور غلام و لونڈی کا پکڑنا اور آزاد کرنا - اور نکاح - طلاق - رجعت

خلع - مہر - ایلا - اور ظہار - لعان - اور حرام نکاح - اور رضاعت - اور مصاہرت قسم - اقرار گواہی - جہیز کی - مار - اور کافرون اور باغیون کا قتل - چور اور رہزنون کے لئے حد اور تعزیر - کفارہ - اور خون بہا اور قصاص وغیرہ - اور اِن سبکو ظاہر سے تعلق ہے - اور آپس مین ایکدوسرے سے مراتب مین ہی علی قدر ہین - علی ہذا علم کلام بھی ہے - محدثین حامل علم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور متکلمین اور مفسرین - اور فقہا یہہ سب علی قدر مراتب حصہ پانے والون مین ہین - ایعزیز یہہ لوگ اگر صرف ظاہر ہی پر اڑے نہ رہکر خدا کی راہ کے سلوک اور نفس کی گھاٹیون سے لڑکر اوبین اور دنیا ردنی اسے منہہ پہر کر حق تعالے کے طرف توجہہ دلادین تو اونکا مرتبہ دوسرے علوم والون پر ایسا ہے - جیساکہ آفتاب کا مرتبہ چاند پر - ورنہ ادنی ہی درجہ مین رہینگے - تجھے اگر اجمال کی تفصیل دیکھنا ہے تو بزرگان دین کی کتابون کو دیکھہ علی الخصوص محققان کامل حضرت امام غزالی وحضرت امام فخرالدین رازی مقتدایان ہذا الفن رحمۃ اللہ علیہم کے جن کے ظاہر کرامات یہہ ہین کہ اون کے تصنیفات فوراً دل کو راہ خدا کے جانب لوٹا دیتے ہین - کیا تجھے اس آیۃ کریمہ کا کچہہ خیال نہین اور کیا تیرا دل نڈر ہوگیا ہے جو فرمایا اللہ تعالی نے (کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ) یہانتک سب عذابون سے بڑا عذاب دیدار الہی کی نعمت سے محروم رہنا ہے - خدارا ہمارا کہا مان اور چھوڑ دے تو اون علوم ظاہری کو جس سے تیرے آخرت کی خرابی کا باعث ہے - اور اختیار کر تو اون علوم کو جسمین تیری دائمی بہلائی ہے - شاید اب تو یہہ سوال کریگا اور خدا تیرے دل مین اس سوال کی خواہش ڈالے کہ دائمی

بہلائی کے علم سے سوال کرے کہ وہ کونسا علم ہے۔ اے میرے پیارے دوست خدا تجھے اپنی محبت عطا فرماوے سن کہ سب علمون مین شریف اور شریف تر علم معرفت الٰہی کا علم ہے اور اوسکے مدارج ہین۔ یعنے علم ذات اور علم صفات اور علم افعال۔ اسکے بعد معرفت آخرت کا علم ہے۔ اور اسکے بعد راہ خدا کے سلوک کا علم ہے۔ یہ وہ علوم ہین جس سے قرب کی دولت اور دیدار الٰہی کی لذت جو ابدالآباد رہنیوالی ہے ہمدست ہوتی ہے۔ کبریت احمر۔ تریاق اکبر عود اطلب انصر مشک اذفر یہ سب اوسکے ٹھوکر کے مقابلہ مین بہی نہین آتے۔ ملا اعلے اور خلد برین کی نعمتیہ سب اوسکے تحت ہین۔ حور و غلمان بہشتی بصد کرو فر بڑے طمطراق سے آراستہ و پیراستہ ہو کر خدمتگاری مین اسپنے کو لینے کی تمنا مین ظاہر کر کے دست بستہ حاضر باش رہینگے۔

پس اگر چاہتا ہے تو ایسی دولت ابدی کو تو مت اٹک کر رہ تو ظاہری الفاظ کے معنون پر۔ اور درپے حصول ہو تو اوسکے شاید راہ بتلادے تجہے خداوند کریم جیسا کہ فرمایا۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا) یعنے جو مجاہدہ کرتے ہین اونکو ہم ہماری راہین تبلاتے ہین۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (من عمل بما علم ورثہ اللہ تعالیٰ علم مالم یعلم) یعنے جو اپنے علم کے مطابق عمل کریگا حق تعالی اوسکو علم لدنی دیگا سے گا اب اگر تو اوسکی معرفت حاصل کیا چاہتا ہے تو پہلے تجہے چاہیے کہ غیر خدا سے کل علاقون کو توڑ دے۔ اور رجوع کر تو اپنے کو خدا کے جانب جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے (وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا) یعنے سب علاقے کاٹ دے۔

اور حق کے ہی طرف رجوع ہو اور یہ تبتل اوسوقت تک حاصل نہ ہوگا جبتک کہ تمام علاقے توڑکر اللہ ہی کے طرف رجوع نہ لاوے۔ اور کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) کی یہی معنی ہین۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود بھی یہین سے ہے۔

فصل بست وہفتم

(یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ)

ترجمہ۔ اے بنی آدم تحقیق کہ بھیجا ہمنے تمپر لباس چھپاتا ہے شرمگاہین تمہاری اور بھیجا ہمنے لباس اوس سے آرایش کرو اور لباس تقوی بہتر ہے نرم اور تکلفی لباس سے یہہ نشانیون اللہ کی سے ہے تو کہ نصیحت پکڑین۔

جانو ایطالب خداوندعالم کا یہہ حکم عام ہے ہمنے اس آیت کریمہ سے جو کچھہ حصہ لیا وہ بظاہر شرمگاہون کی حفاظت کی اور یہہ ہمنے جان لیا کہ لباس شرمگاہون کے چھپانیکے لئے ہے تو شرمگاہون کے چھپانیکے احکام شریعہ کو ہمنے فرض مان لیا چونکہ اس حد تک مان لینا ہمارا ظاہر نص کے مطابق ہی ہے اسلئے کہ ستر عورت پر قیتے لے ہے اور لباس تقوی کا معنی پرہیزگاری کا کرلئے۔

ایعزیز ہمنے جو کچھہ ہی لیا وہ فقط ظاہری الفاظ کے معنون ہی کو لیا اور جسم ظاہری کو چھپا کر اوسی پر اکتفا کر بیٹھے اور رہو تاہی ہمسے و تناہی ہے۔ مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ادنی اسے اوسط اور اوسط سے اعلی مین امتیاز بغیر اسکے کہ کچھہ خصوصیت ہو مراتب کا جو برتاؤ کیا جاتا ہے اوسکی وجہ ضرور ایسی ہوتی ہے کہ مراتب ادنی اسے

گذر کر وہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ترقی کے اسباب یہہ نہین ہوا کرتے کہ خلاف قانون
فطرت عمل ہی ہو اور مدارج مین ترقی پاتا جاوے - بلکہ یون ہوتا ہے کہ امورات
ابتدائی پر پورا پورا حاوی ہو کر آگے قدم بڑہاتا جاتا ہے جیسے علم مین ترقی کرنیوالا
(الف با) پڑہنیکے بعد ہی آگے پڑہیگا یہہ تو نہین ہوتا کہ (الف با) کہو لجاوے یا اوس
قاعدہ کو لغو تصور کر کے اوس سے کام نہ لے اور آگے علم مین عبور بہی حاصل کرے
یہی حال اولیاء عظام کا ہی ہے کہ اس آیت کریمہ کو فتوی کی حد تک تسلیم کر کے
عمل پیرا ہوئے اور آگے کو ترقی کی چونکہ ارشاد باری ہے کہ (لباس تقوی بہتر ہے)
اسلئے اونہون نے بہتر لباس کے حاصل کرنیکی کوشش اور اوسکے درپے ہوئے
اسلئے وہ محقق کہلائے - اون کے نزدیک لباس تقوی اطاعت ہے کہ اوس سے
آدمی کا عیب چھپتا ہے جیسے کہ شرمگاہین کپڑے سے پوشیدہ ہوتی ہین -
اور بعضون نے کہا ہے کہ لباس تقوی عفت یا حیا - یا خوف الہی یا راہ نیک کا
لازم کرنا ہے - صاحب بحر الحقائق نے لکہا ہے کہ لباس کے قسمین دو ہین - ایک
لباس تقوی اور وہ حکم شریعت پر مفوض ہے - اور دوسرا لباس تقوی ہے
اور وہ حکم حقیقت سے متعلق ہے - کیونکہ لباس فتوی سے بدن ظاہری بہرہ مند
ہوتا ہے کہ اوسکا ستر عورت ہوتا ہے - اور لباس تقوی سے دل اور روح
اور سر اور خفی یہہ سب بہرہ مند ہوتے ہین اور ہر ایک کی ایک چیز اوس
سے پوشیدہ ہوتی ہے - لباس تقوی سے دل کا حصہ صدق ہے طلب
ہوتے ہین اور اوس سے دنیا اور ما فیہا کی طمع جو شرمگاہ ہے چھپتی ہے
اور لباس تقوی سے روح کا حظ حق سبحانہ تعالی کی محبت ہے اور اوس سے

غیر مولی کے ساتہہ پوشیدہ ہوتا ہے اور یہہ کا نصیبہ اس تقوی سے انوار لقا کا مشاہدہ ہے اور اوس سے ماسوا اللہ کو دیکہنے کی شرمگاہ چہپتی ہے - اور خفی کا حصہ لباس تقوی سے ہویت حق کے ساتہہ اوسکی بقا ہے اور اوس سے ہویت خلق پوشیدہ ہوجاتی ہے یعنے سب تعینات مضمحل اور پراگندہ ہوجاتے ہین اور سب وجودات متکثرہ سے پندار اوٹہہ جاتا ہے (اور لِمَنِ المُلْكُ الْيَوْمَ) کا سرغرفہ وحدت قہاری پر جلوہ نما ہوتا ہے - رباعی -

ملک ملک اوست او خود مالک ہست ۔۔۔ غیر ذاتش کُلُّ شَیٍٔ ہالک است
کُلُّ شَیٍٔ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ۔۔۔ اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ ہَاطِلٌ
ہالک آمد پیش وجہش ہست نیست ۔۔۔ ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اب سمجہا تو ایطالب مسئلہ وحدۃ الوجود کو جو ثابت کیا گیا ہے اپنے موقع پر اور یہہ ایک حالت اور بشارت ہے اون لوگون کے لیے جیسا کہ سورہ توبہ مین ارشاد باری ہے (اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) یعنے توبہ کرنیوالے ہین عبادت کرنیوالے ہین - تعریف کرنیوالے ہین - اور راہ مین پہرنیوالے ہین رکوع کرنیوالے ہین - سجدہ کرنیوالے ہین - حکم کرنیوالے ہین ساتہہ بہلای کے اور منع کرنیوالے ہین نامعقول سے اور نگاہ رکہنے والے ہین حدون اللہ کی اور بشارت ہے ایمان والون کو) جو اوٹہے بیٹہے لیٹے کہڑے چلتے پہرتے خدا کی یاد سے غافل نہین رہتے - دنیا اور نہ دنیا کے کام اونکو اپنے مشغلہ سے باز رکہہ سکتے ہین

اسلیئے کہ اسباب ظاہری پر اونکی نظر ہی نہین پڑتی - توحید حقیقی اور دریاے وحدت مطلق
کے پرجوش محبت مین ایسے گہر جاتے ہین کہ کثرت کا ادراک تک باقی نہین رہتا -
واقعی یہی لوگ ہین بڑے مرتبہ والے -

اب اگر کوئی یہ کہے کہ کیا اسباب ظاہری توحید حقیقی کے مانع ہین اور اگر
یہ صحیح ہوجائیگا تو اولیار کے مقابلہ مین انبیار کی توحید ناقص ٹھریگی اس لیئے
کہ کل انبیا علیہ السلام پر اسباب ظاہری کا ورود ہوا ہے - (ماشاءاللہ) سوال
تو ایسا ہے کہ کوئی ساری کتاب سُنکر یہہ پوچہے کہ زلیخا مرد ہے یا عورت -

ایعزیز - دنیا ہی تو کمائی کی جگہ ہے (جو یہان اندہا وہ وہان اندہا اور
وہی ہے راہ بہولنے والا) جو یہین سے تنہا جائے تو آخرت کے بازار
مین کیا لے سکتا ہے - کمائی تو ضرور ہے اور اوسکے لئے اسباب ہین - تمان
اسباب ظاہری سے کیا مراد ہے اسکو تو سمجہا نہین - پس جان تو کہ کہا مولانا
روم رحمتہ اللہ علیہ نے **بیت**

چیست دنیا از خدا غافل بودن ... نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن

خاک پڑے اون اسباب پر جسکے سبب سے خدا کی یاد بہول جائے
اور (قالوبلیٰ) کا اقرار نسیاً منسیاً ہو -

بات تو یہ ہے کہ خدا کے امر پر چلنا اور اوسکے نہی سے دور رہنا یعنے
غیر کی مرضی کے موافق چلنا ہی اطاعت اور فرمانبرداری اور اظہار آثار محبت
کی کامل دلیل ہے جسکا مدار محض (اشد حبا للہ) پر ہے اور یہی زینہ
ہے توحید حقیقی کا اور یہین سے ہے اشارتاً کنایۃً مسئلہ وحدۃ الوجود کا

العزیز- ہمارے اس بیان نے تیرے اس شبہہ کو بھی دور کردیا ہوگا جبکہ باوجود اسباب کے توحید اولیار مین کوئی خلل نہین واقع ہوتا تو انبیار کی اعلی توحید مین اسباب کی وجہ سے کیونکر فرق آسکتا ہے اسلئے کہ وہ معصوم بھی تو ہین-

اور یہہ تیرا سوال زیادتی کی راہ سے ہے کہ اولیار کی معرفت توحید کو انبیار کی معرفت توحید پر ترجیح دیتا ہے-

ایک ادنی جاہل سے جاہل کا بھی یہہ عقیدہ نہوگا اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر وہ انسان کتنا ہی بڑا اولوالعزم ولی کیون نہو اوسی طاقدان نبوت کا فیض یافتہ اور اسرار انبیار کا جامع اور انوار نبوت سے کامیاب ہوگا- پس جانتو ایطالب اولیا اللہ علوم انبیار ہی کو حاصل کرکے اون کے شریعتون کے اسرارات کو معلوم کرتے ہین اسلئے اون مین سے ہر ایک کو ہزار ہزار عابدون پر فضیلت حاصل ہوتی ہے-

العزیز- خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ قرآن عظیم نازل فرمایا اور اوس کے رموز اور اسرارات اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے ہمپر کہولے کیا سمجھتا ہے تو اسکو فرمایا رب العزت نے سورۂ انفال مین-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ترجمہ- پس نہین مارا تمنے اونکو لیکن اللہ نے مارا اونکو اور نہین پہینکا تونے جس وقت کہ پہینکا تہا تونے ولیکن اللہ نے پہینکا تہا اور تو کہ آزمایش کرے ایمان والونکو ساتہہ نعمت کے اپنے طرف سے آزمایش نیک تحقیق اللہ سُننے والا جاننے

والا ہے۔ اے میرے پیارے دوست غور تو کر تو فعل کی نسبت کو اور داخل
ہو جا تو (والراسخون فی العلم یقولون کل من عند ربنا) کی تعریف
مین اور لا تو ایمان (علمناہ علما الدنا) پر اور مت ہو تو (تومن ببعض
وتکفر ببعض) کے مصداق یہی ہین امور نازک اور ادق اور غامض پس مت
طعن کر تو اہل وجود یہ پر وہ نہین ہین باہر شریعت مطہرہ کے بلکہ وہ تمنا کرتے ہین
حاصل کرنے مین پورے اور کامل شریعت کے۔ اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے
ماسوا اللہ کو جیسا کہ فرمایا رب العزت نے سورۂ انعام مین (قل تعالوا اتل ما
حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا) کہ آؤ
پڑہو نمین جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے اوپر تمہارے یہہ کہ نہ شریک لاؤ
ساتہہ اُسکے کسی کو اور ساتہہ ماں باپ کے احسان کرنا۔ اےعزیز اب کیا کہتا ہی تو مسئلہ
وحدۃ الوجود کے عقیدے والون کے نسبت جو وہ خداوند عزوجل جلشانہ کے وجود
کے سوا اور کسیکا وجود نہین کہتے۔ خبردار یہہ نازک باتین ہین اپنے کو طبیعت کے
غلو سے بچا اور رہبر کامل کا ہاتہہ پکڑے بغیر آگے نہ بڑہ ورنہ تیری ہلاکت کا موجب
ہے کیونکہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث (کہا ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے کہ یاد رکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (دو یا سن) یعنی
دو علم۔ پہر ایک اون دونون مین سے پہیلایا مینے تم مین اور دوسرا کہ پہیلا دون
مین اوسکو کاٹا جاوے۔ یہہ گلا یعنے کہا تا او ترنگی حلقہ) رواہ بخاری۔
اےعزیز عالم ممکنات گو تیری نظر مین گل وگلشن متمثل ہو رہا ہے دراصل تو
ایک ایسے لق ودق پر وحشت وادی مین گہر گیا ہے جہانسے تجہکو جلد باہر آنیکی

فکر کرنی چاہیے کہ ہستی ظاہری کے ساز و سامان نے تیرے دل کو ہر طرف سے پہانس لیا ہے جدہر دیکہتا ہے اودہر ممکنات ہی کا جلوہ ہے اسلیئے ہستی عالم کا معتقد ہو گیا خدا بچاوے تجھکو اس عقیدہ باطلہ سے کہ ہستی حق تیری نظر سے گر گیی۔ اگر تو دو نون وجود کا قائل ہے تو گویا دو نون وجود کو حقیقی جانا حالانکہ ذات ممکنات اوسکے وجود کا غیر یعنے زاید از ذات ہے اور یہہ اپنے موقع پر طے ہو چکا ہے کہ اللہ اسم ذات ہی اور وجود اور ہستی اوسکی ذات کا غیر نہین اور نہ زاید از ذات ہے اور یہہ تیری سمجھہ کا حجاب ہے کہ دو وجود کا قائل ہو کر ایک کو قدیم دوسرے کو حادث ایک کو فانی دوسرے کو باقی تصور کرتا ہے حالانکہ تجھکو ایسا عقیدہ ہے کہ ذات اوتعالے شانہ (لا احد لہ و لا انتہا لہ) ہی کیا تو یہ نہین جانتا کہ جمہور مجتہدین جو روسائے ملت اور بانی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہین وہ کل کے کل اسپر متفق ہین کہ حصول مغایرت بین الشیئین بدون انفکاک از یکدیگر محال ہی جب تو دو وجود مان لیا تو انقطاع وجود باہم دیگر ہی ماننا پڑیگا اسلیئے کہ جبتک وجود اولی مین انقطاع انتہا واقع نہو وجود ثانی متصور نہین ہو سکتا۔ پس وہ تیرا عقیدہ (وحدہ لا شریک لہ و لا انتہا لہ) تیرے ہی خیال باطل سے غیر صحیح ہوا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے وجود ممکنات کو اگر تو صحیح سمجہیگا یعنے ماسوائے وجود حقیقی کے اوسکے غیر کو بھی ثابت کرنیکی کوشش کریگا تو وجود ممکنات کا ازلی ہونا لازم آئیگا جس سے (وحدہ لا شریک لہ اور قل ھو اللہ احد) جو نص صریح سے اوس ذات لایدرک کی وحدانیت ثابت ہے اوس سے تجاوز کرنیوالون مین سے ہوگا اسلیئے کہ ایسا عقیدہ کسی مومن مسلمان کا نہین ہے

پس صحیح اور اصح اور بین عقیدہ یہی ہے کہ او تعالی شانہ لاشریک لہ ولاضد ولاانتہالہ ہے جیسے وہ منزہ ہے اوسکے جمیع صفات کمالیہ بھی منزہ ہین برحق وہی ایک ذات واجب الوجود وحدۃ الوجود ہے اوسکے ماسواے کسیکا وجود نہین اور نہ کوئی اوسکے سواے موجود سمجہا جاسکتا ہے۔ اور یہہ کلام نہ موّل ہے نہ مبہم ہے اور نہ شائبہ توہم کی اسمین گنجایش ہے نہ تاویل کی راہ سے کہا جاتا ہے نہ تسویل کی راہ سے اور نہ یہہ اصطلاحی کلام ہے اور نہ سکر و استغراق ہی کی حالت مین بولا جاتا ہے اسلیے کہ اوسکی وضاحت سے تصریح کردیگئی ہے کہ فی الحقیقت وجود ایک ہے۔ اور وجود دیگر ازلاً وابداً معدوم۔ کیا تو یہہ بھی نہین جانتا کہ معدوم ہمیشہ معدوم ہی ہے اور موجود ہمیشہ موجود ہے موجود معدوم نہین ہوسکتا اور نہ معدوم موجود کیونکہ شئے معدوم کا وجود مین لانا قلب حقیقت ہے اور یہہ محال اور باطل ہے۔ پس پابند عمل پیراہین اولیا اللہ اوس حکم کے جیسا کہ ارشاد باری ہے سورہ انساء مین۔ (وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا ۝) ترجمہ۔ اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھہ اوسکے کسی چیز کو۔ اور تصدیق قلبی کے ساتھہ یہہ کہتے ہین جیسا کہ سورہ جن مین ارشاد ہے (فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا) ترجمہ۔ پس ایمان لائے ہم ساتھہ اوسکے اور ہرگز ہرگز نہ شریک لاوینگے ساتھہ رب اپنے کے کسی کو۔ الغرض۔ اب کیا ہے تجہکو شک و شبہہ (ہمہ اوست) کہتے ہین کہ وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات او تعالی شانہ ہی خبردار خبردار کلمہ طیبہ کی میزان توحید کے دونون پلہ برابر برابر رکہکر اپنے اعتقاد

سکے انمول جواہر کو تول جو تیری عافیت کی بہلائی کا موجب ہو گیا تو یہہ نہین جانتا
کہ ترازو کا سیدہا پلہ اوٹہہ جانے سے بایع کا نقصان ہے اور بایان پلہ اوٹہہ
جانے مین مشتری کی نا رضامندی ہے چونکہ تیرے اعمال کا مشتری خدا ہے واحدہٗ
صرف ربوبیت ہی کو ترجیح دیکر عبدیت کے انکار کر مسلوب الشی ہو اور نہ عبدیت ہی کو اسقدر ترجیح دے کہ مصنوع
ہی سکے تو ہم مین صانع مطلق نظر انداز ہو کیونکہ ایک جانب صانع کی ناخوشی
ہے تو دوسرے جانب تیری متاع ہی غارت ہونیکا اندیشہ ہے - اور یہہ
خوب یاد رکہہ کہ کسی مرتبہ مین بہی عبد رب نہین ہو سکتا اور نہ رب عبد
ہو سکتا ہے ہان مسئلہ وجود کو سعدی علیہ الرحمۃ نے بہی کیا خوب سمجہایا ہے -

رہ عقل جز پیچ در پیچ نیست ✣ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفت این با حقایق شناس ✣ ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند ✣ بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند ✣ جوابت بگویم گر آید پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک ✣ بنی آدم و دیو و حور و ملک
ہمہ ہرچہ ہستند زان کمتر اند ✣ کہ با ہستیش نام ہستی برند

نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ -

پناہ بلندی و پستی توئی ✣ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اگرچہ کہ وحدۃ الوجود ایک لفظ مطلق ہے مگر اسکے معارف و رموز و اسرار
کا ایک بہت بڑا وسیع دریا ہے جسکی تہہ مین لاگنتی انواع و اقسام کے
نعمات غیر مترقبہ ہین جبتک خطرات ظاہری سے سبکدوشی نصیب نہو اون نعمات

لازوال تک پہونچنا دشوار ہی نہین بلکہ محال ہے - جن لوگون نے اسکے معارف کو
آسان سمجھ لیا ہے وہ نہایت غلطی مین ہین - کیا اونہون نے یہہ بھی نہین دیکھا کہ
جہان خزانہ شاہی ہوتے ہین وہان اہتمام حفاظت بھی بڑے ہی درجہ کا ہوتا ہے ہر ہر تہیلی پر
توڑہ بہرین ہوتی ہین جسکو خاص ہی لوگ سرکاری کے حکم سے توڑنے پر
قادر ہوتے ہین - کوڑئین ہی تو راستے پر پڑی نہین رہتین جو جائے کہ انمول
جواہرات ہون اور لوگ اوسکو بلا روک ٹوک بغیر محنت و مشقت کے چن لین -
ایعزیز - اب ہی اگر تجھے مثل احول کے دو وجود کا اقرار ہے تو اس مرض کا
علاج اون نسخہ جات سے کر جسکو اون لوگون نے مرتب کیا ہے جنہون نے
اپنی عمر کے بڑے حصّہ کو معرفت بارگاہ بے مثالی مین صرف کیا ہے - یہہ ہی
اگر تجھے منظور نہین ہے تو اس تیرے جہل مرکب کا علاج خدا ہی
کے سپرد ہے -

اے خواہشات نفسانی کے بندے عبداللہ ہم چند روزہ آرام و آسایش
دنیاری فانی کیلیے آخرت کے اعلےٰ اعلےٰ مراتب حاصل کرنے سے
کیون غافل ہو بیٹھا ہے -

بیدار ہو بیدار ہو اے خواب غفلت مین پڑے سونے والے بیدار ہو
علوم احسان کے چشمہ آب حیوان سے توحید خداوندی کا جام نوش کرکے
قرب الی اللہ کی منزل گاہون گزرنے کیلیے نجات جاودانی حاصل کر جو ہر مسلم کو اپنی ذات کیلیے بغیر محمد کے کرنا مدد فرض
ہے یہہ اوسی نبی کریم امی لقبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہر طرف سے ہدایت کے
دروازے ہمپر مفتوح فرمایا - پس اے طالب مت جان تو برا طریقے کو صوفیہ کے

اور کوشش کر تو اسکی کہ کامل اور بارونق ہو دین تیرا اور حاصل ہون بہ تجہے
مراتب اعلےٰ جانب سے اللہ غالب بزرگ و برتر کے فقط

خاتمۃ الکتاب

آجکل اہل اسلام مین ایک مرض صعب پیدا ہو گیا ہے یعنے اون مسائل مین بحث
ہوتی ہی جسمین گفتگو کرنے سے روکا گیا ہے۔ اونہین مسایل مین سے مسائل علم
عرفان بھی ہین جو گلی گلی کوچہ کوچہ ہر کس وناکس کے زبان زد ہو رہے ہین ہر شخص
اپنے کو موحد اور خدا رسیدہ کہتا ہے گو وہ اوسمین لاعلم ہی کیون نہو۔ بظاہر اسکی
وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جہال مشایخین ناد انون کو دنیا طلبی نے یہ شوق
دامنگیر کرایا ہے کہ اپنے مرید کثرت سے ہون تحفے تحایف دعوتین کثرت سے
آہین عزت دنیوی کا شہرہ ہر ہر محلہ اور گہر گہر ہو لوگ اونکے منہ قدمون
پر گرین اور آنکہون سے قدوم میمنت لزوم کے بوسہ لیکر سعادت دارین
حاصل کرین۔ ہاے افسوس یہہ بدعت سیئہ ایسی پہیل گئی ہے کہ عیب بھی
ہنر اور گناہ بھی اجر معلوم ہو رہا ہے کیا ان دنیا پرستون کو یہہ بھی سوجہتا
نہین کہ سلف مین جو باتین نہ تہین اونکو کیون ہم جاری کرین (بدنام کنندہ
نکو نامے چند) انہین کی راہ وروش نے بزرگون کو بہی ناحق بدنام کر رکہا
ہے۔ اون کے درباروں کی یہہ شان وشوکت ہے کہ مریدین دو دو قدم
دور ہی سے لرزتے کانپتے سرنیچے کیے ہوئے نشست گاہ پیر تک پہونچتے
ہی سر بزانو ہو کر قدمون پر گرپڑتے ہین کسکی مجال کہ پیر صاحب سے بات تو بات

آنکھہ تو ملاوے۔ واے ہے حال پر اون خالی الذہنون کے کہ خدا کے گہر یعنے مسجد
مین جاتے وقت اتنا خوف نہین کرتے نماز ہی مین اگر ایسا خشوع اور خضوع ہوتا تو
کیا اچھا ہوتا مراسم حج مین بہی تو یہ قواعد نہین زیارت حرم شریف کو جائین تو وہان
بہی تو یہہ بدعتین نہین ہین (السلام علیک یا نبی اللہ) کے بجز اور کچھہ نہین کہا جاتا
مگر یہان لکھو کہا مراسم آداب ہین کہ پیر صاحب کی خوشنودی کیلئے کئے جاتے ہین
مریدون کے آداب گو ہمارے ہی اسلاف کے مقرر کردہ ہین لیکن وہ اہل دل
کس پایہ اور مرتبہ کے تھے کہ ایک چشم زدن مین ادنی سے ادنی بدتر کو بہی اپنی
صحبت مین رنگ کر اعلی مراتب پر پہونچا دیتے تھے جسکے جانب آنکھہ اوٹہا کر
دیکہا اوسکا بیڑا اپلے پار ہوتا تھا اسکے وجہہ بجز اسکے اور کیا تھی کہ اونکی ریاضت
اونکی خدا طلبی۔ اونکی دنیا سے نفرت تقوی ورع کمال درجہ کا تھا اونکے عادات
ایسے نہ تھے جو اب پائے جاتے ہین اگرچہ کہ اب بہی (اللہ) کے مقبول بندے
موجود ہین مگر ہماری بصارت پر غفلت کے ایسے پردے پڑ گئے ہین کہ بہلے
برون کی تمیز کر نہین سکتے۔ ہان وہ آداب کس لئے مقرر کئے گئے تھے۔
یہ تک بہی تو معلوم نہین اوسپر یہہ دعوے کہ (ہمچو من دیگرے نیست) خیر
بات بہت دور جاتی ہے حیرت تو اس بات کی ہے کہ لوگ مرید کیون ہوتے
ہین مرشد سے تو آنکھہ ملانیکی طاقت نہین مرید اپنے اشکال کس سے بیان
کرے اور مرشد صاحب کب اوسکی تسکین کرین مریدون سے اگر پوچھا
جائے کہ بہائی تم مرید تو ہوئے کس لئے اور کیا ملا تو اس موقع پر خوش عقیدہ
لوگ کیا خوب کہتے ہین کہ (کر مزدوری کہا کچوری) جو خدمت کریگا وہ اجر پائیگا

نعمت کچھہ امان باد اسکے گہر کی روٹیان نہین کہ چپکے سے سامنے رکھہ دی گئین بعضے جو ثقہ ہوتے ہین اونکا یہہ قول ہے کہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت بابرکت مین رہنیکا زمانے نے موقع نہین دیا۔ ورنہ ہمارے حضرت کے پاس کیا کمی ہے جو چاہو دکہا دین لوگ تو قال ہی قال مین پہنسے ہین ہمارے حضرت کے یہان قال وغیرہ کے ڈہکوسلے تو مطلق نہین (شنیدہ کی بود مانند دیدہ) وہ تو ہمیشہ حالت استغراق ہی مین رہتے ہین اور چٹ سے طالب کو مقصود تک ایکدم مین پہونچا دیتے ہین۔ اور بعضے یہہ کہتے ہین کہ حضرت کے ارشادات کی تعمیل ہمسے کہان ہوسکتی ہے وہ تو لوہے کے چنے ہین اور ہم دنیا کے کتے اتنی فرصت کہان جو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کرین۔ واہ ماشاء اللہ) کیا کہنا (اطلب العلم ولو کان بالصین) دین کی طلبگاری اسیکا نام ہے۔ اور بعضے اپنے خیال باطل مین مسئلہ وجود کے سمجھنے مین افراط و تفریط کے ساتھہ ایسا تجاوز کیا کہ حد سے نکل گئے اونکے عقاید باطلہ کا اندازہ ہی نہین ملتا کہ آیا و آخرت مین (العوذ باللہ) وہ خدا سے منقطع ہونگے یا کیا نہ تو اونہون نے مسئلہ وحدۃ الوجود ہی کو جانا اور نہ قرب و وصال ہی کو سمجھے اور تعلیمی اغراض کے مقاصد تک انکی عقل کی رسائی ہوئی پس خطا کی اونہون نے اپنی غلط فہمی سے۔ اور بعضے خرافات بھی بکتے ہین کہ ہمنے یہہ دیکہا وہ دیکہا یہہ پایا وہ پایا۔ یہانتک پہونچے وہان تک پہونچے ایسی مریدی پر تف ہے اور ایسی مرشدی پر بھی خدا کی مار۔ ایسے کہنے والے سب جہوٹے گنہگار ہین وہ تو درگاہ لاابالی ہے وہان کا معاملہ ہی اور ہے جیسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے اونکے ایک دوست نے پوچھا تہا کہ (ازین بوستان کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را۔ گفت بخاطر داشتم

کہ چون بدرخت گل برسم دامن پرکنم ہدیۂ اصحاب را۔ چون برسیدم بوئ گل چنان مست کرد کہ دامنم از دست برفت) بات تو یہ ہے کہ۔ رباعی

گر کسی وصف او ز من پرسد بیدل از بے نشان چہ گوید باز
عاشقان کشتگان معشوق اند بر نیاید ز کشتگان آواز

کیا خوب کہا مصنف معارج النبوہ رحمۃ اللہ علیہ نے۔ رباعی

تو گمان میبری کہ یافتہ تو بجو د این دروغ بافتہ
ہر کہ گوید یافتم مپسند کہ با اہل گفتگو نرسند
دم زدن مانع وصال بود وصل را گفتگو محال بود
ہر کہ او را بیافت خود گم گشت قطرہ محو بحر قلزم گشت
چون نماند وجود قطرہ کیش لاف مجوی اندر حیرت کیش

سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ شعر۔

این مدعیان در طلبش بیخبر انند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

بقول کسی کے یہہ لوگ ایسے ہین کہ دکہان گئے تھے کہین تھین کیا لائے کچھہ تھین) مرشدون کا کیا کہنا وہ تو اپنی ٹول ہی بڑہانیکی فکر مین ہین حضرت پیر و مرشد صاحب کے فیض صحبت کا یہہ ادنی اثر ہے کہ حضرت کے مریدون مین الفت اور محبت تو درکنار اتفاق تک پایا نہین جاتا۔ اگر اتفاق ہو تو ایک جدی کا بات ہے یہان مرشد صاحب ہی سے خاوص ندارد۔ جو کچھہ ادآب ہین وہ صرف ظاہری چاپلوسی ہے۔ اخلاص و محبت و ادآب و تعظیم توجب ہی ہو کہ پیر صاحب کے ارشادات کے موافق منزل عشق آہستہ

چست وچالاک تیزگام رہی۔ جن بیچارون کو دنیا یا عزت دنیا پیدا کرنا ہے اون کو
معرفت حق سے کیا نسبت نہ تو اونکا علم فایدہ دے اور نہ ریا اور مکاری کا زہد
وتقوی کام آوے اور نہ معرفت کا کچھہ ثمرہ ہاتھ آئے۔ جتنا اونکی ذاتون سے
نفع دہونڈا جائیگا وتباہی نقصان اور خسارہ نصیب ہوگا بیت پس قالب خوش
نہ زیر چادر باشد + چون باز کنی مادر مادر باشد + انکی مثال اون مکار شعبدہ بازون
گاڑہوڑیون کی سی ہے جو آنا فانا روپے کے روپے نکالکر لوگون کو بتلاتے
ہین مگر اون روپیون سے نہ تو اونھین کمبختون کو فایدہ ہے اور نہ غیر اوس
سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔ یہی حال اون علماے سوء اور مشائخین دنیا
طلب کا ہے کہ اون کے علم وغیرہ سے خود اونہین کو فائدہ نہین تو غیر کیا
نفع اوٹھا سکتا ہے۔ سچ کہا سعدی علیہ الرحمتہ نے (تلمیذ بے ارادت +
عاشق بے زر است + و رونده بے معرفت مرغ بے پر + و عالم بے عمل
درخت بے بر + زاہد بے علم خانہ بے در + مراد از نزول قرآن تحصیل
سیرت خوب است۔ نہ ترتیل صورت مکتوب۔ عاصی معتقد پیادہ رفتہ
است وعالم متہاون سوار خفتہ عامی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ در سر دارد +
خدا ایسے مرشدون کو سمجھے جو اسلاف کو بھی مطعون کر رہے ہین۔ وہ کس
نیند سوے بیٹھے ہین۔ قیامت مین جب رب العزت اجلاس فرمائیگا اور بڑے
بڑے نبی نفسی نفسی کہینگے اوسوقت ان حضرت پیر صاحب کو اپنے ہی
اعمال کی گٹھری سر پر دہر کر چلنا مشکل ہو جاویگا بقول حکیم صناعی رحمتہ اللہ
[illegible] کے رباعی

خرلنگ و ضعیف بار گران — منزلت سنگ لاخ تو حیران
خانه تار و چراغ کم روغن — باد صرصر و باد خانه شکن

اوران حضرت کے پیچھے بنجارون کے تانڈے کے مانند مریدون کی لتاڑ ائے نادانون تمہاری ہی رہائی اور چھٹکارہ مشکل ہوگا خدا جانے کون کون جرم کی پاداش مین مبتلا ہونگے تو ایسی خطرناک حالت مین مریدون کے شفیع کب بنوگے - سچ کہا کسی صاحب دل نے - **ابیات**

چون جان زتن گردد جدا از فعل تو پرسد خدا — پس تو چه گوئی ای گدا آنگهه بگو احوال خود
انواع نعمت میخوری بهر نفس تن را پروری — چون جان زتن گردد جدا آنگهه بگو احوال خود
زیر زمین قطعا شوی هن رنگ پیش شوی — در جواب این حیران شوی آنگهه بگو احوال خود
این استخوانت پخته در گور گردد ریخته — با خاک پس آمیخته آنگهه بگو احوال خود
در دار دنیا مبتلا باغیر ماندی دلا — تو این سبب بینی بلا آنگهه بگو احوال خود
رجم سخن شیطان عمل مصحف بکف در دل دغل — گیرند چون زین ای دغل آنگهه بگو احوال خود
میزان تو چون کم شود تعدیل حق تو رود — دوزخ ترا مادر شود آنگهه بگو احوال خود

پیر کا تو یہ کام ہے کہ جب مرید کا ہاتھ پکڑا تو اوسکو کمالات دین سے کچھہ نہ کچھہ نصیب کرا کرہی چھوڑا آگے اوسکا توشہ بہروسہ اوسکے ساتھہ ہے جب مرید کو عشق کی لو ہین لگادی تو یہہ آگ کبھی بجھتی ہی نہین ہمیشہ تیز اور بہڑکتی ہی رہتی ہے جبکہ وہ طالب صادق ہے تو اپنی عافیت کا وہ آپ ہی سودا خرید لیگا - ہدایت اور راہ پر لانا الحاد اور زندقہ سے بچانا مرشد کا کام ہے ورنہ مرید بننے کی حاجت ہی کیا ہے - نماز - روزہ - حج - زکواۃ - دا مرد

نواہی کا پابند ہونا کافی ہے۔ جن لوگون نے آیندہ حاصل ہونیوالی آخرت
کی نعمت ولذت پر سر دست بالفعل لذت دنیا کو مقدم جانا اور قیمی وہ محبت
دنیا مین غرق اور اوسکے دام بلا مین پہنسگئے عالم ملکوت کے اسرارات اونکے
دلون سے بالکل پوشیدہ ہوگئے اسلئے کہ صرف ظواہر ہی پر اونکی نظر اڑگئی
عقل وفہم سے ہرگز ہرگز وہ اون اسرارات کو نہ پہونچینگے۔ پس اب ہاتھہ اوٹہاتے
ہین ہم بارگاہ خداوندی کے جانب کہ اے (اللہ) اس مرض لاحقہ سے
یعنے رسمی پیری اور مریدی کے طوفان بے تمیزی سے اہل اسلام کے عقائد
کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دلاکر سلامتی کے کنارہ پر پہونچا۔ اور
بزرگان سلف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما جس مین تیری اور تیرے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔

اے پادشاہا واے بے نیاز! اس عاصی پر معاصی کی اس
کتاب کو جسکو کہ مینے خالصاً (للہ) اون لوگون کے جواب دینے کے
لئے لکھا ہے جو تیرے پیارے دوستون کے مسلک پر طعن اور
اعتراض کرتے ہین اسکو بطفیل حضرت رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم قبول فرما۔ اور جو کچھہ خطا ہوئی ہو تیری ستاری اور غفاری
رحیمی اور کریمی کو اس حقیر ناچیز کے حال زار پر مبذول فرماکر بخشدے
اور صدقے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے پیارے
دوستون کے اس سراپا گناہ گار نابکار عاجز وناتوان اور کل مومنین
ومومنات کے گناہون کو جیسا کہ ستاری کرکے دنیا مین پوشیدہ رکہا

آخرت مین بھی شرمسار نکر اور اپنے پیارے بندون کے زمرہ مین اوٹھا اور
اپنے دیدار کی نعمت و راحت و لذت نامتناہی سے سرفراز فرما کیونکہ جو کچھہ
ہے وہ تیرا فضل ہی فضل ہے اسلیئے کہ ہماری حالت اوس سے بھی بدتر
ہے جیسا کہ مولانا شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ نے کہا۔ **رباعی**

چو زمین سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد — کہ تو مرا خراب کردی بہ سجدہ ریائی
چو بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند — بیرون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس نہ کچھہ ذاتی کمائی ہے اور نہ کچھہ سرمایہ البتہ گناہون کا
بوجھ سر سے اونچا بجز عاجزی اور لاچاری کے کچھہ نہین ہے جبتک تیرا فضل
نہین ہوتا کوئی بات ہماری کام پر نہین آتی پس تو ہی اپنے فضل و کرم سے
اپنے پیارے دوستون کے زمرون مین شمار فرما کر توحید خالص کامل و اکمل
عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔ فقط

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	امر	+	۱۱۲	۴	ستی ۶/	ستی ۶"
۲۲	۶	ماجری	جاری	〃	۶	الیتنا	آیتنا
۲۶	۱۰	صوفیہ	صوفیار	۱۱۵	۱۰	ستی ۶/	شستی ۶"
۳۷	۱	وہ	+	〃	۱۸	ستی ۶/	ستی ۶"
۳۸	۱	اور	+	۱۲۸	۱۴	کفا	کہا
〃	۵	کفر	کفر	۱۲۹	۳	صوفیہ	صوفیائی
۳۹	۱۴	جر	جز	〃	۸	جاتا ہے	جاتا ہے
۴۲	۸	گنجنی ہیں	گنجائے	۱۳۰	۸	صوفیہ	صوفیائی
۴۴	۸	صفتین	صنعتیں	۱۳۱	۲	جکو جانتی ہیں	جکو بہت جانتے ہیں
۵۲	۹	وراحسن	وحسن	〃	۴	جریہ	جزیہ
۵۳	۸	علمائکو	علمائکو	۱۳۲	۵	منقدرہ	منجدرۃ
〃	۱	ذکر	ذکرا	۱۳۳	۱۰	نبنی نوع	بنی نوع
۵۷	۲	انتہو	انتہو	〃	۸	ضحر	سحر
۵۹	۱۹	حس	حسن	۱۳۴	۳	وراء	ورع
۶۴	۵	منصوص	منصوص	۱۴۰	۱۷	صاصا	صاحا
۷۶	۱۹	نورک بی النار	نورک من فی النار	۱۴۱	۲	کلمح النصر	کلمح بالبصر
۷۷	۱	ہی نوتا	نہوتا	〃	۱۴	بدلوت	ودلہ [illegible]
۷۷	۲	سوتو ذالہ	سو تو ذالہ	۱۴۲	۳	[illegible]	وہ ایک
۷۸	۸	الطواب	الثواب	۱۴۴	۶	اوسکا	اوسکا
۸۱	۷	والہ	واللہ	〃	۱۴	کسطح	کسطح
۹۳	۱۸	میمہ	بہی	〃	۱۷	اسناد ومشترک	جنیار مشترک
۱۰۲	۱۲	قطر	قطرۂ	۱۴۸	۲	تسنہی	تسنی
۱۰۴	۱۲	اس اسد	اشد	〃	۱۳	فرع	بصرع
〃	۱۷	ہلی	ہی	۱۵۳	۷	ارطب الفر	ارطب الفر
〃	۱۹	موصد	موحد	۱۵۴	۶	ایلیت الہ	آیت الا
۱۰۵	۵	کیونکہ اوس	کیونکہ وہ اوس	۱۵۶	۸	غنشم	[illegible]
۱۰۶	۱۴	ہہی	بہی	۱۷۱	۵	جو نہیں	نہیں
۱۰۷	۶	جرارت	حرارت	〃	〃	کہ تو جرا	کہ جرا
۱۰۸	۱۱	کچہہ بہی	کچہہ بہی	〃	〃	کرد اسجدا	کردار سجدا
۱۱۰	۱۱	اوروراک	اوراک	〃	۶	جو الطو	لاطواف
〃	۱۸	ہیوتا	ہوتا	〃	〃	نبرون در	کہ نبرون در